Postal Reg. No. GDP/001/2013-15

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ وَعَلٰی عَبۡدِہِ الۡمَسِیۡحِ الۡمَوۡعُوۡد

وَلَقَدۡ نَصَرَکُمُ اللّٰہُ بِبَدۡرٍ وَّاَنۡتُمۡ اَذِلَّۃٌ

ہفت روزہ

قادیان

بدر

The weekly BADR Qadian

www.akhbarbadrqadian.in

جلد 64

ایڈیٹر
منصور احمد

نائبین
قریشی محمد فضل اللہ
تنویر احمد ناصر ایم اے

شمارہ 11

شرح چندہ
سالانہ 550 روپے
بیرونی ممالک
بذریعہ ہوائی ڈاک
50 پاؤنڈ یا 80 ڈالر
امریکن
80 کینیڈین ڈالر
یا 60 یورو

20 جمادی الاوّل 1436 ہجری 12 امان 1394 ہش 12 مارچ 2015ء

اخبار احمدیہ

قادیان دارالامان: سیدنا حضرت امیرالمومنین مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اللہ تعالیٰ کے فضل سے بخیر و عافیت ہیں۔ الحمدللہ۔ احباب کرام حضور انور کی صحت و تندرستی، درازیٔ عمر، مقاصد عالیہ میں کامیابی اور خصوصی حفاظت کے لئے دُعائیں جاری رکھیں۔ اللہ تعالیٰ حضور انور کا ہر آن حافظ و ناصر ہو اور تائید و نصرت فرمائے۔ آمین۔

اَللّٰھُمَّ اَیِّدۡ اِمَامَنَا بِرُوۡحِ الۡقُدُسِ وَبَارِکۡ لَنَا فِیۡ عُمُرِہٖ وَاَمۡرِہٖ۔

تم لوگ ایک ایسے شخص کے ساتھ پیوندر کھتے ہو جو مامور من اللہ ہے پس اُس کی باتوں کو دل کے کانوں سے سنو اور اس پر عمل کرنے کیلئے ہمہ تن تیار ہو جاؤ تا کہ ان لوگوں میں سے نہ ہو جاؤ جو اقرار کے بعد انکار کی نجاست میں گر کر ابدی عذاب خرید لیتے ہیں

ارشادات عالیہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

ہماری جماعت کو مناسب ہے کہ وہ اخلاقی ترقی کریں:

ہماری جماعت کو مناسب ہے کہ وہ اخلاقی ترقی کریں کیونکہ اَلۡاِسۡتِقَامَۃُ فَوۡقَ الۡکَرَامَۃِ مشہور ہے۔ وہ یاد رکھیں کہ اگر کوئی ان پر سختی کرے۔ تو حتی الوسع اُس کا جواب نرمی اور ملاطفت سے دیں۔ تشدد اور جبر کی ضرورت انتقامی طور پر بھی نہ پڑنے دیں۔

انسان میں نفس بھی ہے اور اُس کی تین قسم ہیں۔ امارہ، لوّامہ، مطمئنہ۔ امارّہ کی حالت میں انسان جذبات اور بے جا جوش کو سنبھال نہیں سکتا اور اندازہ سے نکل جاتا اور اخلاقی حالت سے گرجاتا ہے، مگر حالت لوّامہ میں سنبھال لیتا ہے۔ مجھے ایک حکایت یاد آئی جو سعدیؒ نے بوستان میں لکھی ہے کہ ایک بزرگ کو کُتّے نے کاٹا۔ گھر آیا تو گھر والوں نے دیکھا کہ اُسے کتے نے کاٹ کھایا ہے۔ ایک بھولی بھالی چھوٹی لڑکی بھی تھی۔ وہ بولی۔ آپ نے کیوں نہ کاٹ کھایا؟ اُس نے جواب دیا۔ بیٹی! انسان سے کُتپن نہیں ہوتا۔ اسی طرح سے انسان کو چاہئے کہ جب کوئی شریر گالی دے تو مومن کو لازم ہے کہ اعراض کرے نہیں تو وہی کُتپن کی مثال صادق آئے گی۔ خدا کے مقربوں کو بڑی بڑی گالیاں دی گئیں۔ بہت بُری طرح ستایا گیا۔ مگر ان کو وَاَعۡرِضۡ عَنِ الۡجٰھِلِیۡنَ (الاعراف:200) کا ہی خطاب ہوا۔ خود اُس انسان کامل ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو بہت بُری طرح تکلیفیں دی گئیں اور گالیاں، بدزبانی اور شوخیاں کی گئیں مگر اس خلق مجسم ذات نے اس کے مقابلہ میں کیا کیا اُن کیلئے دُعا کی اور چونکہ اللہ تعالیٰ نے وعدہ کرلیا تھا کہ جاہلوں سے اعراض کرے گا تو تیری عزت اور جان کو ہم صحیح و سلامت رکھیں گے اور یہ بازاری آدمی اُس پر حملہ نہ کرسکیں گے، چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ حضورؐ کے مخالف آپؐ کی عزت پر حرف نہ لاسکے اور خود ہی ذلیل و خوار ہو کر آپ کے قدموں پر گرے یا سامنے تباہ ہوئے۔ غرض یہ صفت لوامہ کی ہے جو انسان کشمکش میں بھی اصلاح کرلیتا ہے۔ روزمرہ کی بات ہے اگر کوئی جاہل یا اوباش گالی دے یا کوئی شرارت کرے جس قدر اس سے اعراض کروگے، اسی قدر اُس سے عزت بچالوگے اور جس قدر اس سے مٹھ بھیڑ اور مقابلہ کروگے تباہ ہو جاؤ گے اور ذلّت خرید لوگے۔ نفسِ مطمئنہ کی حالت میں انسان کا ملکہ حسنات اور خیرات ہو جاتا ہے۔ وہ دُنیا اور ماسوی اللہ سے بکلی انقطاع کرلیتا ہے وہ دُنیا میں چلتا پھرتا اور دُنیا والوں سے ملتا جلتا ہے، لیکن حقیقت میں وہ یہاں نہیں ہوتا۔ جہاں وہ ہوتا ہے وہ دُنیا اور ہی ہوتی ہے وہاں کا آسمان اور زمین اور ہوتی ہے۔

جماعت احمدیہ کیلئے بشارت عظیم:

اللہ تعالیٰ نے قرآن میں فرمایا ہے: وَجَاعِلُ الَّذِیۡنَ اتَّبَعُوۡکَ فَوۡقَ الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡۤا اِلٰی یَوۡمِ الۡقِیٰمَۃِ (آل عمران:56)

یہ تسلی بخش وعدہ ناصرہ میں پیدا ہونے والے ابن مریم سے ہوا تھا مگر میں تمہیں بشارت دیتا ہوں کہ یسوع مسیح کے نام سے آنے والے ابن مریم کو بھی اللہ تعالیٰ نے انہیں الفاظ میں مخاطب کرکے بشارت دی ہے۔ اب آپ سوچ لیں کہ جو میرے ساتھ تعلق رکھ کر اس وعدہ عظیم اور بشارتِ عظیم میں شامل ہونا چاہتے ہیں کیا وہ وہ لوگ ہوسکتے ہیں جو امّارہ کے درجہ میں پڑے ہوئے فسق و فجور کی راہوں پر کاربند ہیں؟ نہیں ہرگز نہیں۔ جو اللہ تعالیٰ کے اس وعدہ کی سچی قدر کرتے ہیں اور میری باتوں کو قصہ کہانی نہیں جانتے تو یاد رکھو اور دل سے سن لو میں ایک بار پھر اُن لوگوں کو مخاطب کرکے کہتا ہوں جو میرے ساتھ تعلق رکھتے ہیں اور وہ تعلق کوئی عام تعلق نہیں بلکہ بہت زبردست تعلق ہے اور ایسا تعلق ہے کہ جس کا اثر (نہ صرف میری ذات تک) بلکہ اس ہستی تک پہنچتا ہے جس نے مجھے بھی اس برگزیدہ انسان کامل کی ذات تک پہنچایا ہے جو دُنیا میں صداقت اور راستی کی رُوح لے کر آیا۔ میں تو یہ کہتا ہوں کہ اگر ان باتوں کا اثر میری ذات تک پہنچتا تو مجھے کچھ بھی اندیشہ اور فکر نہ تھا اور نہ ان کی پروا تھی۔ مگر اس پر بس نہیں ہوتی۔ اس کا اثر ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور خود خدائے تعالیٰ کی برگزیدہ ذات تک پہنچ جاتا ہے۔ پس ایسی صورت اور حالت میں تم خوب دھیان دے کر سن رکھو کہ اگر اس بشارت سے حصہ لینا چاہتے ہو اور اس کے مصداق ہونے کی آرزو رکھتے ہو اور اتنی بڑی کامیابی (کہ قیامت تک مکفرین پر غالب رہوگے) کی سچی پیاس تمہارے اندر ہے تو پھر اتنا ہی میں کہتا ہوں کہ یہ کامیابی اُس وقت تک حاصل نہ ہوگی۔ جب تک لوّامہ کے درجہ سے گزر کر مطمئنہ کے مینار تک نہ پہنچ جاؤ۔

اس سے زیادہ اور میں کچھ نہیں کہتا کہ تم لوگ ایک ایسے شخص کے ساتھ پیوند رکھتے ہو جو مامور من اللہ ہے پس اُس کی باتوں کو دل کے کانوں سے سنو اور اس پر عمل کرنے کیلئے ہمہ تن تیار ہو جاؤ تا کہ ان لوگوں میں سے نہ ہو جاؤ جو اقرار کے بعد انکار کی نجاست میں گر کر ابدی عذاب خرید لیتے ہیں۔

(ملفوظات جلد اوّل صفحہ 64-65 ایڈیشن 2003)

جمیل احمد ناصر، پرنٹر و پبلشر نے فضل عمر پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا: پروپرائٹر، نگران بورڈ بدر قادیان

حضرت بانئ جماعت احمدیہ اور مقدس افراد خاندان پر اخبار ''منصف'' حیدرآباد کے اعتراضات کا جواب

قسط: 37

روزنامہ ''منصف'' حیدرآباد میں حضرت بانئ جماعت احمدیہ اور مقدس افرادِ خاندان کے خلاف افترا اور بہتان طرازیوں پر مشتمل دلآزار مضامین جو محمد متین خالد کے نام سے شائع ہوتے رہے، ان گالیوں کا جواب حوالہ بخدا!

آج کل حضرت بانئ جماعت احمدیہ کے عقائد کو توڑ مروڑ کر عوام الناس کو گمراہ کرنے کی کوشش کی جارہی ہے اور ''قادیانیت اپنے آئینہ میں'' عنوان کے تحت مضامین شائع کیے جارہے ہیں۔ ان مضامین کی حقیقت ظاہر کرنے کیلئے جواب بھجوایا جاتا ہے تو فائل کردیا جاتا ہے۔ ''منصف'' کو اپنے اس انصاف پر دُنیا میں نہیں تو خدا تعالیٰ کی عدالت میں ضرور جواب دہ ہونا پڑے گا۔ بہرحال سو سال سے اِن گھسے پٹے اعتراضات کا جواب دیا جاتا رہا ہے، ایک مرتبہ پھر ہم اپنے ہفت روزہ اخبار ''بدر'' میں شائع کررہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ''منصف'' کی ڈھول سے ہمارے سادہ لوح مسلمان بھائیوں کی آنکھیں صاف فرماوے آمین! (مدیر)

معترض نے لکھا :

''احمدی غیر احمدیوں کو کافر قرار دیتے ہیں اس لئے ان کا جنازہ نہیں پڑھتے ۔ سر ظفر اللہ خان نے بانئ پاکستان مسٹر محمد علی جناح کی نماز جنازہ میں شرکت نہیں کی حالانکہ ظفر اللہ خاں اس وقت پاکستان کے وزیر خارجہ تھے۔'' نیز لکھا ''مرزا غلام احمد قادیانی کا حکم ہے کہ کوئی احمدی غیر احمدی کو اپنی لڑکی نہ دے۔''

قارئین کرام! یہ ایک ناقابل تردید حقیقت ہے کہ جماعت احمدیہ اس معاملہ میں ایک مظلوم جماعت ہے جس پر شروع ہی سے معاندین احمدیت نے فتوے لگا رکھے ہیں۔ بعض فتاویٰ اس ضمن میں پیش کئے جاتے ہیں جن سے معلوم ہوگا کہ معاندین احمدیت تو خود یہ نہیں چاہتے کہ احمدیوں سے کسی بھی قسم کا کوئی بھی تعلق رکھا جائے۔ نہ ان کو امام بنایا جائے۔ نہ ان کو اپنے پیچھے نماز پڑھنے دی جائے۔ نہ ان کو رشتہ دیا جائے نہ ان سے رشتہ لیا جائے ۔ ہر طرح کا معاشی اور معاشرتی بائکاٹ کیا جائے۔

فتوے ہی فتوے

چنانچہ ۱۸۹۲ء میں مولوی نذیر حسین صاحب دہلوی نے بانی سلسلہ احمدیہ کے متعلق فتویٰ دیا کہ :

''نہ اس کو ابتداءً سلام کریں......اور نہ اس کے پیچھے اقتداء کریں۔'' (اشاعۃ السنہ۔ جلد ۱۳ نمبر ۶ صفحہ ۸۵)

مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی نے فتویٰ دیا کہ:

''قادیانی کے مرید رہنا اور مسلمانوں کا امام بننا دونوں باہم ضدّین ہیں یہ جمع نہیں ہوسکتیں۔''

(شرعی فیصلہ۔ صفحہ ۳۱)

مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی نے فتویٰ دیا کہ

''اس کو اور اس کے اتباع کو امام بنانا حرام ہے۔''

(شرعی فیصلہ صفحہ ۳۱)

مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری نے فتویٰ دیا کہ

''اس کے خلف نماز جائز نہیں۔''

(فتویٰ شریعت غرّاء۔ صفحہ ۹)

مولوی عبدالسمیع صاحب بدایونی نے فتویٰ دیا کہ:

''کسی مرزائی کے پیچھے نماز ہرگز جائز نہیں ۔ مرزائیوں کے پیچھے نماز پڑھنا ایسا ہی ہے جیسا ہندوؤں اور یہود ونصاریٰ کے پیچھے۔ مرزائیوں کو نماز پڑھنے یا دیگر مذہبی احکام ادا کرنے کے لئے اہلسنت والجماعت اور اہل اسلام اپنی مسجدوں میں ہرگز نہ آنے دیں۔''

(صاعقہ ربانی بر فتنہ قادیانی۔ صفحہ ۹۔ مطبوعہ ۱۸۹۲ء)

مولوی عبدالرحمن صاحب بہاری نے فتویٰ دیا کہ:

''اس کے اور اس کے متبعین کے پیچھے نماز محض باطل ومردود ہے...... ان کی امامت ایسی ہے جیسے کسی یہودی کی امامت۔'' (فتویٰ شریعت غرّاء صفحہ ۴)

مفتی محمد عبداللہ صاحب ٹونکی لاہور نے فتویٰ دیا کہ:

''اس کے اور اس کے مریدوں کے پیچھے اقتداء ہرگز درست نہیں۔'' (شرعی فیصلہ صفحہ ۲۵)

مولوی عبدالجبار صاحب عمر پوری نے فتویٰ دیا کہ:

''مرزا قادیانی اسلام سے خارج ہے...... ہرگز امامت کے لائق نہیں۔'' (شرعی فیصلہ صفحہ ۲۰)

مولوی عزیز الرحمن صاحب مفتی دیوبند نے فتویٰ دیا کہ:

''جس شخص کا عقیدہ قادیانی ہے اس کو امام الصلوٰۃ بنانا حرام ہے۔'' (شرعی فیصلہ صفحہ ۳۱)

مشتاق احمد صاحب دہلوی نے فتویٰ دیا کہ

''مرزا اور اس کے ہم عقیدہ لوگوں کو اچھا جاننے والا جماعت اسلام سے جدا ہے اور اس کو امام بنانا ناجائز ہے۔'' (شرعی فیصلہ صفحہ ۲۴)

مولوی احمد رضا خاں صاحب بریلوی نے فتویٰ دیا کہ:

''اس کے پیچھے نماز پڑھنے کا حکم بعینہ وہی ہے جو مرتدوں کا حکم ہے۔''

(حسام الحرمین۔ صفحہ ۹۵)

مولوی محمد کفایت اللہ صاحب شاہجہان پوری نے فتویٰ دیا کہ:

''ان کے کافر ہونے میں شک وشبہ نہیں اور ان کی بیعت حرام ہے اور امامت ہرگز جائز نہیں۔''

(فتویٰ شریعت غرّاء صفحہ ۶)

احمدیوں کے جنازے کے متعلق معاندین احمدیت کے ظالمانہ فتوے

مولوی نذیر حسین صاحب دہلوی نے فتویٰ دیا کہ:

''ایسے دجّال کذّاب سے احتراز اختیار کریں ......نہ اس کی نماز جنازہ پڑھیں۔''

(اشاعۃ السنہ۔ جلد ۱۳ نمبر ۶ صفحہ ۱۰۱)

مولوی عبدالصمد صاحب غزنوی نے فتویٰ دیا کہ:

''اس کی نماز جنازہ نہ پڑھی جائے۔''

(اشاعۃ السنہ۔ جلد ۱۳ نمبر ۶ صفحہ ۱۰۱)

قاضی عبیداللہ بن صبغۃ اللہ صاحب نے فتویٰ دیا کہ:

''جس نے اس کی تابعداری کی وہ بھی کافر مرتد ہے...... اور مرتد بغیر توبہ کے مر گیا تو اس پر نماز جنازہ نہیں پڑھنا۔''

(فتویٰ در تکفیر منکر عروج جسمی ونزول حضرت عیسیٰ علیہ السلام)

مفتی محمد عبداللہ صاحب ٹونکی لاہور نے فتویٰ دیا کہ:

''جس نے دیدہ دانستہ مرزائی کے جنازہ کی نماز پڑھی ہے اس کو اعلانیہ توبہ کرنی چاہئے اور مناسب ہے کہ وہ اپنا تجدید نکاح کرے۔'' (فتویٰ شریعت غرّاء۔ صفحہ ۱۲)

پھر اس سے بھی بڑھ کر معاندین احمدیت نے یہ فتویٰ دیا کہ ان لوگوں کو مسلمانوں کے قبرستانوں میں بھی دفن نہ ہونے دیا جائے۔ چنانچہ مولوی عبدالصمد صاحب غزنوی نے فتویٰ دیا کہ ان کو مسلمانوں کے قبرستانوں میں دفن نہ کیا جائے تاکہ:

''اہل قبور اس سے ایذاء نہ پائیں۔''

(اشاعۃ السنہ۔ جلد ۱۳۔ نمبر ۶ صفحہ ۱۰۱)

قاضی عبیداللہ صاحب مدراسی نے فتویٰ دیا کہ ان کو:

''مقابر اہل اسلام میں دفن نہیں کرنا بلکہ بغیر غسل وکفن کے کتے کی مانند گڑھے میں ڈال دینا۔''

(فتویٰ در تکفیر منکر عروج جسمی ونزول حضرت عیسیٰ علیہ السلام)

احمدیوں سے شادی بیاہ کے متعلق ان کے فتوے

اسی طرح انہوں نے یہ بھی فتوے دیئے کہ کسی مسلمان کے لئے احمدیوں کو لڑکیاں دینا جائز نہیں چنانچہ شرعی فیصلہ میں لکھا گیا کہ:

''جو شخص ثابت ہو کہ واقع ہی وہ قادیانی کا مرید ہے اس سے رشتہ مناکحت کا رکھنا ناجائز ہے۔''

(شرعی فیصلہ صفحہ ۳۱)

بلکہ اس سے بڑھ کر یہ فتویٰ دیا گیا کہ:

''جو لوگ اس پر عقیدہ رکھتے ہوں وہ بھی کافر ہیں اور ان کے نکاح باقی نہیں رہے جو چاہے ان کی عورتوں سے نکاح کرے۔''

(فتویٰ مولوی عبداللہ ومولوی عبدالعزیز صاحبان لدھیانہ۔ از اشاعۃ السنہ۔ جلد نمبر ۱۳ صفحہ ۵)

گویا احمدیوں کی عورتوں سے جبراً نکاح کرلینا بھی ان کے نزدیک عین اسلام تھا۔ اسی طرح یہ فتویٰ بھی دیا کہ:

''جس نے اس کی تابعداری کی وہ بھی کافر مرتد ہے اور شرعاً مرتد کا نکاح فسخ ہوجاتا ہے اور اس کی عورت حرام ہوتی ہے۔ اور اپنی عورت کے ساتھ جو وطی کرے گا سو وہ زنا ہے اور ایسی حالت میں جو اولاد ان کے پیدا ہوتے ہیں وہ ولد زنا ہوں گے۔''

(فتویٰ در تکفیر منکر عروج جسمی ونزول حضرت عیسیٰ علیہ السلام مطبوعہ ۱۳۱۱ھ)

جماعت احمدیہ کے مخالف علماء نے صرف فتاویٰ ہی نہیں دیئے بلکہ ان پر سختی سے عمل کرانے کی بھی ہمیشہ کوشش کی جیسا کہ پیر مہر علی شاہ صاحب گولڑوی کے مرید مولوی عبدالاحد صاحب خانپوری کی کتاب ''مخادعت مسیلمہ قادیانی'' (مطبوعہ ۱۹۰۱ء) کی مندرجہ ذیل اشتعال انگیز تحریر سے ظاہر ہے کہ:

''طائفہ مرزائیہ بہت ذلیل وخوار ہوئے۔ جمعہ اور جماعت سے نکالے گئے اور جس مسجد میں جمع ہوکر نمازیں پڑھتے تھے اس میں بے عزتی کے ساتھ بدر کئے گئے اور جہاں نماز جمعہ پڑھتے تھے وہاں سے حکماً روکے گئے...... نیز بہت قسم کی ذلتیں اٹھائیں۔ معاملہ اور برتاؤ مسلمانوں سے بند ہوگیا۔ عورتیں منکوحہ اور مخطوبہ بوجہ مرزائیت کے چھینی گئیں۔ مردے ان کے بے تجہیز وتکفین اور بے جنازہ گڑھوں میں دبائے گئے۔'' (صفحہ ۲)

اب معزّز قارئین غور فرما سکتے ہیں کہ اگر سالہا سال تک تکالیف ومصائب کا نشانہ بننے کے بعد جماعت احمدیہ کے افراد کو ابتلاء اور فتنہ کے احتمال سے کوئی قدم اٹھانا پڑا تو یہ ان کی قابل رحم اور دردناک حالت پر تو دلالت کرتا ہے ان کے خلاف اس جھوٹ کی دلیل نہیں بنایا جاسکتا کہ مرزا صاحب کا حکم تھا کہ ان کے ماننے والے نہ تو کسی غیر احمدی کے پیچھے نماز پڑھیں نہ ان سے شادی کریں اور نہ غیر احمدی کی نماز جنازہ میں شریک ہوں۔

سالہا سال کی اس اذیت ناک صورتحال کے پیش نظر فتنہ اور ابتلاء سے بچنے کے لئے اگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے متبعین کو دوسروں کے پیچھے نماز پڑھنے اور ان سے شادی بیاہ کرنے سے روکا تو آپ سے بہت زیادہ شدّت اور شدید زبان کے استعمال کے ساتھ معاندین احمدیت نے احمدیوں کے پیچھے نماز پڑھنے سے روکا، ان کے جنازوں میں شرکت کو حرام قرار دیا، ان سے مناکحت اور شادی بیاہ کو نہ صرف حرام بلکہ ''زنا خالص'' قرار دیا اور ایسی شادی کی صورت میں پیدا ہونے والی اولاد کو بالکل عریاں زبان میں حرامی کا درجہ دیا۔ نعوذ باللہ من ذٰلک۔ ایسے فتوے دینے والے کوئی معمولی مولوی نہیں بلکہ مختلف مکاتیب فکر کے مقتدر مقتدا وپیشوا اور چوٹی کے مانے ہوئے علماء تھے۔

اس کے باوجود الزام ہم لوگوں پر ہے کہ ہم دوسروں کے پیچھے نماز نہیں پڑھتے۔ اگلی قسط میں غیر احمدی علما کے بعض ایسے فتوے پیش کئے جائیں گے جو انہوں نے اپنے ''بہتری ٹولے'' میں شامل فرقوں کے خلاف دیئے ہیں۔ جس سے معلوم ہوگا کہ کس طرح باوجود ایک دوسرے کو سخت اور غلیظ گالیاں دینے کے جماعت احمدیہ کے خلاف متحد ہوکر الکفر ملۃ واحدہ کا نظارہ پیش کررہے ہیں۔ نیز غیر احمدیوں کے پیچھے نماز نہ پڑھنے کے متعلق سیدنا حضرت مسیح موعودؑ کے بعض ارشادات پیش کئے جائیں گے جن سے معلوم ہوگا کہ آخر کیوں آپ نے ان کے پیچھے نماز پڑھنے سے منع فرمایا ہے۔ (جاری)

تنویر احمد ناصر قادیان

خطبہ جمعہ

پیشگوئی مصلح موعود کے بارہ میں حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کے ارشادات کے حوالہ سے مختلف پہلوؤں کا ایمان افروز تذکرہ

مکرم مولانا محمد صدیق شاہد صاحب گورداسپوری مبلغ سلسلہ کی وفات۔ مرحوم کا ذکر خیر اور نماز جنازہ غائب

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ مورخہ 20 ؍فروری 2015ء بمطابق 20 تبلیغ 1394 ہجری شمسی بمقام مسجد بیت الفتوح، مورڈن

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ بدر ادارہ الفضل انٹرنیشنل لندن کے شکریہ کے ساتھ شائع کر رہا ہے)

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ

أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔ اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ۔ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ۔ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۔ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ۔

آج 20؍فروری کا دن ہے اور یہ دن جماعت احمدیہ میں پیشگوئی مصلح موعود کے حوالے سے جانا جاتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اسلام کی سچائی ثابت کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ سے نشان مانگا تھا کیونکہ غیر مسلموں کے اسلام پر حملے انتہا تک پہنچ چکے تھے اس لئے آپ علیہ السلام نے چلّہ کشی فرمائی اور اللہ تعالیٰ نے غیر معمولی نشان کی قبولیت دعا کے نتیجے میں آپ کو خبر دی۔ اس کی تفصیلات کا تو مَیں اس وقت ذکر نہیں کروں گا۔ اس بارے میں پہلے کئی خطبات دے چکا ہوں۔ پھر ہر سال جماعت میں پیشگوئی مصلح موعود کے جلسے بھی منعقد ہوتے ہیں۔ ان میں بھی علماء اور مقررین اس بارے میں بیان کرتے ہیں۔ یہ تفصیل تو جماعت کے سامنے آتی رہتی ہے۔ اس سال بھی انشاء اللہ تعالیٰ آئے گی۔ آجکل جلسے ہو رہے ہیں۔

آج مَیں حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اپنے الفاظ میں، پیشگوئی کے بارے میں جو آپ نے مختلف مواقع پر فرمایا، وہ آپ کے سامنے رکھوں گا۔ تمام پہلوؤں کا تو احاطہ نہیں کیا جا سکتا۔ چند ایک باتیں، چند ایک حوالے پیش کروں گا۔

1944ء میں پیشگوئی مصلح موعود کا پس منظر بیان کرتے ہوئے حضرت مصلح موعودؓ نے فرمایا کہ ’’آج سے پورے اٹھاون سال پہلے جس کو انسٹھواں سال شروع ہو رہا ہے 20؍فروری کے دن 1886ء میں (یہ ہوشیار پور کی تقریر ہے) اس شہر ہوشیار پور میں اس مکان میں جو کہ میری انگلی کے سامنے ہے (جہاں آپ تقریر فرما رہے تھے۔ میدان کے سامنے ہی مکان تھا)۔ ایک ایسا مکان تھا جو اُس وقت طویلہ کہلاتا تھا جس کے معنی یہ ہیں کہ وہ رہائش کا اصلی مقام نہیں تھا بلکہ ایک رئیس کے زائد مکانوں میں سے وہ ایک مکان تھا جس میں شاید اتفاقی طور پر کوئی مہمان ٹھہر جاتا ہو یا وہاں انہوں نے سٹور بنا رکھا ہو یا حسب ضرورت جانور باندھے جاتے ہوں قادیان کا ایک گمنام شخص جس کو خود قادیان کے لوگ بھی پوری طرح نہیں جانتے تھے لوگوں کی اس مخالفت کو دیکھ کر جو اسلام اور بانیٔ اسلام سے وہ رکھتے تھے اپنے خدا کے حضور علیحدگی میں عبادت کرنے اور اس کی نصرت اور تائید کا نشان طلب کرنے کے لئے آیا اور چالیس دن لوگوں سے علیحدہ رہ کر اس نے اپنے خدا سے دعائیں مانگیں۔ چالیس دن کی دعاؤں کے بعد خدا نے اس کو ایک نشان دیا۔ وہ نشان یہ تھا کہ مَیں نہ صرف ان وعدوں کو جو میں نے تمہارے ساتھ کئے ہیں پورا کروں گا اور تمہارے نام کو دنیا کے کناروں تک پہنچاؤں گا بلکہ اس وعدے کو زیادہ شان کے ساتھ پورا کرنے کے لئے مَیں تمہیں ایک بیٹا دوں گا جو بعض خاص صفات سے متّصف ہوگا۔ وہ اسلام کو دنیا کے کناروں تک پھیلائے گا۔ کلام الٰہی کے معارف لوگوں کو سمجھائے گا۔ رحمت اور فضل کا نشان ہوگا اور وہ دینی اور دنیوی علوم جو اسلام کی اشاعت کے لئے ضروری ہیں اسے عطا کئے جائیں گے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ اس کو لمبی عمر عطا فرمائے گا یہاں تک کہ وہ دنیا کے کناروں تک شہرت پائے گا‘‘۔

(ماخوذ از دعویٰ مصلح موعود کے متعلق پُرشوکت اعلان۔ انوار العلوم جلد 17 صفحہ 147-146)

پھر آپ نے ایک جگہ فرمایا کہ دشمنان سلسلہ یہ اعتراضات کرتے رہتے ہیں کہ جب یہ اشتہار شائع ہوا۔ پیشگوئی کا پورا حوالہ نہیں دیا گیا۔ الفاظ نہیں پڑھے گئے کچھ باتیں بیان ہوئی ہیں۔ پہلے تو آپ نے فرمایا کہ جب یہ اشتہار شائع ہوا تو دشمنوں نے اس پر بھی اعتراضات کا ایک سلسلہ شروع کر دیا۔ تب 22؍مارچ 1886ء کو آپ نے ایک اور اشتہار شائع فرمایا۔ دشمنوں نے اعتراض یہ کیا تھا کہ ایسی پیشگوئی کا کیا اعتبار کیا جا سکتا ہے کہ میرے ہاں ایک لڑکا پیدا ہوگا۔ کیا ہمیشہ لوگوں کے ہاں لڑکے پیدا نہیں ہوا کرتے؟ شاذ و نادر کے طور پر ہی کوئی ایسا شخص ہوتا ہے جس کا کوئی لڑکا نہ ہو یا جس کے ہاں لڑکیاں ہی لڑکیاں ہوں ورنہ عام طور پر لوگوں کے ہاں لڑکے پیدا ہوتے رہتے ہیں اور کبھی ان کی پیدائش کو کوئی خاص نشان نہیں قرار دیا جاتا۔ پس اگر آپ کے ہاں بھی کوئی لڑکا پیدا ہو جائے تو اس سے یہ کیونکر ثابت ہو گیا کہ دنیا میں اس ذریعے سے خدا تعالیٰ کا کوئی خاص نشان ظاہر ہوا ہے۔ آپ نے لوگوں کے اس اعتراض کا جواب دیتے ہوئے 22؍مارچ کے اشتہار میں تحریر فرمایا کہ یہ صرف پیشگوئی ہی نہیں بلکہ ایک عظیم الشان نشان آسمانی ہے جس کو خدائے کریم جلّ شانہٗ نے ہمارے نبی کریم رؤوف و رحیم محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت و عظمت ظاہر کرنے کے لئے ظاہر فرمایا۔ پھر اسی اشتہار میں آپ نے تحریر فرمایا کہ ’بفضلہٖ تعالیٰ و احسانہ و ببرکت حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم خداوند کریم نے اس عاجز کی دعا کو قبول کر کے ایسی بابرکت روح بھیجنے کا وعدہ فرمایا ہے جس کی ظاہری و باطنی برکتیں تمام زمین پر پھیلیں گی‘۔ بات یہ ہے کہ اگر آپ اپنے ہاں محض ایک بیٹا ہونے کی خبر دیتے تب بھی یہ خبر اپنی ذات میں ایک پیشگوئی ہوتی کیونکہ دنیا میں ایک حصہ خواہ وہ کتنا ہی قلیل کیوں نہ ہو بہرحال ایسے لوگوں کا ہوتا ہے جن کے ہاں کوئی اولاد نہیں ہوتی۔ اور دوسرے آپ نے جب یہ اعلان کیا اس وقت آپ کی عمر پچاس سال سے اوپر تھی اور ہزاروں ہزار لوگ دنیا میں ایسے پائے جاتے ہیں جن کے ہاں پچاس سال کے بعد اولاد کی پیدائش کا سلسلہ بند ہو جاتا ہے۔ اور پھر ایسے بھی ہوتے ہیں جن کے ہاں صرف لڑکیاں ہی لڑکیاں پیدا ہوتی ہیں۔ اور پھر ایسے بھی ہوتے ہیں جن کے ہاں لڑکے تو پیدا ہوتے ہیں مگر پیدا ہونے کے تھوڑے عرصے کے بعد مر جاتے ہیں۔ اور یہ سارے شبہات اس جگہ موجود تھے۔ پس اوّل تو کسی لڑکے کی پیدائش کی خبر دینا کسی انسان کی طاقت میں نہیں ہو سکتا لیکن آپ بطور تنزّل اس اعتراض کو تسلیم کر کے فرماتے ہیں کہ اگر مان بھی لیا جائے کہ محض کسی لڑکے کی پیدائش کی خبر دینا پیشگوئی نہیں کہلا سکتا تو سوال یہ ہے کہ میں نے محض ایک لڑکے کی پیدائش کی کب خبر دی ہے؟ میں نے یہ تو نہیں کہا کہ میرے ہاں ایک لڑکا پیدا ہوگا بلکہ میں نے یہ کہا ہے کہ خدا تعالیٰ نے میری دعاؤں کو قبول فرما کر ایک ایسی بابرکت روح بھیجنے کا وعدہ فرمایا جس کی ظاہری اور باطنی برکتیں تمام زمین پر پھیلیں گی۔ (ماخوذ از الموعود۔ انوار العلوم جلد 17 صفحہ 530-529)

پس یہ اس الہام کا خلاصہ تھا کہ کس طرح حضرت مصلح موعود کی برکتیں، یہ ساری باتیں پھیلیں۔ مَیں اس کی تفصیل میں نہیں جا رہا۔ آگے کچھ بیان بھی ہوگا۔

پھر اس بات کی طرف توجہ دلاتے ہوئے کہ بعض لوگ اعتراض کرتے ہیں، اُس زمانے میں بھی یہ اعتراض تھے کہ آپ مصلح موعود نہیں بلکہ بعد میں کہیں تین چار سو سال بعد یا سو سال بعد یا دو سو سال بعد مصلح موعود پیدا ہوگا۔ آپ فرماتے ہیں۔ ’’بعض لوگ کہتے ہیں کہ مصلح موعود حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کسی آئندہ نسل سے تین چار سو سال کے بعد آئے گا موجودہ زمانے میں نہیں آ سکتا۔ مگر ان میں سے کوئی شخص خدا کا خوف نہیں کرتا کہ وہ پیشگوئی کے الفاظ کو دیکھے اور ان پر غور کرے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام تو لکھتے ہیں اِس وقت اسلام پر اعتراض کیا جاتا ہے کہ اسلام اپنے اندر نشان نمائی کی کوئی طاقت نہیں رکھتا۔ چنانچہ پنڈت لیکھرام اعتراض کر رہا تھا کہ اگر اسلام سچا ہے تو نشان دکھایا جائے۔ اِندرمَن اعتراض کر رہا تھا کہ اگر اسلام سچا ہے تو نشان دکھایا جائے۔ آپ اللہ تعالیٰ کے حضور جھکتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اے خدا! تُو ایسا نشان دکھا جو اِن نشان طلب کرنے والوں کو اسلام کا قائل کر دے۔ تو ایسا نشان دکھانا تھا جو اِندرمَن مراد آبادی وغیرہ کو اسلام کا قائل کر دے۔ اور یہ معترض ہمیں بتاتے ہیں کہ جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کے حضور یہ دعا کی تو خدا نے آپ کو یہ خبر دی کہ آج سے تین سو سال کے بعد ہم تمہیں ایک بیٹا عطا فرمائیں گے جو اسلام کی صداقت کا نشان ہوگا۔ کیا دنیا میں کوئی بھی شخص ہے جو اس بات کو معقول قرار دے سکتا ہے؟ یہ تو ایسی ہی بات ہے جیسے کوئی شخص سخت پیاسا ہو اور کسی شخص کے دروازے پر جائے اور کہے بھائی مجھے سخت پیاس لگی ہوئی ہے، خدا کے لئے مجھے پانی پلاؤ۔ اور وہ آگے سے یہ جواب دے کہ صاحب آپ گھبرائیں نہیں۔ مَیں نے امریکہ خط لکھا ہوا ہے۔ وہاں سے اِسی سال کے آخر تک ایک اعلیٰ درجے کا ایسنس (essence) آ جائے گا اور اگلے سال آپ کو شربت بنا کر پلا دیا جائے گا۔ کوئی پاگل

سے پاگل بھی ایسی بات نہیں کرسکتا۔کوئی پاگل سے پاگل بھی ایسی بات خدا اور اس کے رسول کی طرف منسوب نہیں کرسکتا۔ پنڈت لیکھرام، منشی اِندرمَن مرادآبادی اور قادیان کے ہندو یہ کہہ رہے ہیں کہ اسلام کے متعلق یہ دعویٰ کہ اس کا خدا دنیا کو نشان دکھانے کی طاقت رکھتا ہے ایک جھوٹا اور بے بنیاد دعویٰ ہے۔ اگر اس دعوے میں کوئی حقیقت ہے تو ہمیں نشان دکھایا جائے۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے حضور جھکتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اے خدا! مَیں تجھ سے دعا کرتا ہوں کہ تُو مجھے رحمت کا نشان دکھا تُو مجھے قدرت اور قربت کا نشان عطا فرما۔ پس یہ نشان تو ایسے قریب ترین عرصے میں ظاہر ہونا چاہئے تھا جبکہ وہ لوگ زندہ موجود ہوتے جنہوں نے یہ نشان طلب کیا تھا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ 1889ء میں جب میری پیدائش اللہ تعالیٰ کی پیشگوئیوں کے مطابق ہوئی تو وہ لوگ زندہ موجود تھے جنہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے نشان مانگا تھا۔ پھر جوں جوں میں بڑھا اللہ تعالیٰ کے نشانات زیادہ سے زیادہ ظاہر ہوتے چلے گئے۔‘‘

(ماخوذ از ’’مَیں ہی مصلح موعود کی پیشگوئی کا مصداق ہوں‘‘۔ انوار العلوم جلد 17 صفحہ 223-222)

اپنی ایک رؤیا کا ذکر فرماتے ہوئے کہ کس طرح یہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئی مصلح موعود پر منطبق ہوتی ہے، حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں کہ ’’مَیں ان مشابہتوں کو بیان کرتا ہوں جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پیشگوئی کے ساتھ میری رؤیا کو ہیں۔ (ایک رؤیا آپ نے دیکھی تھی جیسا کہ مَیں نے کہا۔ فرماتے ہیں کہ) رؤیا میں مَیں نے دیکھا کہ میری زبان پر یہ فقرہ جاری ہوا کہ اَنَا الْمَسِیْحُ الْمَوْعُوْدُ مَثِیْلُہٗ وَخَلِیْفَتُہٗ۔ ان الفاظ کا میری زبان پر جاری ہونا میرے لئے اس قدر عجوبہ تھا۔ (ظاہر میں تو یہ حیرت انگیز عجوبہ ہو ہی سکتا ہے لیکن خواب میں ہی میری ایسی کیفیت ہوگئی) کہ قریب تھا اس تہلکہ سے مَیں جاگ اٹھتا کہ میرے منہ سے یہ کیا الفاظ نکل گئے ہیں۔ بعد میں بعض دوستوں نے توجہ دلائی کہ مسیحی نفس ہونے کا ذکر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اشتہار مؤرخہ 20؍فروری 1886ء میں بھی آتا ہے۔ گو اُس روز میں یہ اشتہار پڑھ کر آیا تھا لیکن جب مَیں خطبہ پڑھ رہا تھا اس وقت اشتہار کے یہ الفاظ میرے ذہن میں نہ تھے۔ خطبے کے بعد غالباً دوسرے دن مولوی سید سرور شاہ صاحب نے یہ توجہ دلائی کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اشتہار میں بھی لکھا ہے کہ وہ دنیا میں آئے گا اور اپنے مسیحی نفس اور روح الحق کی برکت سے بہتوں کو بیماریوں سے صاف کرے گا۔ اس پیشگوئی میں بھی مسیح کا لفظ استعمال ہوا ہے۔ دوسرے مَیں نے رؤیا دیکھا کہ میں نے بت تڑوائے ہیں۔ اس کا اشارہ بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اس پیشگوئی کے دوسرے حصہ میں پایا جاتا ہے کہ وہ روح الحق کی برکت سے بہتوں کو بیماریوں سے صاف کرے گا۔ فرماتے ہیں کہ روح الحق توحید کی روح کو کہا جاتا ہے اور سچی بات تو یہ ہے کہ اصل چیز خدا تعالیٰ کا وجود ہی ہے، باقی سب چیزیں اظلال اور سائے ہیں۔ پس روح الحق سے مراد توحید کی روح ہے جس کے متعلق کہا گیا تھا کہ وہ اس کی برکت سے بہتوں کو بیماریوں سے صاف کرے گا۔ تیسرے میں نے یہ بھی دیکھا کہ میں بھاگ رہا ہوں۔ چنانچہ خطبہ میں مَیں نے ذکر کیا تھا کہ رؤیا میں یہی نہیں کہ میں تیزی سے چلتا ہوں بلکہ دوڑتا ہوں اور زمین میرے قدموں کے تلے سمٹتی چلی جاتی ہے۔ پسر موعود کی پیشگوئی میں بھی یہ الفاظ ہیں کہ وہ جلد جلد بڑھے گا۔ اسی طرح رؤیا میں مَیں نے دیکھا کہ مَیں بعض غیر ملکوں کی طرف گیا ہوں اور پھر وہاں بھی میں نے اپنے کام کو ختم نہیں کیا بلکہ میں اور آگے جانے کا ارادہ کر رہا ہوں۔ جیسے مَیں نے کہا اے عبدالشکور! اب میں آگے جاؤں گا اور جب اس سفر سے واپس آؤں گا تو دیکھوں گا کہ اس عرصے میں تُو نے توحید کو قائم کر دیا ہے، شرک کو مٹا دیا ہے اور اسلام اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعلیم کو لوگوں کے دلوں میں راسخ کر دیا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر اللہ تعالیٰ نے جو کلام نازل فرمایا اس میں بھی اس طرف اشارہ پایا جاتا ہے۔ چنانچہ لکھا ہے وہ زمین کے کناروں تک شہرت پائے گا۔ یہ الفاظ بھی اس کے دُور دُور جانے اور چلتے چلے جانے کی طرف اشارہ کر رہے ہیں۔

پھر یہ پیشگوئی میں ذکر آتا ہے کہ وہ علوم ظاہری و باطنی سے پُر کیا جائے گا۔ اس کی طرف بھی میری رؤیا میں اشارہ کیا گیا ہے۔ چنانچہ خواب میں مَیں بڑے زور سے کہہ رہا ہوں کہ مَیں وہ ہوں جسے علوم اسلام اور علوم عربی اور اس زبان کا فلسفہ ماں کی گود میں اس کی دونوں چھاتیوں سے دودھ کے ساتھ پلائے گئے تھے۔ پھر لکھا تھا وہ جلال الٰہی کے ظہور کا موجب ہوگا۔ اس کے متعلق بھی رؤیا میں وضاحت پائی جاتی ہے۔ جیسا کہ میں نے بتایا کہ رؤیا میں میری زبان پر تصرّف کیا گیا اور میری زبان سے خدا تعالیٰ نے بولنا شروع کر دیا۔ پھر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور آپ نے میری زبان سے کلام فرمایا۔ پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام آئے اور آپ نے میری زبان سے بولنا شروع کر دیا۔ یہ جلال الٰہی کا ایک عجیب ظہور تھا جس کا پیشگوئی میں بھی ذکر پایا جاتا تھا۔ پس یہ بھی ان دونوں میں ایک مشابہت پائی جاتی ہے۔

پھر لکھا تھا وہ صاحب شکوہ اور عظمت اور دولت ہوگا اور یہ الفاظ ہیں پیشگوئی کے اور رؤیا میں بھی یہ دکھایا گیا کہ ایک قوم ہے جس میں مَیں ایک شخص کو لیڈر مقرر کرتا ہوں اور ان الفاظ میں جیسے ایک طاقتور بادشاہ اپنے ماتحت کو کہہ رہا ہو اسے کہتا ہوں کہ اے عبدالشکور! تم میرے سامنے اس بات کے ذمہ دار ہوگے کہ تمہارا ملک قریب ترین عرصے میں توحید پر ایمان لے آئے۔ شرک کو ترک کر دے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم پر عمل کرے اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ارشادات کو اپنے مدنظر رکھے۔ یہ صاحب شکوہ اور عظمت کے ہی کلمات ہوسکتے ہیں جو رؤیا میں میری زبان پر جاری کئے گئے۔

اور یہ جو پیشگوئی میں ذکر آتا ہے کہ ہم اس میں اپنی روح ڈالیں گے یہ اس بات کی طرف اشارہ تھا کہ اس پر کلام الٰہی نازل ہوگا اور رؤیا میں اس کا بھی ذکر آتا ہے۔ چنانچہ الٰہی تصرف کے تحت رؤیا میں مَیں سمجھتا ہوں کہ اب مَیں نہیں بول رہا بلکہ خدا تعالیٰ کی طرف سے الہامی طور پر میری زبان پر باتیں جاری کی جارہی ہیں۔ پس اس حصے میں پیشگوئی کے انہی الفاظ کے پورا ہونے کی طرف اشارہ ہے کہ ہم اس میں اپنی روح ڈالیں گے۔

پھر رؤیا کا یہ حصہ بھی پیشگوئی کے ان الفاظ کی تصدیق کرتا ہے کہ رؤیا میں مَیں یہ سمجھتا ہوں کہ ہر قدم جو مَیں اٹھا رہا ہوں وہ کسی پہلی وحی کے مطابق اٹھا رہا ہوں۔ اب مَیں خیال کرتا ہوں کہ یہ جو مَیں سمجھتا ہوں کہ آئندہ میں جو سفر کروں گا وہ ایک سابق وحی کے مطابق ہوگا۔ اس سے اشارہ مصلح موعود والی پیشگوئی ہی کی طرف تھا اور یہ بتایا گیا تھا کہ میری زندگی اس پیشگوئی کا نقشہ ہے اور الٰہی تصرف کے ماتحت ہے۔ اب میں سمجھتا ہوں کہ پہلی پیشگوئی کے متعلق جو یہ ابہام رکھا گیا کہ یہ کس کی پیشگوئی ہے اس میں یہ حکمت تھی تا مصلح موعود کی پیشگوئی کی طرف توجہ دلا کر اس ذہنی علم کا رؤیا میں دخل نہ ہو جائے جو مجھے اس پیشگوئی کی نسبت حاصل تھا۔ اس قسم کی تدابیر رؤیا اور الہام میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہمیشہ اختیار کی جاتی ہیں اور اسرار سماویہ میں سے ایک سرّ ہیں۔ یہ وہ مشابہتیں ہیں جو میری رؤیا اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئی میں پائی جاتی ہیں۔

(ماخوذ از خطبات محمود جلد 25 صفحہ 69 تا 71۔ خطبہ جمعہ 4 فروری 1944ء)

1936ء کی شوریٰ سے خطاب کرتے ہوئے جب صحابہ کی بھی بڑی تعداد موجود تھی اور تابعین کی بھی کثرت تھی، حضرت مصلح موعود نے فرمایا۔ اب یہ 1936ء میں کافی عرصہ پہلے، قریباً آٹھ سال پہلے کا ذکر تھا جب آپ نے پیشگوئی مصلح موعود کے مطابق یہ اعلان فرمایا کہ مَیں ہی مصلح موعود ہوں۔ آٹھ سال پہلے آپ یہ فرما رہے ہیں کہ ’’اس وقت ہماری جماعت کے لئے تو خلافت کا ہی سوال نہیں۔ دو اور سوال بھی ہیں۔ ایک تو قرب زمانہ نبوت کا سوال اور دوسرا موعود خلافت کا سوال۔ یہ دونوں باتیں ایسی ہیں جو ہر خلیفہ کے ماننے والے کو نہیں مل سکتیں۔ اس کا مختصر ذکر مَیں پہلے بھی ایک دفعہ گزشتہ سال شاید کسی خطبے میں کر چکا ہوں۔ فرمایا کہ آج سے سو دو سو سال بعد بیعت کرنے والوں کو یہ باتیں حاصل نہیں ہوسکیں گی۔ اس زمانے کے عوام تو الگ رہے خلفاء بھی اس بات کے محتاج ہوں گے کہ ہمارے قول، ہمارے عمل اور ہمارے ارشاد سے ہدایت حاصل کریں۔ ہماری بات تو الگ رہی وہ اس بات کے محتاج ہوں گے کہ آپ لوگوں کے قول، آپ لوگوں کے عمل اور آپ لوگوں کے ارشاد سے ہدایت حاصل کریں۔ (اس وقت جو صحابہ موجود تھے ان سے یہ ذکر ہو رہا ہے۔) فرماتے ہیں کہ وہ خلفاء ہوں گے مگر کہیں گے زید نے فلاں خلافت کے زمانے میں یوں کہا تھا، یوں کیا تھا۔ ہمیں بھی اس پر عمل کرنا چاہئے۔ پس یہ صرف خلافت اور نظام کا ہی سوال نہیں بلکہ ایسا سوال ہے جو مذہب کا سوال ہے۔ پھر صرف خلافت کا سوال نہیں، ایسی خلافت کا سوال ہے جو موعود خلافت ہے۔ الہام اور وحی سے قائم ہونے والی خلافت کا سوال ہے۔ ایک خلافت تو یہ ہوتی ہے کہ خدا تعالیٰ لوگوں سے خلیفہ منتخب کرواتا ہے اور پھر اسے قبول کر لیتا ہے مگر یہ ویسی خلافت نہیں ہے۔ آپ نے اپنی خلافت کے بارے میں فرمایا کہ یہ ویسی خلافت نہیں۔ یعنی مَیں اس لئے خلیفہ نہیں کہ حضرت خلیفہ اول کی وفات کے دوسرے دن جماعت احمدیہ کے لوگوں نے جمع ہو کر میری خلافت پر اتفاق کیا بلکہ اس لئے بھی خلیفہ ہوں کہ حضرت خلیفہ اوّل کی خلافت سے بھی پہلے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خدا تعالیٰ کے الہام سے فرمایا تھا کہ مَیں خلیفہ ہوں گا۔ پس مَیں خلیفہ نہیں بلکہ موعود خلیفہ ہوں۔ مَیں مامور نہیں مگر میری آواز خدا تعالیٰ کی آواز ہے کہ خدا تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعہ اس کی خبر دی تھی۔ گویا اس خلافت کا مقام ماموریت اور خلافت کے درمیان کا مقام ہے اور یہ موقع ایسا نہیں ہے کہ جماعت احمدیہ اس کو رائیگاں جانے دے اور پھر خدا تعالیٰ کے حضور سرخرو ہو جائے۔ جس طرح یہ بات درست ہے کہ نبی

Prop. Md. Mustafa   Late Abdul Qadeer Laadji Yadgir (K.A)
09845924940, 09986253320

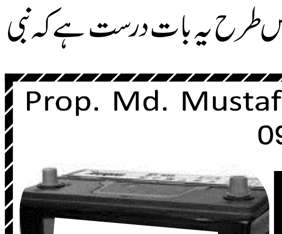

BHARAT BATTERIES
SHAHPUR-KARNATAKA
Mfrs of: BHARAT BATTERY & BHARAT PLATES
Spl: In: All kinds of Batteries
Opp. Bajaj Show Room, B.B.ROAD, Shahpur- 585 233, Yadgir, Karnataka

J.K. Jewellers - Kashmir Jewellers
جے کے جیولرز۔ کشمیر جیولرز
چاندی اور سونے کی انگوٹھیاں خاص احمدی احباب کیلئے
Shivala Chowk Qadian (India)
Ph. (S) 01872 -224074, (M) 98147-58900,
E-mail: jk_jewellers@yahoo.com
Mfrs & Suppliers of : Gold and Silver Diamond Jewellery

روز روز نہیں آتے اسی طرح یہ بھی درست ہے کہ موعود خلیفے بھی روز نہیں آتے۔ پھر یہ کہنے کا موقع کہ فلاں بات ہم سے پچیس تیس سال پہلے خدا تعالیٰ کے نبی نے یوں کہی یہ بھی روز روز میسّر نہیں آتا۔ جو روحانیت اور قرب کا احساس اس شخص کے دل میں پیدا ہوسکتا ہے جو یہ کہتا ہے کہ آج سے تیس سال پہلے خدا تعالیٰ کے مامور اور مُرسَل نے یہ فرمایا تھا اس شخص کے دل میں کیونکر پیدا ہوسکتا ہے جو یہ کہے کہ آج سے دوسو سال پہلے خدا تعالیٰ کے فرستادے نے فلاں بات یوں کہی تھی کیونکہ دوسو سال بعد کہنے والا اس کی تصدیق نہیں کرسکتا لیکن بیس تیس سال بعد کہنے والا اس کی تصدیق کرسکتا ہے‘‘۔ (ماخوذ از خطابات شوریٰ جلد 2 صفحہ 19-18)۔ اور اس لحاظ سے آپ نے فرمایا کہ اس زمانے کے لوگوں کی جو باتیں ہیں وہ آئندہ خلفاء ان سے سبق لے کر بیان کیا کریں گے۔

پھر لوگوں کے یہ کہنے پر کہ اگر آپ مصلح موعود ہیں تو پھر اعلان کیوں نہیں کرتے کیونکہ اعلان تو آپ نے 1944ء میں کیا تھا۔ اس پر آپ نے فرمایا کہ ’’لوگوں نے کوشش بھی کی ہے کہ مجھ سے دعویٰ کرائیں کہ میں مصلح موعود ہوں مگر مَیں نے کبھی اس کی ضرورت نہیں سمجھی۔ مخالف کہتے ہیں کہ آپ کے مرید آپ کو مصلح موعود کہتے ہیں مگر آپ خود دعویٰ نہیں کرتے۔ مگر مَیں کہتا ہوں کہ مجھے دعویٰ کی ضرورت کیا ہے۔ اگر مَیں مصلح موعود ہوں تو میرے دعویٰ نہ کرنے سے میری پوزیشن میں کوئی فرق نہیں آ سکتا۔ جب میرا عقیدہ یہ ہے کہ جو پیشگوئی غیر مامور کے متعلق ہو اس کے لئے دعویٰ کرنا ضروری نہیں۔ فرمایا کہ میرا عقیدہ یہ ہے کہ جو پیشگوئی غیر مامور کے متعلق ہو اس کے لئے دعویٰ کرنا ضروری نہیں اور مجدّد بھی غیر مامور ہوتا ہے تو پھر ایسے دعویٰ کی مجھے کیا ضرورت ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ریل کے متعلق پیشگوئی فرمائی تھی۔ کیا یہ ضروری ہے کہ ریل دعویٰ کرے۔ دَجّال کی پیشگوئی موجود ہے مگر کیا دجّال کا دعویٰ کرنا ضروری ہے؟ ہاں مامور کی پیشگوئی میں دعویٰ کی ضرورت ہوتی ہے۔ باقی غیر مامور کو تو خواہ پتا بھی نہ ہو کہ وہ پیشگوئی اس کی ذات میں پوری ہوگئی کوئی حرج کی بات نہیں۔ امّت مسلمہ میں مجددین کی جو فہرست حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو دکھانے کے بعد شائع ہوئی ان میں سے کتنے ہیں جنہوں نے دعویٰ کیا۔ مَیں نے خود حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے سنا ہے کہ مجھے تو اورنگزیب بھی اپنے زمانے کا مجدد نظر آتا ہے۔ مگر کیا اس نے کوئی دعویٰ کیا؟ عمر بن عبدالعزیز کو مجدد کہا جاتا ہے۔ کیا ان کا کوئی دعویٰ ہے؟ پس غیر مامور کے لئے دعویٰ ضروری نہیں۔ دعویٰ صرف مامورین کے متعلق پیشگوئیوں میں ضروری ہے۔ غیر مامور کے صرف کام کو دیکھنا چاہئے۔ اگر کام پورا ہوتا نظر آ جائے تو پھر اس کے دعویٰ کی کیا ضرورت ہے۔ اس صورت میں تو وہ انکار بھی کرتا جائے تو ہم کہیں گے کہ وہی اس پیشگوئی کا مصداق ہے۔ اگر عمر بن عبدالعزیز مجدد ہونے سے انکار بھی کرتے تو ہم کہہ سکتے تھے کہ وہ اپنے زمانے کے مجدد ہیں کیونکہ مجدد کے لئے کسی دعوی کی ضرورت نہیں۔ دعویٰ صرف ان مجددین کے لئے ضروری ہے جو مامور ہوں۔ ہاں جو غیر مامور اپنے زمانے میں گرتے ہوئے اسلام کو کھڑا کر دے، دشمن کے حملوں کو توڑ دے، اسے چاہے پتا بھی نہ ہو ہم کہہ سکتے ہیں کہ وہ مجدد ہے۔ (مجدد کا کام اسلام میں کیا ہے؟ یہی کہ جو اسلام کی گرتی ہوئی ساکھ کو، تعلیم کو کھڑا کر دے، اس کے دشمن کے حملوں کو اسلام کے خلاف توڑ دے وہ مجدد ہے۔ فرمایا کہ) ہاں مامور مجدّد وہی ہوسکتا ہے جو دعویٰ کرے جیسے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کیا ہے۔ پس میری طرف سے مصلح موعود ہونے کے دعویٰ کی کوئی ضرورت نہیں اور مخالفوں کی ایسی باتوں سے گھبراہٹ کی بھی کوئی ضرورت نہیں۔ اس میں کوئی ہتک کی بات نہیں۔ اصل عزّت وہی ہوتی ہے جو خدا تعالیٰ کی طرف سے ملتی ہے چاہے دنیا کی نظروں میں انسان ذلیل سمجھا جائے۔ اگر وہ خدا تعالیٰ کے رستے پر چلے تو اس کی درگاہ میں وہ ضرور معزز ہوگا۔ اور اگر کوئی شخص جھوٹ سے کام لے کر اپنے غلط دعوے کو ثابت بھی کر دے اور اپنی چستی یا چالاکی سے لوگوں میں غلبہ بھی حاصل کر لے تو خدا تعالیٰ کی درگاہ میں وہ عزت حاصل نہیں کرسکتا۔ اور جسے خدا تعالیٰ کے دربار میں عزت حاصل نہیں وہ خواہ ظاہری لحاظ سے کتنا معزز کیوں نہ سمجھا جائے اس نے کچھ کھویا ہی ہے، حاصل نہیں کیا۔ اور آخر ایک دن وہ ذلیل ہوکر رہے گا‘‘۔ (ماخوذ از خطبات محمود جلد 21 صفحہ 60-59)

پھر 1944ء میں جب آپ نے دعویٰ کیا اور حضرت مصلح موعود ہونے کا اعلان کیا تو آپ نے فرمایا:

’’ہماری جماعت کے دوستوں نے یہ اور اسی قسم کی دوسری پیشگوئیاں بار بار میرے سامنے رکھیں اور اصرار کیا کہ میں ان کا اپنے آپ کو مصداق ظاہر کروں۔ (جیسا کہ پہلے ذکر ہو چکا ہے) مگر میں نے انہیں ہمیشہ یہی کہا کہ پیشگوئی اپنے مصداق کو آپ ظاہر کرتی ہے۔ اگر یہ پیشگوئیاں میرے متعلق ہیں تو زمانہ خود بخود گواہی دے دے گا کہ ان پیشگوئیوں کا مَیں مصداق ہوں اور اگر میرے متعلق نہیں تو زمانے کی گواہی میرے خلاف ہوگی۔ دونوں صورتوں میں مجھے کہنے کی ضرورت نہیں ہے۔ اگر یہ پیشگوئیاں میرے متعلق نہیں تو مَیں یہ کہہ کر کیوں گناہگار بنوں کہ یہ پیشگوئیاں میرے متعلق ہیں۔ اور اگر میرے ہی متعلق ہیں تو مجھے جلد بازی کی کیا ضرورت ہے، وقت خود بخود ظاہر کر دے گا۔ غرض جیسے الہام الٰہی میں کہا گیا تھا انہوں نے کہا کہ آنے والا یہی ہے یا ہم دوسرے کی راہ تکیں۔ دنیا نے یہ سوال اتنی دفعہ کیا، اتنی دفعہ کیا کہ اس پر ایک لمبا عرصہ گزر گیا۔ اس لئے لمبے عرصے کے متعلق بھی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے الہامات میں خبر موجود ہے۔ مثلاً حضرت یعقوب علیہ السلام کے متعلق حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائیوں نے یہ کہا تھا کہ تو اسی طرح یوسف کی باتیں کرتا رہے گا یہاں تک کہ قریب المرگ ہو جائے گا یا ہلاک ہو جائے گا۔ اور یہی الہام حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو ہوا۔ اسی طرح یہ الہام ہونا کہ یوسف کی خوشبو مجھے آ رہی ہے بتاتا تھا کہ خدا تعالیٰ کی مشیّت کے ماتحت یہ چیز ایک لمبے عرصے کے بعد ظاہر ہو گی۔ میں اب بھی اس یقین پر قائم ہوں کہ اگر ان پیشگوئیوں کے متعلق مجھے اللہ تعالیٰ کی طرف سے موت کے قریب وقت تک یہ علم نہ دیا جاتا کہ یہ میرے متعلق ہیں بلکہ موت تک مجھے علم نہ دیا جاتا اور واقعات خود بخود ظاہر کر دیتے کہ چونکہ یہ پیشگوئیاں میرے زمانے میں اور میرے ہاتھ سے پوری ہوئی ہیں اس لئے میں ہی ان کا مصداق ہوں تو اس میں کوئی حرج نہ تھا۔ کسی کشف کا، الہام کا تائیدی طور پر ہونا ایک زائد امر ہے لیکن خدا تعالیٰ نے اپنی مشیّت کے ماتحت اگر اس امر کو ظاہر کر دیا اور مجھے اپنی طرف سے علم بھی دے دیا کہ مصلح موعود سے تعلق رکھنے والی پیشگوئیاں میرے متعلق ہیں۔ چنانچہ آج میں نے پہلی دفعہ وہ تمام پیشگوئیاں منگوا کر اس نیّت کے ساتھ دیکھیں کہ میں ان پیشگوئیوں کی حقیقت سمجھوں اور دیکھوں کہ اللہ تعالیٰ نے ان میں کیا کچھ بیان فرمایا ہے۔ ہماری جماعت کے دوست چونکہ میری طرف ان پیشگوئیوں کو منسوب کیا کرتے تھے اس لئے میں ہمیشہ ان پیشگوئیوں کو غور سے پڑھنے سے بچتا تھا اور ڈرتا تھا کہ کوئی غلط خیال قائم نہ ہو جائے۔ مگر آج پہلی دفعہ مَیں نے وہ تمام پیشگوئیاں پڑھیں اور اب ان پیشگوئیوں کو پڑھنے کے بعد میں خدا تعالیٰ کے فضل سے یقین اور وثوق کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ خدا تعالیٰ نے یہ پیشگوئی میرے ذریعہ سے ہی پوری کی ہے‘‘۔ (خطبات محمود جلد 25 صفحہ 59 تا 61)

یا تو وہ وقت تھا کہ جب آپ نے فرمایا کہ مجھے ضرورت نہیں کہ کسی قسم کا اعلان کروں اور پھر وہ وقت بھی آیا جب آپ پر اللہ تعالیٰ نے واضح فرما دیا اور کھول دیا کہ آپ ہی مصلح موعود ہیں اس لئے اعلان کریں تو اس وقت آپ نے معترضین اور نہ ماننے والوں کو کھلا چیلنج دیا۔ آپ نے فرمایا کہ ’’مَیں کہتا ہوں اور خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ مَیں ہی مصلح موعود کی پیشگوئی کا مصداق ہوں اور مجھے ہی اللہ تعالیٰ نے ان پیشگوئیوں کا مورد بنایا ہے جو ایک آنے والے موعود کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمائیں۔ جو شخص سمجھتا ہے کہ مَیں نے افتراء سے کام لیا ہے یا اس بارے میں جھوٹ اور کذب بیانی کا ارتکاب کیا ہے وہ آئے اور اس معاملے میں میرے ساتھ مباہلہ کر لے اور یا پھر اللہ تعالیٰ کی مؤکّد بعذاب قسم کھا کر اعلان کر دے کہ اسے خدا نے کہا ہے کہ میں جھوٹ سے کام لے رہا ہوں۔ پھر اللہ تعالیٰ خود بخود اپنے آسمانی نشانات سے فیصلہ فرما دے گا کہ کون کاذب ہے اور کون صادق‘‘۔ (ماخوذ از الموعود۔ انوار العلوم جلد 17 صفحہ 645)

پھر پیشگوئی کے جو بعض حصے تھے ان میں سے کچھ حصے بیان کرتا ہوں۔ مثلاً پیشگوئی کا ایک حصہ یہ ہے کہ ’وہ علوم ظاہری سے پُر کیا جائے گا‘۔ علوم ظاہری کا ایک حصہ حضرت مصلح موعود نے لیا ہے۔ ایک جگہ آپ فرماتے ہیں کہ ’’اس پیشگوئی کا مفہوم یہ ہے کہ وہ علوم ظاہری سیکھے گا نہیں بلکہ خدا تعالیٰ کی طرف سے اسے یہ علوم سکھائے جائیں گے۔ یہ امر یاد رکھنا چاہئے کہ یہاں یہ نہیں کہا گیا کہ وہ علوم ظاہری میں خوب مہارت رکھتا ہوگا بلکہ الفاظ یہ ہیں کہ وہ علوم ظاہری سے پُر کیا جائے گا۔ جس کے معنی یہ ہیں کہ کوئی اور طاقت اسے یہ علوم ظاہری سکھائے گی اس کی اپنی کوشش اور محنت اور جدوجہد کا اس میں دخل نہیں ہوگا۔ یہاں علوم ظاہری سے مراد حساب اور سائنس وغیرہ علوم نہیں ہو سکتے کیونکہ یہاں ’پُر کیا جائے گا‘ کے الفاظ ہیں جو ظاہر کرتے ہیں کہ خدا تعالیٰ کی طرف سے اسے یہ علوم سکھائے جائیں گے اور خدا تعالیٰ کی طرف سے سائنس اور حساب اور جغرافیہ وغیرہ علوم نہیں سکھائے جاتے بلکہ دین اور قرآن سکھایا جاتا ہے۔ پس پیشگوئیوں کے ان الفاظ کا کہ ’وہ علوم ظاہری سے پُر کیا جائے گا‘ یہ مطلب ہے کہ اسے اللہ تعالیٰ کی طرف سے علوم دینیہ اور قرآنیہ سکھلائے جائیں گے اور خدا خود اس کا معلّم ہوگا۔ فرمایا میری تعلیم جس رنگ میں ہوئی ہے وہ اپنی ذات میں ظاہر کرتی ہے کہ انسانی ہاتھ میری تعلیم میں نہیں تھا۔ میرے اساتذہ میں سے بعض زندہ ہیں اور بعض فوت ہو چکے ہیں۔ میری تعلیم کے سلسلے میں مجھ پر سب سے زیادہ احسان حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل کا ہے‘‘۔ (ماخوذ از ’الموعود‘۔ انوار العلوم جلد 17 صفحہ 566-565)

پھر آپ فرماتے ہیں کہ ’’اللہ تعالیٰ نے اپنے فرشتے کے ذریعے مجھے قرآن کریم کا علم عطا فرمایا ہے اور

ارشادِ نبوی ﷺ
اَلصَّلٰوۃُ عِمَادُ الدِّیْن
(نماز دین کا ستون ہے)
طالبِ دُعا از: اراکین جماعت احمدیہ ممبئی

آٹو ٹریڈرز
AUTO TRADERS
16 مینگو لین کلکتہ 70001
دکان: 2248-5222 , 2248-16522243-0794
رہائش:: 2237-0471, 2237-8468

نیو اشوک جیولرز قادیان
New Ashok Jewellers
Main Bazar, Qadian Dt. Gurdaspur, Punjab
9815156533, 8054650500, 01872-221731
E-mail: newashokjewellers007@gmail.com

میرے اندر اس نے ایسا ملکہ پیدا کر دیا ہے۔ جس طرح کسی کو خزانے کی کنجی مل جاتی ہے اسی طرح مجھے قرآن کریم کے علوم کی کنجی مل چکی ہے۔ دنیا کا کوئی عالم نہیں جو میرے سامنے آئے اور مَیں قرآن کریم کی افضلیت اس پر ظاہر نہ کر سکوں‘‘۔

لاہور میں آپ لیکچر دے رہے تھے۔ فرمایا کہ ’’یہ لاہور شہر ہے۔ یہاں یونیورسٹی موجود ہے۔ کئی کالج یہاں کھلے ہوئے ہیں۔ بڑے بڑے علوم کے ماہر اس جگہ پر پائے جاتے ہیں۔ ان سب سے کہتا ہوں کہ دنیا کے کسی علم کا ماہر میرے سامنے آ جائے۔ دنیا کا کوئی پروفیسر میرے سامنے آ جائے۔ دنیا کا کوئی سائنسدان میرے سامنے آ جائے اور وہ اپنے علوم کے ذریعہ قرآن کریم پر حملہ کر کے دیکھ لے۔ مَیں اللہ تعالیٰ کے فضل سے اسے ایسا جواب دے سکتا ہوں کہ دنیا تسلیم کرے گی کہ اس کے اعتراض کا ردّ ہو گیا ہے اور مَیں دعویٰ کرتا ہوں کہ مَیں خدا کے کلام سے اس کو جواب دوں گا اور قرآن کریم کی آیات کے ذریعہ سے ہی اس کے اعتراضات کو ردّ کر کے دکھا دوں گا‘‘۔ (ماخوذ از ’’میں ہی مصلح موعود کی پیشگوئی کا مصداق ہوں‘‘۔ انوار العلوم جلد 17 صفحہ 227)

آپ نے ایک مضمون ’’احمدیت کا پیغام‘‘ لکھا تھا جس میں احمدیت کے بارے میں سوال کرنے والوں کے لئے کہ احمدیت کیا چیز ہے؟ وضاحت فرمائی تھی۔ اس مضمون میں ایک جگہ آپ فرماتے ہیں کہ ’’خود راقم الحروف نے کئی علوم فرشتوں سے سیکھے ہیں۔ مجھے ایک دفعہ ایک فرشتے نے سورۂ فاتحہ کی تفسیر پڑھائی اور اُس وقت سے لے کر اس وقت تک سورۂ فاتحہ کے اس قدر مطالب مجھ پر کھلے ہیں کہ ان کی حد ہی کوئی نہیں ہے۔ اور میرا دعویٰ ہے کہ کسی مذہب و ملّت کا آدمی روحانی علوم میں سے کسی مضمون کے متعلق بھی جو کچھ اپنی ساری کتاب میں سے نکال سکتا ہے اس سے بڑھ کر مضامین خدا تعالیٰ کے فضل سے مَیں صرف سورۃ فاتحہ میں سے نکال سکتا ہوں۔ مدّتوں سے مَیں دنیا کو یہ چیلنج دے رہا ہوں مگر آج تک کسی نے اس چیلنج کو قبول نہیں کیا۔ ہستیٔ باری تعالیٰ کا ثبوت، توحید الٰہی کا ثبوت، رسالت اور اس کی ضرورت، شریعت کاملہ کی علامات اور بنی نوع انسان کے لئے اس کی ضرورت، دعا، تقدیر، حشر و نشر، جنت و دوزخ ان تمام مضامین پر سورۃ فاتحہ سے ایسی روشنی پڑتی ہے کہ دوسری کتب کے سینکڑوں صفحات بھی اتنی روشنی انسان کو نہیں پہنچاتے۔‘‘

(ماخوذ از ’’احمدیت کا پیغام‘‘۔ انوار العلوم جلد 20 صفحہ 567)

پھر آپ نے فرمایا کہ عہدۂ خلافت کو سنبھالنے کے بعد اللہ تعالیٰ نے مجھ پر قرآنی علوم اتنی کثرت سے کھولے کہ اب قیامت تک امت مسلمہ اس بات پر مجبور ہے کہ میری کتابوں کو پڑھے اور ان سے فائدہ اٹھائے۔ وہ کون سا اسلامی مسئلہ ہے جو اللہ تعالیٰ نے میرے ذریعے اپنی تمام تفاصیل کے ساتھ نہیں کھولا۔ مسئلہ نبوت، مسئلہ کفر، مسئلہ خلافت، مسئلہ تقدیر، قرآنی ضروری امور کا انکشاف، اسلامی اقتصادیات، اسلامی سیاسیات اور اسلامی معاشرت وغیرہ پر تیرہ سو سال سے کوئی وسیع مضمون موجود نہیں تھا۔ مجھے خدا نے اس خدمت دین کی توفیق دی اور اللہ تعالیٰ نے میرے ذریعے سے ہی اس مضمون کے متعلق قرآن کے معارف کھولے جس کو آج دوست اور دشمن سب نقل کر رہے ہیں۔ مجھے کوئی لاکھ گالیاں دے، مجھے لاکھ برا بھلا کہے، جو شخص اسلام کی تعلیم کو دنیا میں پھیلانے لگے گا اسے میرا خوشہ چیں ہونا پڑے گا۔ مجھ سے بہرحال مدد لینی پڑے گی اور میرے احسان سے کبھی باہر نہیں جا سکے گا چاہے پیغامی ہوں یا مصری۔ ان کی اولادیں جب بھی دین کی خدمت کا ارادہ کریں گی وہ اس بات پر مجبور ہوں گی کہ میری کتابوں کو پڑھیں اور ان سے فائدہ اٹھائیں بلکہ مَیں بغیر فخر کے کہہ سکتا ہوں کہ اس بارے میں سب سے زیادہ مواد میرے ذریعہ سے جمع ہوا ہے اور ہو رہا ہے۔ پس مجھے یہ لوگ خواہ کچھ کہیں، خواہ کتنی بھی گالیاں دیں ان کے دامن میں اگر قرآن کے علوم پڑیں گے تو میرے ذریعہ سے ہی اور دنیا ان کو یہ کہنے پر مجبور ہو گی کہ اے نادانو! تمہاری جھولی میں تو جو کچھ بھرا ہوا ہے وہ تم نے اسی سے لیا ہے۔ پھر اس کی مخالفت تم کس منہ سے کر رہے ہو؟ (ماخوذ از ’’خلافت راشدہ‘‘۔ انوار العلوم جلد 15 صفحہ 588-587)

پھر ایک خطبے میں آپ نے فرمایا کہ ہمارے ایک استاد تھے۔ استاد کا قصہ یہ ہے کہ وہ حضرت مصلح موعود کے درس میں شامل ہوتے تھے لیکن اپنے اور باقی ساتھیوں کے درس میں شامل نہیں ہوتے تھے کہ وہاں مجھے نکات نہیں ملتے۔ (ماخوذ از خطبات محمود جلد 22 صفحہ 472)۔ بہرحال یہ خلاصہ ہے۔

پھر ایک جگہ فرماتے ہیں کہ ’’1907ء میں سب سے پہلی دفعہ میں نے پبلک تقریر کی۔ جلسے کا موقع تھا بہت سے لوگ جمع تھے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الاول بھی موجود تھے۔ مَیں نے سورۃ لقمان کا دوسرا رکوع پڑھا اور پھر اس کی تفسیر بیان کی۔ میری اپنی حالت اس وقت یہ تھی کہ جب مَیں کھڑا ہوا تو چونکہ اس سے پہلے میں نے پبلک میں کبھی لیکچر نہیں دیا تھا اور میری عمر بھی اس وقت صرف اٹھارہ سال کی تھی۔ پھر اس وقت حضرت خلیفۃ اول بھی موجود تھے انجمن کے ممبران بھی تھے اور بہت سے اَور دوست بھی آئے ہوئے تھے۔ اس لئے میری آنکھوں کے آگے اندھیرا چھا گیا۔ اس وقت مجھے کچھ معلوم نہیں تھا کہ میرے سامنے کون بیٹھا ہے اور کون نہیں۔ تقریر آدھ گھنٹے یا پون گھنٹے جاری رہی۔ جب مَیں تقریر ختم کر کے بیٹھا تو مجھے یاد ہے کہ حضرت خلیفہ اول نے کھڑے ہو کر فرمایا۔ میاں! میں تم کو مبارکباد دیتا ہوں کہ تم نے ایسی اعلیٰ تقریر کی۔ مَیں تمہیں خوش کرنے کے لئے یہ نہیں کہہ رہا۔ میں تمہیں یقین دلاتا ہوں کہ میں بہت پڑھنے والا ہوں اور میں نے بڑی بڑی تفسیریں پڑھی ہیں مگر میں نے بھی آج تمہاری تقریر میں قرآن کریم کے وہ مطالب سنے ہیں جو پہلی تفسیروں میں ہی نہیں بلکہ مجھے بھی پہلے معلوم نہیں تھے۔ اب یہ اللہ تعالیٰ کا محض فضل تھا ورنہ حقیقت یہ ہے کہ اس وقت تک نہ میرا مطالعہ وسیع تھا اور نہ قرآن کریم پر لمبے غور کا کوئی زمانہ گزرا تھا۔ پھر بھی اللہ تعالیٰ نے میری زبان پر اس وقت ایسے معارف جاری کر دیئے جو پہلے بیان نہیں ہوئے تھے‘‘۔ (ماخوذ از ’’خطبات محمود‘‘ جلد 22 صفحہ 473-472)

’’وہ علوم باطنی سے پُر کیا جائے گا‘‘۔ اس کے بارے میں بتاتا ہوں۔ پہلے ظاہری علوم سے پُر ہونے کا ذکر تھا۔ اب باطنی علوم سے پُر کیا جائے گا۔ آپ فرماتے ہیں کہ ’’باطنی علوم سے مراد وہ علوم مخصوصہ ہیں جو خدا تعالیٰ سے خاص ہیں۔ جیسے علم غیب ہے جسے وہ اپنے ایسے بندوں پر ظاہر کرتا ہے جن کو وہ دنیا میں کوئی خاص خدمت سپرد کرتا ہے تا کہ خدا تعالیٰ سے ان کا تعلق ظاہر ہو اور وہ ان کے ذریعہ سے لوگوں کے ایمان کو تازہ کر سکیں۔ سو اس شق میں بھی اللہ تعالیٰ نے مجھ پر خاص عنایت فرمائی ہے اور سینکڑوں خوابیں اور الہام مجھے ہوئے ہیں جو علوم غیب پر مشتمل ہیں‘‘۔ فرماتے ہیں کہ ’’حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زندگی میں ہی جبکہ خلافت کا کوئی سوال بھی ذہن میں پیدا نہیں ہو سکتا تھا مجھے اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ الہام ہوا کہ اِنَّ الَّذِیۡنَ اتَّبَعُوۡكَ فَوۡقَ الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡۤا اِلٰی یَوۡمِ الۡقِیٰمَةِ۔ یعنی وہ لوگ جو تجھ پر ایمان لائیں گے ان لوگوں پر جو تیرے مخالف ہوں گے قیامت تک غالب رہیں گے۔ یہ الہام میں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو سنایا اور آپ نے اسے لکھ لیا۔ یہ وہی آیت ہے جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق قرآن کریم میں آتی ہے مگر وہاں الفاظ یہ ہیں کہ وَجَاعِلُ الَّذِیۡنَ اتَّبَعُوۡكَ فَوۡقَ الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡۤا اِلٰی یَوۡمِ الۡقِیٰمَةِ (آل عمران:56) کہ مَیں تیرے منکروں پر تیرے مومنوں کو قیامت تک غلبہ دینے والا ہوں۔ مگر مجھے جو الہام ہوا وہ یہ ہے کہ اِنَّ الَّذِیۡنَ اتَّبَعُوۡكَ فَوۡقَ الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡۤا اِلٰی یَوۡمِ الۡقِیٰمَةِ۔ جو پہلے سے زیادہ تاکیدی ہے۔ یعنی مَیں اپنی ذات ہی کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ مَیں یقیناً تیرے ماننے والوں کو تیرے منکروں پر قیامت تک غلبہ دوں گا۔ یہ الہام جیسا کہ مَیں بتا چکا ہوں مَیں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو سنایا اور آپ نے اسے لکھ لیا۔ میں عرصہ دراز سے یہ الہام دوستوں کو سناتا چلا آ رہا ہوں۔ اس کے نتیجے میں دیکھو کہ کس کس طرح میری مخالفت ہوئی مگر اللہ تعالیٰ نے مجھے فتح دی۔ غیر مبائعین نے حضرت خلیفہ اول کے زمانے میں یہ کہہ کہہ کر کہ ’ایک بچہ ہے جس کی خاطر جماعت کو تباہ کرنے کی کوشش کی جاتی ہے‘ پروپیگنڈہ کیا مگر بالکل بے اثر ثابت ہوا۔ مَیں ان باتوں سے اس وقت اتنا ناواقف تھا کہ ایک دن صبح کی نماز کے وقت میں حضرت امّاں جان کے کمرے میں جو مسجد کے بالکل ساتھ ہے نماز کے انتظار میں ٹہل رہا تھا کہ مسجد میں سے مجھے لوگوں کی اونچی اونچی آوازیں آنی شروع ہو گئیں جیسے کسی بات پر جھگڑ رہے ہوں۔ ان میں سے ایک آواز جسے میں نے پہچانا وہ شیخ رحمت اللہ صاحب کی تھی۔ میں نے سنا کہ وہ بڑے جوش سے یہ کہہ رہے ہیں کہ تقویٰ کرنا چاہئے۔ خدا کا خوف اپنے دل میں پیدا کرنا چاہئے۔ ایک بچے کو آگے کر کے جماعت کو تباہ کیا جا رہا ہے۔ ایک بچہ کی خاطر یہ سارا فساد برپا کیا جا رہا ہے۔ میں اس وقت ان باتوں سے اس قدر ناواقف تھا کہ مجھے ان کی یہ بات سن کر سخت حیرت ہوئی کہ وہ بچہ ہے کون جس کے متعلق یہ الفاظ کہے جا رہے ہیں۔ چنانچہ مَیں نے باہر نکل کر غالباً شیخ یعقوب علی صاحب سے پوچھا کہ آج مسجد میں یہ کیسا شور تھا اور شیخ رحمت اللہ صاحب یہ کیا کہہ رہے تھے کہ ایک بچے کی خاطر یہ سارا فساد برپا کیا جا رہا ہے۔ وہ بچہ ہے کون جس کی طرف شیخ صاحب اشارہ کر رہے تھے۔ وہ مجھ سے ہنس کر کہنے لگے کہ وہ بچہ تم ہی ہو اور کون ہے۔ گویا میری اور ان کی مثال ایسی تھی جیسی کہتے ہیں کہ ایک نابینا اور بینا دونوں کھانا کھانے بیٹھے۔ نابینے نے سمجھا کہ مجھے تو نظر نہیں آتا اور اسے سب کچھ نظر آتا ہے۔ لازماً یہ مجھ سے زیادہ کھا رہا ہوگا۔ چنانچہ یہ خیال آتے ہی اس نے جلدی جلدی کھانا کھانا شروع کر دیا۔ پھر اسے خیال آیا کہ میری یہ حرکت بھی اس نے دیکھ لی ہوگی اور اب یہ بھی جلدی جلدی کھانے لگ گیا ہوگا تو مَیں کیا کروں۔ چنانچہ اس نے دونوں ہاتھوں سے کھانا شروع کر دیا۔ پھر سمجھا کہ اب یہ بھی اس نے دیکھ لیا ہوگا اور اس نے بھی دونوں ہاتھوں سے کھانا شروع کر دیا ہوگا۔ مَیں اب کس طرح زیادہ کھاؤں۔ اس خیال کے آنے پر اس نے ایک ہاتھ سے کھانا شروع کیا اور دوسرے ہاتھ سے چاول اپنی جھولی میں ڈالنے شروع کر دیئے۔ پھر اسے خیال آیا کہ میری یہ حرکت بھی اس نے دیکھ لی ہوگی اور اس نے بھی ایسا ہی کرنا شروع کر دیا ہوگا۔ یہ خیال آنے پر اس نے تھالی اٹھائی (جو بڑا ڈش تھا)۔ کہنے لگا کہ اب میرا حصہ رہ گیا ہے تم اپنا حصہ لے چکے ہو۔ اور جو دوسرا آدمی تھا اس بیچارے کی یہ حالت تھی کہ اس نے ایک لقمہ بھی نہیں کھایا تھا۔ وہ اس نابینا کی حرکت دیکھ دیکھ کر ہی دل میں ہنس رہا تھا کہ یہ کر کیا رہا ہے۔ (فرماتے ہیں کہ) یہی میرا اور ان کا حال ہے۔ یہ بھی اس نابینا کی طرح ہمیشہ سوچتے رہتے ہیں کہ اب یہ یوں کر رہا ہوگا۔ اب یہ اس طرح جماعت کو ورغلانے کی کوشش کر رہا ہوگا۔ اور مجھے کچھ پتا ہی نہیں تھا کہ میرے خلاف کیا کچھ ہو رہا ہے۔ میں سوائے خدا تعالیٰ کی ذات پر توکّل رکھنے کے اور کچھ بھی نہیں کرتا تھا اور حالات سے ایسا ناواقف تھا کہ سمجھتا تھا کہ کوئی اور بچہ ہے جس کا یہ ذکر ہو رہا ہے۔ مگر باوجود اس کے کہ یہ لوگ اس وقت بڑا رسوخ رکھتے تھے اور جماعت پر ان کا خاص طور پر اثر تھا اللہ تعالیٰ نے ان کے تمام پروپیگنڈے کو بے اثر کیا اور مجھے اس نے فتح اور کامرانی عطا فرمائی‘‘۔

(ماخوذ از ’’الموعود‘‘۔ انوار العلوم جلد 17 صفحہ 579 تا 581)

پھر ’’تین کو چار کرنے‘‘ کے بارے میں فرماتے ہیں کہ ’’یہ بھی صحیح نہیں کہ تین کو چار کرنے والے کی علامت مجھ پر چسپاں نہیں ہوتی۔ مَیں خدا تعالیٰ کے فضل سے کئی رنگ میں تین کو چار کرنے والا ہوں۔

اوّل اس طرح کہ مجھ سے پہلے مرزا سلطان احمد صاحب، مرزا فضل احمد صاحب اور بشیر اول پیدا ہوئے اور چوتھا مَیں ہوا۔ دوسرے اس طرح کہ میرے بعد حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے تین بیٹے ہوئے اور اس طرح میں نے ان تین کو چار کر دیا یعنی مرزا مبارک احمد، مرزا شریف احمد اور مرزا بشیر احمد اور چوتھا میں۔ تیسرے اس طرح بھی مَیں تین کو چار کرنے والا ثابت ہوا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زندہ اولاد میں سے ہم صرف تین بھائی یعنی مَیں، مرزا بشیر احمد صاحب اور مرزا شریف احمد صاحب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر ایمان رکھنے کے لحاظ سے آپ کے روحانی بیٹوں میں شامل تھے۔ مرزا سلطان احمد صاحب آپ کی روحانی ذریّت میں شامل نہیں تھے۔ انہیں حضرت خلیفہ اول پر بڑا اعتقاد تھا مگر باوجود اعتقاد کے آپ کے زمانے میں وہ احمدی نہ ہوئے۔ لیکن حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ایک رؤیا سے معلوم ہوتا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے لئے ہدایت مقدر کی ہوئی ہے۔ مگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور پھر حضرت خلیفۃ المسیح الاول کے زمانے میں وہ احمدیت میں داخل نہ ہوئے۔ جب میرا زمانہ آیا تو اللہ تعالیٰ نے ایسے سامان کئے کہ وہ میرے ذریعہ سے احمدیت میں داخل ہو گئے۔ اس طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ایک بیٹے کو اللہ تعالیٰ نے غیر معمولی حالات میں میرے ہاتھ پر بیعت کرنے کی توفیق عطا فرمائی حالانکہ وہ میرے بڑے بھائی تھے اور بڑے بھائی کے لئے اپنے چھوٹے بھائی کے ہاتھ پر بیعت کرنا بہت مشکل ہوتا ہے۔ چنانچہ بیعت کے بعد انہوں نے خود بتایا کہ مَیں ایک عرصے تک اس وجہ سے بیعت کرنے سے رکتا رہا کہ اگر مَیں بیعت کرتا تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کرتا یا حضرت خلیفہ اوّل کی کرتا جن پر مجھے بڑا اعتقاد تھا۔ اپنے چھوٹے بھائی کے ہاتھ پر کس طرح بیعت کرلوں۔ مگر کہنے لگے (یعنی مرزا سلطان احمد صاحب نے کہا کہ) آخر مَیں نے (اپنے دل میں) کہا کہ یہ پیالہ مجھے پینا ہی پڑے گا۔ چنانچہ انہوں نے میرے ہاتھ پر بیعت کی اور اس طرح خدا تعالیٰ نے مجھے تین کو چار کرنے والا بنا دیا کیونکہ پہلے روحانی لحاظ سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ذریّت میں ہم صرف تین بھائی تھے مگر پھر تین سے چار ہو گئے۔ پھر اس لحاظ سے بھی مَیں تین کو چار کرنے والا ہوں کہ مَیں الہام کے چوتھے سال پیدا ہوا۔ 1886ء میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ پیشگوئی کی تھی۔ (فرماتے ہیں کہ) پھر اس لحاظ سے بھی میں تین کو چار کرنے والا ہوں کہ میں الہام کے چوتھے سال پیدا ہوا۔ 1886ء میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ پیشگوئی کی تھی اور 1889ء میں میری پیدائش ہوئی۔ 1886ء ایک، 1887ء دو، 1888ء تین اور 1889ء چار۔ گویا تین کو چار کرنے والی پیشگوئی میں یہ خبر بھی دی گئی تھی کہ میری پیدائش پیشگوئی سے چوتھے سال ہوگی اور اس طرح میں تین کو چار کرنے والا ہوں گا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا اور اس کے مطابق میری ولادت ہوئی۔'' (ماخوذ از ''الموعود''۔ انوار العلوم جلد 17 صفحہ 635 تا 637)

''جلال الٰہی کے ظہور کا موجب ہوگا''۔ فرماتے ہیں کہ ''پانچویں خبر یہ دی گئی تھی کہ اس کا نزول جلال الٰہی کے ظہور کا موجب ہوگا۔ یہ خبر بھی میرے زمانے میں پوری ہوئی۔ چنانچہ میرے خلافت پر متمکن ہوتے ہی پہلی جنگ ہوئی اور اب دوسری جنگ شروع ہے جس سے جلال الٰہی کا دنیا میں ظہور ہو رہا ہے۔ شاید کوئی شخص کہہ دے کہ اس وقت لاکھوں کروڑوں لوگ زندہ ہیں اگر ان لڑائیوں کو تم اپنی صداقت میں پیش کر سکتے ہو تو اس طرح ہر زندہ شخص ان کو اپنی تائید میں پیش کر سکتا ہے اور کہہ سکتا ہے کہ یہ جنگیں میری صداقت کی علامت ہیں۔ اس کے متعلق میرا جواب یہ ہے کہ اگر ان لاکھوں کروڑوں لوگوں کو جو اس وقت زندہ ہیں ان جنگوں کی خبریں دی گئی ہیں تو پھر یہ زندہ شخص کی علامت بن سکتی ہے۔ اور اگر اُن کو اِن لڑائیوں کی خبریں نہیں دی گئیں تو پھر جس کو ان جنگوں کی تفصیل بتائی گئی ہے اس کے متعلق جلال الٰہی کا یہ ظہور کہا جائے گا۔''

(ماخوذ از الموعود۔ انوار العلوم جلد 17 صفحہ 627)

''وہ جلد جلد بڑھے گا''۔ (فرماتے ہیں) ''جب مَیں خلیفہ ہوا اس وقت ہمارے خزانے میں صرف چودہ آنے کے پیسے تھے اور اٹھارہ ہزار کا قرض تھا۔ یہاں تک کہ مَیں نے اپنے زمانہ خلافت میں جو پہلا اشتہار لکھا اور جس کا عنوان تھا ''کون ہے جو خدا کے کام کو روک سکے'' اس کو چھپوانے کے لئے بھی میرے پاس کوئی روپیہ نہ تھا۔ اس وقت ہمارے نانا جان کے پاس کچھ چندہ تھا جو انہوں نے مسجد کے لئے لوگوں سے جمع کیا تھا۔ انہوں نے اس چندے میں سے دو سو روپیہ اس اشتہار کے چھپوانے کے لئے دیا اور کہا کہ جب خزانہ میں روپیہ آنا شروع ہو جائے گا تو یہ دو سو روپیہ ادا ہو جائے گا۔ غرض وہ روپیہ ان سے قرض لے کر یہ اشتہار شائع کیا گیا۔ مگر اس وقت جب جماعت کے سرکردہ لوگ میرے مخالف تھے۔ جب جماعت کے لیڈر میرے مخالف تھے۔ جب جماعت کا خزانہ خالی تھا۔ جب صرف چودہ آنے کے پیسے اس میں موجود تھے۔ (چودہ آنے کا مطلب ہے ایک روپیہ میں سولہ آنے ہوتے ہیں۔ پورا ایک روپیہ نہیں تھا۔ آجکل کے حساب سے ستاسی اٹھاسی پیسے۔) اور جب اٹھارہ ہزار کا انجمن پر قرض تھا۔ جب انجمن کی اکثریت میرے مخالف تھی۔ جب انجمن کا سیکرٹری میرا مخالف تھا۔ جب مدرسے کا ہیڈ ماسٹر میرا مخالف تھا۔ میرے یہ الفاظ ہیں جو مَیں نے خدا کے منشاء کے ماتحت اس اشتہار میں شائع کئے کہ 'خدا چاہتا ہے کہ جماعت کا اتحاد میرے ہی ہاتھ پر ہو اور خدا کے اس ارادے کو اب کوئی نہیں روک سکتا۔ کیا وہ نہیں دیکھتے کہ ان کے لئے صرف دو ہی راہ کھلے ہیں یا تو وہ میری بیعت کر کے جماعت میں تفرقہ کرنے سے باز رہیں یا اپنی نفسانی خواہشات کے پیچھے پڑ کر اس پاک باغ کو جسے پاک لوگوں نے خون کے آنسوؤں سے سینچا تھا اکھاڑ کر پھینک دیں۔ جو کچھ ہو چکا ہو چکا مگر اب اس میں کوئی شک نہیں کہ جماعت کا اتحاد ایک ہی طریق سے ہو سکتا ہے کہ جسے خدا نے خلیفہ بنایا ہے اس کے ہاتھ پر بیعت کی جائے ورنہ ہر ایک شخص جو اس کے خلاف چلے گا تفرقہ کا باعث ہوگا۔'' فرمایا کہ ''پھر میں نے لکھا کہ اگر سب دنیا مجھے مان لے تو میری خلافت بڑی نہیں ہو سکتی اور سب کے سب خدانخواستہ مجھے ترک کر دیں تو بھی میری خلافت میں فرق نہیں آ سکتا۔ جیسے نبی اکیلا ہی نبی ہوتا ہے اسی طرح خلیفہ اکیلا بھی خلیفہ ہوتا ہے۔ پس مبارک ہے وہ جو خدا کے فیصلے کو قبول کرے۔ خدا تعالیٰ نے جو بوجھ مجھ پر رکھا ہے وہ بہت بڑا ہے اور اگر اس کی مدد میرے شامل حال نہ ہو تو میں کچھ نہیں کر سکتا۔ لیکن مجھے اس پاک ذات پر یقین ہے کہ وہ ضرور میری مدد کرے گی۔ غرض طرح طرح کی مخالفتیں ہوئیں۔ سیاسی بھی اور مذہبی بھی۔ اندرونی بھی اور بیرونی بھی مگر خدا تعالیٰ نے مجھے توفیق دی کہ مَیں جماعت کو اور زیادہ ترقی کی طرف لے جاؤں۔''

(ماخوذ از ''مَیں ہی مصلح موعود کی پیشگوئی کا مصداق ہوں''۔ انوار العلوم جلد 17 صفحہ 219 تا 221)

''وہ اسیروں کی رستگاری کا موجب ہوگا''۔ ایک پیشگوئی یہ بھی کی گئی تھی کہ وہ اسیروں کی رستگاری کا موجب ہوگا۔ اللہ تعالیٰ نے اس پیشگوئی کو میرے ذریعہ سے پورا کیا۔ اول تو اس طرح کہ اللہ تعالیٰ نے میرے ذریعہ سے ان قوموں کو ہدایت دی جن کی طرف مسلمانوں کو کوئی توجہ نہیں تھی اور وہ نہایت ذلیل اور پست حالت میں تھیں۔ وہ اسیروں کی سی زندگی بسر کرتی تھیں۔ نہ ان میں تعلیم پائی جاتی تھی۔ نہ ان کا تمدن اعلیٰ درجے کا تھا۔ نہ ان کی تربیت کا کوئی سامان تھا۔ جیسے افریقن علاقے ہیں کہ ان کو دنیا نے الگ پھینکا ہوا تھا اور وہ صرف بیگار اور خدمت کے کام آتے تھے۔ ابھی مغربی افریقہ کا ایک نمائندہ (وہاں آپ جلسے میں تقریر فرما رہے ہیں۔ اس جلسے میں مغربی افریقہ کے ایک نمائندے نے تقریر بھی کی تھی۔ اس کا حوالہ دیتے ہوئے آپ نے فرمایا کہ) آپ لوگوں کے سامنے پیش ہو چکے ہیں۔ اس ملک کے بعض لوگ تعلیم یافتہ ہیں لیکن اندرون ملک میں کثرت سے ایسے لوگ پائے جاتے ہیں جو کپڑے تک نہیں پہنتے اور ننگے پھرا کرتے تھے اور ایسے وحشی لوگوں میں سے اللہ تعالیٰ کے فضل سے میرے ذریعہ ہزارہا لوگ اسلام میں داخل ہوئے۔ وہاں کثرت سے عیسائیت کی تعلیم پھیل رہی تھی اور اب بھی بعض علاقوں میں عیسائیوں کا غلبہ ہے لیکن میری ہدایت کے ماتحت ان علاقوں میں ہمارے مبلغ گئے اور انہوں نے ہزاروں لوگ مشرکوں میں سے مسلمان کئے اور ہزاروں لوگ عیسائیت میں سے کھینچ کر اسلام کی طرف لے آئے۔ اس کا عیسائیوں پر اس قدر اثر ہے کہ انگلستان میں پادریوں کی ایک بہت بڑی انجمن ہے جو شاہی اختیارات رکھتی ہے اور گورنمنٹ کی طرف سے عیسائیت کی تبلیغ اور اس کی نگرانی کے لئے مقرر ہے۔ اس نے ایک کمیشن اس غرض کے لئے مقرر کیا تھا کہ وہ اس امر کے متعلق رپورٹ کرے کہ مغربی افریقہ میں عیسائیت کی ترقی کیوں رک گئی ہے۔ اس کمیشن نے اپنی انجمن کے سامنے جو رپورٹ پیش کی اس میں درجن سے زیادہ جگہ احمدیت کا ذکر آتا ہے اور لکھا ہے کہ اس جماعت نے عیسائیت کی ترقی کو روک دیا ہے۔ غرض مغربی افریقہ اور امریکہ دونوں ملکوں میں حبشی قومیں کثرت سے اسلام لا رہی ہیں۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ نے ان قوموں میں تبلیغ کا موقع عطا فرما کر مجھے ان اسیروں کا رستگار بنایا ہے اور ان کی زندگی کا معیار بلند کرنے کی توفیق عطا فرمائی ہے۔''

پھر فرمایا کہ ''اسیروں کی رستگاری کے لحاظ سے کشمیر کا واقعہ بھی اس پیشگوئی کی صداقت کا ایک زبردست ثبوت ہے اور ہر شخص جو اِن واقعات پر سنجیدگی کے ساتھ غور کرے یہ تسلیم کئے بغیر نہیں رہ سکتا کہ اللہ تعالیٰ نے میرے ذریعے سے ہی کشمیریوں کی رستگاری کے سامان پیدا کئے اور ان کے دشمنوں کو شکست دی۔''

(ماخوذ از ''الموعود''۔ انوار العلوم جلد 17 صفحہ 615-614)

آپ فرماتے ہیں ''یہ جو پیشگوئی ہے اس کے دو بہت بڑے اور اہم حصے ہیں۔ پہلا حصہ اس پیشگوئی کا یہ ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ خبر دی گئی تھی کہ میں تیرے نام کو دنیا کے کناروں تک پہنچاؤں گا۔ اب خالی بیٹا ہونے سے آپ کا نام دنیا کے کناروں تک نہیں پہنچ سکتا جب تک ایسے کام آپ سے ظاہر نہ ہوتے جن سے ساری دنیا میں آپ مشہور ہو جاتے۔ بعض بڑے بڑے مصنّف ہوتے ہیں وہ ساری عمر تصنیف و تالیف میں مصروف رہتے ہیں اس وجہ سے ان کا نام مشہور ہو جاتا ہے۔ بعض برے کام کرتے ہیں اور اس وجہ سے مشہور ہو جاتے ہیں۔ بعض بڑے بڑے چوروں اور ڈاکوؤں کے نام سے بھی لوگ آشنا ہوتے ہیں۔ لیکن بہرحال ان کی اچھی یا بری شہرت ساری دنیا تک نہیں ہوتی۔ کسی ایک علاقے یا ایک حصہ ملک میں ان کی شہرت ہوتی ہے۔ مگر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ خبر دی تھی کہ وہ آپ کا نام دنیا کے کناروں تک پہنچائے گا۔ پس یہ پیشگوئی اسی صورت میں عظیم الشان پیشگوئی کہلا سکتی تھی جب آپ کی شہرت غیر معمولی حالات میں ہوتی۔ چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ ایسے ہی ہوا۔ جب میں پیدا ہوا تو اس کے دو اڑھائی ماہ کے بعد آپ نے لوگوں سے بیعت لی اور اس طرح سلسلہ احمدیہ کی بنیاد دنیا میں قائم ہو گئی۔''

(ماخوذ از ''میں ہی مصلح موعود کی پیشگوئی کا مصداق ہوں''۔ انوار العلوم جلد 17 صفحہ 207)

فرماتے ہیں کہ ''مَیں نے دنیا کے مختلف اطراف میں اسلام اور احمدیت کو پھیلانے کے لئے مشن قائم کر دیئے۔ جب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فوت ہوئے اس وقت صرف ہندوستان اور کسی قدر افغانستان میں جماعت احمدیہ قائم تھی باقی کسی جگہ احمدیہ مشن قائم نہیں تھا۔ مگر جیسا کہ خدا تعالیٰ نے پیشگوئی میں

بتایا تھا وہ زمین کے کناروں تک شہرت پائے گا‘۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے توفیق دی کہ مختلف ممالک میں احمدیہ مشن قائم کروں۔ چنانچہ مَیں نے اپنی خلافت کی ابتدا میں ہی انگلستان، سیلون اور ماریشس میں احمدیہ مشن قائم کئے۔ پھر یہ سلسلہ بڑھا اور بڑھتا چلا گیا۔ چنانچہ ایران میں، روس میں، عراق میں، مصر میں، شام میں، فلسطین میں، لیگوس نائیجیریا میں، گولڈ کوسٹ میں (گولڈ کوسٹ آجکل گھانا کہلاتا ہے)، سیرالیون میں، ایسٹ افریقہ میں، یورپ میں۔ پھر انگلستان کے علاوہ سپین میں، اٹلی میں، چیکوسلواکیہ میں، ہنگری میں، پولینڈ میں، یوگوسلاویہ میں، البانیہ میں، جرمنی میں، یونائیٹڈ سٹیٹس امریکہ میں، ارجنٹائن میں، چین میں، جاپان میں، ملایا میں، سٹریٹ سیٹلمنٹس میں، سماٹرا میں، جاوا میں، سُرابایا میں، کاشغر میں خدا تعالیٰ کے فضل سے مشن قائم ہوئے۔ ان میں سے بعض مبلغ اس وقت دشمن کے ہاتھوں میں قید ہیں۔ بعض کام کر رہے ہیں۔ اور بعض مشن جنگ (یعنی جو دوسری جنگ عظیم تھی) کی وجہ سے عارضی طور پر بند کر دیئے گئے ہیں۔

غرض دنیا کی کوئی قوم ایسی نہیں جو آج سلسلہ احمدیہ سے واقف نہ ہو۔ دنیا کی کوئی قوم ایسی نہیں جو یہ محسوس نہ کرتی ہو کہ احمدیت ایک بڑھتا ہوا سیلاب ہے جو ان کے ملکوں کی طرف آ رہا ہے۔ حکومتیں اس کے اثر کو محسوس کر رہی ہیں بلکہ بعض حکومتیں اس کو دبانے کی بھی کوشش کرتی ہیں۔ (اور یہ صرف اُس زمانے کی بات نہیں آجکل بھی یہ باتیں سامنے آ رہی ہیں)۔ چنانچہ روس میں جب ہمارا مبلغ گیا تو اسے مارا بھی گیا، پیٹا بھی گیا اور ایک لمبے عرصے تک قید رکھا گیا۔ لیکن چونکہ خدا کا وعدہ تھا کہ وہ اس سلسلے کو پھیلائے گا اور میرے ذریعے سے اس کو دنیا کے کناروں تک شہرت دے گا اس لئے اس نے اپنے فضل و کرم سے ان تمام مقامات میں احمدیت کو پہنچایا بلکہ بعض مقامات پر بڑی بڑی جماعتیں قائم کر دیں‘‘۔

(ماخوذ از ’’دعویٰ مصلح موعود کے متعلق پُرشوکت اعلان‘‘۔ انوار العلوم جلد 17 صفحہ 156-155)

پیشگوئی کے تو مختلف حصے ہیں جو آپ میں بڑی شان سے پورے ہوئے اور کئی مرتبہ پورے ہوئے۔ مختلف جگہوں پر پورے ہوئے اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت کو ظاہر کرتے رہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور اسلام کی شان کو بڑھاتے رہے۔ اللہ تعالیٰ آپ پر اپنی رحمت ہمیشہ برساتا رہے اور ہمیں بھی اپنی ذمہ داریاں ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

نمازوں کے بعد مَیں ایک جنازہ غائب بھی پڑھاؤں گا جو مکرم مولانا محمد صدیق صاحب شاہد گورداسپوری (مبلغ سلسلہ) کا ہے۔ یہ مکرم میاں کرم دین صاحب کے بیٹے تھے اور مورخہ 15؍فروری 2015ء کو 87 سال کی عمر میں انتقال فرما گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ آپ کو مختلف ممالک میں اور مرکز سلسلہ میں مختلف حیثیتوں سے ساٹھ سال تک خدمات سلسلہ بجالانے کی توفیق ملی۔ آپ کی ساری زندگی خدمات دینیہ، مسلسل جدوجہد، دعوت الی اللہ اور اطاعت خلافت سے معمور رہی۔ جب تک صحت نے اجازت دی آپ دینی امور میں ہمہ تن مصروف رہے۔ کچھ عرصہ قبل آپ کو فالج ہوا جس کی وجہ سے آپ صاحب فراش ہو گئے تھے۔ 31؍اکتوبر 1928ء کو لودھی ننگل تحصیل بٹالہ میں آپ پیدا ہوئے۔ ان کے والد میاں کرم دین صاحب کو اللہ تعالیٰ نے 1914ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الاول کے ہاتھ پر بیعت کرنے کی توفیق عطا فرمائی تھی۔ مولانا صدیق صاحب نے پرائمری پاس کرنے کے بعد 1940ء میں قادیان آکر مدرسہ احمدیہ میں داخلہ لے لیا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہشیار طلباء میں سے تھے۔ اول دوم پوزیشن آیا کرتی تھی۔ 1947ء میں مدرسہ احمدیہ پاس کر کے جامعہ احمدیہ میں داخلہ لیا۔ 1949ء میں جامعہ احمدیہ کے دوران ہی مولوی فاضل کا امتحان پاس کیا۔ 1950ء میں جامعۃ المبشرین کی پہلی مربیان کلاس میں داخلہ لیا اور 1952ء میں شاہد پاس کر لیا۔ اس کے بعد دعوت الی اللہ کے سلسلے میں آپ ربوہ سے پہلی مرتبہ سیرالیون مغربی افریقہ تشریف لے گئے۔ 23؍اکتوبر 1952ء کو آپ کراچی سے بذریعہ بحری جہاز لندن کے لئے روانہ ہوئے۔ یہاں ایک ماہ قیام کے بعد دسمبر میں بحری جہاز کے ذریعہ سے سیرالیون پہنچے۔ وہاں چار سال فریضہ دعوت الی اللہ ادا کرنے کے بعد 19؍اکتوبر 1956ء کو واپس پاکستان پہنچے۔ تین سال مرکز میں مختلف فرائض ادا کرتے رہے۔ دسمبر 1959ء کو دوبارہ سیرالیون کے امیر اور مشنری انچارج بنا کر بھیجے گئے۔ 1962ء تک یہ خدمات بجا لاتے رہے۔ پھر 15؍جنوری 1966ء کو اکرا (Accra) گھانا پہنچے اور سالٹ پانڈ میں تقریباً دو سال تک پرنسپل احمدیہ مشنری ٹریننگ کالج کے فرائض انجام دیئے۔ جولائی 1968ء کو تیسری مرتبہ سیرالیون میں متعین ہوئے اور 24؍مئی 1972ء تک امیر اور مشنری انچارج کے فرائض ادا کرتے رہے۔ 31؍جولائی 1973ء کو امریکہ تشریف لے گئے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو چار سال تک امریکہ میں خدمات کی توفیق عطا فرمائی۔ سیرالیون میں جب آپ امیر تھے تو وہاں اس زمانے میں حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کا افریقہ کا پہلا دورہ ہوا تھا۔ آپ اس وقت وہیں تھے۔ پاکستان میں متعدد شعبہ جات میں خدمات بجالاتے رہے۔ بہت منکسر المزاج، بےنفس، بےریا، محنتی اور خاموش خدمتگار تھے۔ طبیعت میں سادگی تھی۔ گہرا علم اور تحریر کا ذوق تھا۔ اپنے علم اور تجربات و مشاہدات کے ذریعے روزنامہ الفضل کے ذریعہ احباب جماعت کو مستفید کرتے رہتے۔ آپ کے مضامین وقتاً فوقتاً الفضل کی زینت بنتے رہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث نے جب مغربی افریقہ کا دورہ کیا تو حضرت خلیفۃ المسیح الثالث نے بعض مبلغین کے متعلق فرمایا کہ یہ مقام نعیم پر فائز ہیں اور ان میں سے ایک نام آپ کا بھی لیا۔

آپ کی شادی محترم خلیل احمد صاحب آف گولبازار کی بیٹی امۃ المجید صاحبہ سے ہوئی جنہوں نے اپنے شوہر کا ساتھ وقف کی روح کے ساتھ نبھایا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو پانچ بیٹوں اور دو بیٹیوں سے نوازا جو صاحب اولاد ہیں۔ ایک بیٹی مبلغ سلسلہ مقصود احمد قمر صاحب کے ساتھ بیاہی گئی ہیں اور آپ کے ایک بیٹے سعید خالد صاحب امریکہ میں مربی سلسلہ ہیں۔

سعید خالد صاحب لکھتے ہیں کہ خاکسار کے والد بزرگوار فدائی خادم سلسلہ، منکسر المزاج، عابد و زاہد اور متوکل وجود تھے۔ کہتے ہیں جب سے میں نے ہوش سنبھالا ہے آپ کی سیرت کے دو پہلو نمایاں مشاہدہ کئے ہیں۔ اول عبادت میں شغف یعنی حقوق اللہ کی ادائیگی اور دوم دین کی خدمت اور سلسلہ و نظام جماعت کے ساتھ اخلاص و وفا۔ نماز ہر حال میں مسجد جا کر ادا کرتے تھے۔ زندگی کے آخری سالوں میں گھٹنوں کی تکلیف کی وجہ سے مسجد میں چل کر یا سائیکل پر نہیں جا سکتے تھے تو خاکسار کی یہ ڈیوٹی تھی کہ ابّا جان کو گاڑی پر مسجد نصرت جہاں لے کر جاتا۔ اگر کسی کام سے لیٹ ہو جاتا تو ناراض ہوتے کہ میری نماز ضائع ہو گئی۔ فرض نماز کی طرح نماز تہجد کا بھی ہمیشہ التزام رہا۔ اس میں بھی ناغہ نہ کرتے تھے۔ کبھی سفر سے تھکے ہوئے پہنچتے تو تب بھی نماز تہجد کبھی ضائع نہیں کی اور کہتے ہیں کہ ہنڈیا ابلنے والی کیفیت میں نے ان کی نمازوں میں یعنی تہجد کی نمازوں میں مشاہدہ کی ہے۔ اپنی اولاد کی نمازوں کی بھی فکر رہتی تھی اور اولاد کے ساتھ اگر کبھی سختی رکھی تو وہ نماز باجماعت کی ادائیگی کے لئے ہی سختی تھی۔ ہمارے مبلغ سعید خالد صاحب جو ہیں یہ لکھتے ہیں کہ 2010ء میں ان کا تقرر امریکہ میں ہوا تو کیونکہ اپنے والد کی خدمت کیا کرتے تھے تو کہا کہ مجھے فکر ہے میں خلیفہ وقت کو عذر پیش کر دیتا ہوں۔ انہوں نے کہا کہ بالکل نہیں کرنا۔ تم وقف زندگی ہو فوراً جاؤ۔

پھر یہ کہتے ہیں کہ خلافت کے ساتھ والہانہ عشق تھا۔ خطبات امام میں بیان شدہ ایک ایک ہدایت پر عمل کرنے کی کوشش کرتے اور ہمیں بھی اس کی تلقین کرتے تھے۔ بڑے متوکل تھے۔ کہتے ہیں ایک دفعہ میرے بڑے بھائی امریکہ سے آئے تو ان کو معلوم ہوا کہ گھر کی کوئی ضرورت رقم نہ ہونے کی وجہ سے پوری نہ ہو سکی۔ بھائی نے ابا جان سے کہا کہ آپ نے مجھے کیوں نہیں بتایا تو آپ نے بھائی کو پاس بٹھایا اور فرمایا کہ اگر میں نے پیسے مانگنے ہی ہیں تو کیوں نہ اپنے خدا سے مانگوں۔ اس لئے تم سے پیسے نہیں مانگوں گا۔ تم اپنی توفیق کے مطابق جو خدمت کرنا چاہتے ہو کرو۔

ان کے ایک بیٹے امریکہ میں انجنیئر ہیں وہ کہتے ہیں کہ میں نے لاہور سے انجنیئرنگ کی اور امریکہ کی کسی یونیورسٹی میں ایڈمشن (admission) کے لئے اپلائی کیا۔ ایڈمشن ہونے پر سٹڈی ویزہ کے لئے اپلائی کیا مگر اس میں کچھ مشکلات تھیں۔ امریکہ میں کلاسز شروع ہونے والی تھیں۔ پریشانی بھی تھی۔ والد صاحب افریقہ میں تھے۔ دعا کے لئے آپ کو لکھا کہ یہ بات ہے۔ ابھی لاہور میں ہی تھا کہ ایک روز صبح اٹھا تو ذہن میں آیا کہ امیریکن قونصلیٹ جانا چاہئے۔ میں وہاں چلا گیا۔ امریکن قونصلیٹ نے کہا کہ ابھی تو تم نے ٹیسٹ پاس نہیں کیا تو یہاں کیسے آ گئے ہو۔ میں نے ساری تفصیل بتائی۔ ایڈمشن کا بتایا کہ کلاسیں شروع ہونے والی ہیں۔ اس کو کہا کہ اگر میرا معیار نہ ہوتا تو مجھے یونیورسٹی ایڈمشن نہ دیتی۔ اس پر امریکن قونصلیٹ نے کہا کہ بیٹھو اور آدھے گھنٹے کے بعد پھر ویزہ دے دیا۔ جب میں ربوہ واپس آیا تو والد صاحب کا خط آیا ہوا تھا جو کہ افریقہ سے دس بارہ دن پہلے لکھا گیا تھا۔ اس میں لکھا تھا کہ میں نے خدا سے دعا کی ہے۔ خدا نے مجھے بتایا ہے کہ تمہیں ویزہ مل گیا ہے۔

ان کے داماد جو مربی ہیں لکھتے ہیں کہ دعا پر یقین تھا۔ جب آپ سیرالیون سے واپس آ رہے تھے اور چارج خلیل احمد مبشر صاحب کو دے دیا تو خلیل صاحب نے پوچھا کہ نازک حالات میں مجھے کیا کرنا چاہئے اور جماعت کو کیسے سنبھالوں اور آپ کیسے سنبھالتے تھے تو انہوں نے ایک ہی بات کہی کہ جب بھی مشکل حالات پیدا ہو جاتے تو دروازہ بند کر لیتا اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بھی یہی فرمایا ہے کہ پھر میں ہوتا ہوں اور خدا ہوتا ہے۔ یہی نسخہ ہر مشکل سے نکلنے کا علاج ہے۔

مجید سیالکوٹی صاحب بھی لکھتے ہیں کہ مربّیوں سے اگر سستی ہوتی تو سختی بڑی کرتے لیکن خیال بھی بہت رکھا کرتے تھے۔ پیار بھی بہت کیا کرتے تھے۔ اپنے کھانے پینے کے اخراجات سفر میں بھی ہوتے تو ہمیشہ خود برداشت کرتے چاہے سوکھی مونگ پھلی کھا لیں یا سوکھی مچھلی کھا لیں۔ جماعت پر اخراجات کا بوجھ نہیں ڈالتے تھے۔

حنیف قمر صاحب مربی ہیں۔ کہتے ہیں کہ جب مَیں سیرالیون گیا تو مَیں پرانے مبلغین کے حالات کا جائزہ لیتا تھا۔ وہاں ہمارے ایک افریقن احمدی بھائی پا سلمان ماتسرے صاحب تھے۔ ان سے ملاقات ہوتی رہتی تھی۔ مولوی صاحب کے بارے میں جب ان سے پوچھا تو انہوں نے بتایا کہ وہ تو فرشتہ تھے۔ ہمارے اس افریقن بھائی کا تبصرہ یقیناً بہت سچا ہے اور بہت ساری صفات میں وہ فرشتہ صفت بھی تھے۔ اللہ تعالیٰ ایسے واقفین زندگی جماعت کو ہمیشہ عطا فرماتا رہے۔ بڑے متوکّل اور اللہ تعالیٰ کی رضا پر راضی رہنے والے تھے۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کے درجات بلند فرمائے اور ان کو اپنے پیاروں کے قرب سے نوازے۔ ان کے بچوں میں بھی ہمیشہ جماعت اور خلافت کے ساتھ وفا پیدا کرے اور خاص طور پر ان کے داماد اور بیٹے جو واقف زندگی ہیں انہیں مکرم مولانا صاحب کی خواہش کے مطابق وفا سے اپنے وقف نبھانے کی توفیق عطا فرمائے۔

ہم احمدی خوش قسمت ہیں کہ ہم نے زمانے کے امام کو مانا ہے اور مذہب کی حقیقت کو جانا ہے۔ ہمیں معترضین کے یہ اعتراض کبھی فکر میں نہیں ڈالتے کہ مذہب تعلیم اور ترقی سے دُور لے جاتا ہے یا مذہب خود غرضی کی عادت پیدا کرتا ہے۔ یا مذہب خون بہانے کا حکم دیتا ہے یا مذہب کے نام پر خون ہوتے ہیں۔

مذہب کیا ہے؟ مذہب کی ضرورت کیا ہے؟ دیگر مذاہب کے مقابلہ میں اسلام کی فوقیت اور مذہب اسلام کو ماننے کے نتیجہ میں ہم پر کیا ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں، یہ اور اس قسم کے دیگر اہم سوالات کا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تحریرات و فرمودات کے حوالہ سے بصیرت افروز جواب

جماعت احمدیہ یوکے کے 48ویں جلسہ سالانہ کے موقع پر 31 راگست 2014ء کو سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا حدیقۃ المہدی، آلٹن میں اختتامی خطاب

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ۔ أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ۔
بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ
اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔ اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ۔ إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ۔ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۔ صِرَاطَ الَّذِيْنَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ۔

مذہب پر اعتراض کرنے والے اپنے آپ کو صرف مذہب پر اعتراض کی حد تک محدود نہیں رکھتے بلکہ خدا تعالیٰ کی ذات پر بھی اعتراض کرتے ہیں۔ اس زمانے میں یہ اعتراض پہلے سے بہت زیادہ شدت سے کیا جاتا ہے۔ اس پر بہت زیادہ کتابیں لکھی گئی ہیں اور کتابیں لکھی جاتی ہیں اور لکھی جارہی ہیں۔ پھر آجکل تو اپنی بات پہنچانے کا کام الیکٹرانک سہولیات کے ذریعے سے اور بھی آسان ہو گیا ہے جس کی وجہ سے جو بات لوگوں تک پہنچنے میں ایک عرصہ لیتی تھی اور وہ بھی چند پڑھے لکھے لوگوں تک پہنچتی تھی اب ہر ایک تک الیکٹرانک سہولیات اور میڈیا کے ذریعے سے پہنچ جاتی ہے۔ اس کی وجہ سے دنیا کی بہت بڑی تعداد مذہب سے دُور ہٹ گئی ہے۔ بہت سے لوگ جو مذاہب کو ماننے والے ہیں تو مذہب سے اس لئے بھی دُور ہوئے کہ ان کے خیال میں مذہب اب صرف قصے کہانیاں رہ گیا ہے اور آجکل کی مادی اور ترقی یافتہ دنیا میں اس کی ضرورت نہیں ہے۔ نہ ہر بندے سے تعلق قائم رکھنے والے خدا کا ان میں تصور ہے۔ نہ یہ لوگ مذہب کو آجکل کے علم سے مطابقت رکھنے والا سمجھتے ہیں۔

پس یہ لوگ کہتے ہیں کہ ایسی صورت میں وہ اپنے آپ کو مذہب سے کیونکر جوڑیں اور اس وجہ سے وہ خدا کے وجود کے انکاری ہیں اور مذہب کو فرسودہ چیز سمجھنے والے ہیں۔ اور مذہبی لیڈروں کے اپنے ذاتی مفادات کی خاطر مذہب کے نام پر لوگوں کو اپنے پیچھے چلانے کا ذریعہ بنانے والے جو لوگ ہیں۔ یا یہ جو اپنے پیچھے لوگوں کو چلانے والے نام نہاد مذہبی لیڈر ہیں ان کے رویے دیکھ کر ان مذہب کے مخالفین کو، خدا تعالیٰ کی ذات کے مخالفین کو مذہب کے خلاف مزید بھڑکانے کا موقع مل جاتا ہے کہ مذہب تمہیں کیا دیتا ہے۔ بلکہ ان اعتراض کرنے والوں نے انبیاء کو بھی نہیں چھوڑا کہ وہ بھی نعوذ باللہ صرف اپنے مفادات کی خاطر اَن پڑھ لوگوں کو اپنے پیچھے چلاتے رہے اور اب کی ترقی یافتہ دنیا میں ایسی چیزوں کی ضرورت نہیں ہے۔ بلکہ ایسے پڑھے لکھے لوگ جن کو مذہب سے دلچسپی ہے یا روایتی تعلق ہے اور جس حد تک یہ روایتی تعلق ہو سکتا ہے یعنی اسلام کے علاوہ جو اُن کے مذہب کی موجودہ صورتحال ہے اس کے مطابق وہ اپنے مذہب پر عمل کرنے کی کوشش بھی کرتے ہیں۔ وہ بھی یہی کہتے ہیں کہ مذہب اپنی جگہ لیکن آج کی سائنسی ترقی کے دَور کا مذہب میں کوئی ذکر نہیں ہے۔

گزشتہ سال آسٹریلیا کے سفر میں مجھے وہاں کے ایک سیاستدان سے ملنے کا موقع ملا تو باتوں میں کہنے لگے کہ مَیں عیسائی ہوں، چرچ بھی جاتا ہوں، مذہب کو ضروری بھی سمجھتا ہوں لیکن مذہب اور موجودہ ترقی اور سائنس کا کوئی تعلق نہیں۔ بائبل میں تو اس کا کوئی ذکر نہیں۔ مذہب اور سائنس کو علیحدہ رکھ کر ہی ہم اپنا مذہب بچا سکتے ہیں۔ تو مَیں نے انہیں بتایا کہ میرا مذہب اور جو کتاب مسلمانوں کے لئے ہے وہ تو ہمیں سائنس کے بارے میں اور موجودہ ترقیات کے بارے میں رہنمائی کرتی ہے۔ بہر حال یہ تو وہ مذاہب ہیں جو تمام چیزوں اور باتوں کا احاطہ کر ہی نہیں سکتے اس لئے ان کی یہ سوچ ہے۔

لیکن حیرت ہوتی ہے ان مسلمانوں پر بھی جن پر وہ کامل شریعت اتری جس نے ہر بات کا احاطہ کیا ہوا ہے وہ بھی مذہب اور ترقی کو علیحدہ چیزیں قرار دینے لگ گئے ہیں۔ یہ احمدی ہی ہیں جو کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی کوئی صفت کبھی معطل نہیں ہوئی۔ جہاں قرآن میں سابقہ باتوں کا ذکر آتا ہے وہاں قرآن میں موجودہ زمانے کی سائنس کی ترقی کا بھی ذکر آتا ہے۔ وہاں قرآن یہ بھی کہتا ہے کہ اسلام کا خدا زندہ خدا ہے۔ وہ اب بھی بولتا ہے جیسے پہلے بولتا تھا وہ اب بھی سنتا ہے جیسے پہلے سنتا تھا اور اس نے اسلام کو اس زمانے میں بھی بے آسرا نہیں چھوڑا اور مسیح موعود کو بھیج کر اس زمانے میں بھی خدا تعالیٰ کی ذات کو، مذہب کو، شریعت کو کھول کر دکھا دیا۔

پس ہم احمدی خوش قسمت ہیں کہ ہم نے زمانے کے امام کو مانا ہے اور مذہب کی حقیقت کو جانا ہے۔ ہمیں معترضین کے یہ اعتراض کبھی فکر میں نہیں ڈالتے کہ مذہب تعلیم اور ترقی سے دُور لے جاتا ہے یا مذہب خود غرضی کی عادت پیدا کرتا ہے۔ یا مذہب خون بہانے کا حکم دیتا ہے یا مذہب کے نام پر خون ہوتے ہیں۔ ہمیں تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بتایا کہ:۔

’’سائنس اور مذہب میں بالکل اختلاف نہیں بلکہ مذہب بالکل سائنس کے مطابق ہے اور سائنس خواہ کتنی ہی عروج پکڑ جاوے مگر قرآن کی تعلیم اور اصول اسلام کو ہرگز ہرگز نہیں جھٹلا سکے گی۔‘‘

(ملفوظات جلد دہم صفحہ 435۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

پس ہمارا مذہب اور ہماری شرعی کتاب جو وسیع تر علم دیتا ہے سائنس کا علم بھی اس کا ایک حصہ ہے۔

پھر جیسا کہ مَیں نے کہا یہ اعتراض کر کے مذہب سے متنفر کیا جاتا ہے کہ مذہب خون کی تعلیم دیتا ہے اور خون بہاتا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ ہم جو ترقی یافتہ سائنسی دَور میں سے گزر رہے ہیں ہمیں اگر خون بہانے سے بچنا ہے تو مذہب سے نفرت ضروری ہے۔ پھر کہتے ہیں کہ تم خدا خدا کرتے رہتے ہو۔ دیکھو اس وقت دنیا کے دو بڑے مذہب ہیں یعنی عیسائیت اور اسلام اور ان کی کتابیں پڑھو تو دونوں جنگوں کے حکموں سے بھرے پڑے ہیں۔ پھر یہ الزام لگاتے ہیں کہ خدا نے مذہبی کتابوں کی رُو سے قوموں کو عذاب دے کر مارا۔ کہتے ہیں یہ بھی تمہاری کتابیں ہی کہتی ہیں کہ فلاں قوم کو عذاب دیا، فلاں کو عذاب دیا۔ یہاں بھی اگر جنگ نہیں ہو رہی تو ویسے خون بہایا جا رہا ہے۔ یہ اعتراض کرتے ہیں کہ یہ کیسا خدا ہے اور کیسے مذہب ہیں جنہوں نے کتنے ہی لوگ سیلاب میں غرق کئے، کتنے ہی جلا دیئے، کتنے مصریوں کے پلوٹھوں کو مارا۔ سٹیو ویلز (Steve Wells) ایک لکھنے والا ایسا معترض ہے۔ لکھتا ہے کہ بائبل کے مطابق جو اس طرح مارے گئے یہ تعداد چوبیس لاکھ چھہتر ہزار بنتی ہے۔ اس نے calculation کی ہے پھر کہتا ہے یہ اندازے غلط ہیں۔ میرے اندازے کے مطابق اصل تعداد اس سے کہیں زیادہ بنتی ہے اور یہ تعداد پھر وہ پچیس ملین بتاتا ہے۔

(http://dwindlinginunbelief.blogspot.com/2006/08/who-has-killed-more-satan-or-god.html)

اب اس سے کوئی پوچھے کہ تم جو سائنس کو مذہب کا قائمقام سمجھتے ہو یا اس ترقی کو بہتر سمجھتے ہو اس نے تو مذہب سے بھی زیادہ خون بہایا ہے۔ مذہب تو اپنے پیرؤوں کو صلح صفائی کا حکم دیتا ہے۔ مسلمانوں پر اگر اعتراض کرتے ہیں تو قرآن کریم کے صلح صفائی اور امن و آشتی کے پیغام ایسے اعلیٰ معیار کے ہیں کہ اگر ان پر دنیا عمل کرے تو ہر طرف سلامتی ہی سلامتی نظر آئے۔ جہاد کا، قتال کا اگر حکم ہے تو اس صورت میں جب وہ ٹھونسا جاتا ہے۔ سائنس نے جو آلات ایجاد کئے ہیں اور جو زہریلی گیسیں بنائی ہیں ان سے تو صرف تباہی ہی تباہی ہے۔ اب مذہب کے نام پر بڑا کھینچ تان کر یہ پچیس ملین کی figure انہوں نے بنائی ہے اور جانی نقصان کا بتایا کہ کتنا ہوا ہے جو مذہب نے کیا ہے۔ کیا ان کی نظر میں صرف دوسری جنگ عظیم کے figure نہیں گزرے؟ جس میں سائنسی ایجاد کی وجہ سے ہی تقریباً ساٹھ سے ستر ملین لوگ مر گئے۔ جن میں معصوم بچے بھی تھے اور عورتیں بھی شامل تھیں۔ شہر راکھ کا ڈھیر ہو گیا۔ کیا یہ مذہبی جنگ تھی؟

پس یہ مذہب مارتا نہیں بلکہ مذہب تنبیہ کرتا ہے کہ امن اور سلامتی قائم کرو۔ کم از کم ہمارے مذہب کا تو یہ حکم ہے۔ ہر حکم انسان کے لئے رحم اور سلامتی کے جذبات سے بھرا پڑا ہے۔ ہمیں تو قرآن نے یہ سمجھایا کہ تمام انبیاء یہی حکم لے کر آئے کہ ظلم و تعدی بند کرو۔ پیار و محبت پیدا کرو ورنہ خدا تعالیٰ تمہیں سزا دے گا۔ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں یہ فرماتا ہے کہ وہ سزا دینے میں دھیما ہے جلد باز نہیں ہے۔ سزا بھی اصلاح کے لئے دیتا ہے۔ اگر خون انسان نے کئے تو اپنے مفادات کے حصول کے لئے کئے۔ غیر معمولی آفتوں میں سے اگر گزرنا پڑا تو اپنے ظلموں کی وجہ سے گزرنا پڑا۔ اگر فرض بھی کر لیا جائے کہ خدا نہیں ہے اور مذہب بھی نہیں ہے تو کیا پھر جو زلزلے اور سیلاب آتے ہیں کیا یہ رُک جائیں گے۔ ان کا یہ کیا نام دیں گے۔ اگر نہیں تو پھر یہ مذہب کے خلاف لکھنے والے انہیں کس کھاتے میں ڈالتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ تو اپنے بندوں پر اتنا مہربان ہے کہ وہ کہتا ہے کہ اگر تم اللہ تعالیٰ کے حکموں پر چلو تو یہ آفات ٹل سکتی ہیں یا ان کے نقصانات سے تم بچ سکتے ہو۔ دُور کی بات نہیں ہم گزشتہ صدی کی ہی بات کرتے ہیں۔ اس زمانے کی ہی بات کرتے ہیں جس میں مسیح موعود کو اللہ تعالیٰ نے

بھیجا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے اس فرستادے کو بھیجا جو حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نمائندگی میں دنیا کو ظلموں کے کرنے اور حد سے زیادہ خودسری سے بچنے کی تلقین کرنے کے لئے آیا۔ اس اللہ کے بھیجے نے یہ کہا کہ دنیا نے اگر اپنی حالت نہ بدلی تو زلزلے بھی آئیں گے۔ پس اپنے پر رحم کرو اور اپنی حالتوں کو بدلو۔ زمانے کے امام نے کہا کہ تم نے اگر اپنی حالت نہ بدلی اور ظلموں میں حد سے بڑھتے گئے اور خدا تعالیٰ کی بات نہ مانی تو اللہ تعالیٰ نے مجھے فرمایا ہے کہ طاعون کی ایسی وبا پھوٹے گی جس کی تباہی غیر معمولی ہوگی۔ پس اپنی حالتیں بدلو اور نجات حاصل کرو۔ پس جنہوں نے اس کی بات مانتے ہوئے اپنی حالتوں میں پاک تبدیلیاں پیدا کیں وہ زلزلوں سے بھی محفوظ رہے اور طاعون سے بھی محفوظ رہے۔ پس یہاں تو ہمیں مذہب کا اور خدا تعالیٰ کے پیاروں کا شکرگزار ہونا چاہئے کہ وہ بغیر وارننگ کے ایک بم مار کر سارے شہر کو راکھ کا ڈھیر بنا کر اور لاکھوں جانوں کو تلف کرنے والا نہیں ہے بلکہ پہلے پیار سے سمجھاتا ہے اور پھر بھی اگر دنیا باز نہ آئے تو پھر اللہ تعالیٰ اپنا نشان دکھاتا ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ کے بندے جن کو گو دنیا والے برا کہتے ہیں اور جن کی خاطر اللہ تعالیٰ نشان دکھاتا ہے وہ پھر بھی مخلوق کی ہمدردی کی وجہ سے جو مذہب نے ان کے دل میں پیدا کی ہے یہ دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اس عذاب کو ٹال دے۔ چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ جو عذاب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نشان کے طور پر آیا اس وقت آپ بے چین ہو کر مخلوق کی زندگی کی دعا کرتے تھے۔

ایک صحابی نے لکھا کہ ایک رات طاعون کے دنوں میں مَیں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو رات سجدہ ریز اس طرح گڑگڑاتے ہوئے دیکھا ہے جس طرح ہنڈیا ابل رہی ہو۔ قریب ہو کر مَیں نے سنا تو آپ دعا کر رہے تھے کہ اے اللہ! اس عذاب سے دنیا کو بچالے، ان کو عقل دے۔ (ماخوذ از سیرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام از حضرت یعقوب علی عرفانی صاحبؓ صفحہ 429-428)

پس کیا مذہب ظلم کرتا اور خون بہاتا ہے یا کہ اس کے حقیقی ماننے والے ہمدردیٔ خلق کرتے ہیں؟ بہر حال دنیا جو بھی کہتی رہے۔ مسلمان بھی جنہوں نے زمانے کے امام کو نہیں ماننا چاہے اس بات کو سمجھیں یا نہ کہ خدا تعالیٰ اپنے بندوں سے محبت کرتا ہے اور اسی محبت کے تقاضے کے تحت ہی وہ مختلف مذاہب مختلف وقتوں میں بھیجتا رہا اور آخری مذہب اسلام کا جس نے ہر چیز کا احاطہ کیا ہوا تھا بھیجا اور قرآن کو ہم پر شریعت کے طور پر اتارا۔ اس نے اس زمانے میں بھی اس کامل اور مکمل شریعت کے ساتھ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بھیجا تو آپ کے غلام صادق کو بھی اس زمانے میں بھیجا جنہوں نے ہمیں مذہب کی حقیقت کے بارے میں بتایا اور ہمیں آپ کی بیعت میں آنے کی توفیق عطا فرمائی۔

پس اس وقت میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے الفاظ میں ہی آپ کے سامنے یہ پیش کروں گا کہ مذہب کیا ہے؟ مذہب کی ضرورت کیوں ہے؟ آج جب ہر طرف سے مذہب پر اعتراضات کی بھرمار ہے ہمیں اس ضرورت کا پتا لگنا چاہئے۔ ہمیں پتا چلنا چاہئے کہ ہمارے اپنے فرائض کیا ہیں؟ ہمیں پتا لگنا چاہئے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ہم سے کیا چاہتے ہیں؟ پھر یہ بھی کہ مذہب اسلام کی صداقت باقی مذاہب پر کیا ہے اور اسلام اپنے ماننے والوں سے کیا چاہتا ہے۔ اور صرف چاہتا ہی نہیں بلکہ اپنے ماننے والوں کو کیا دیتا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ مذہب زندگی بخشتا ہے تو مذہب کس طرح زندگی بخشتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اُمّتِ واحدہ بنانے کے سامان کئے ہیں کہ دنیا کے فساد دُور ہوں اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس مقصد کو پورا فرمایا۔ اسی بارے میں جیسا کہ مَیں نے کہا آپ علیہ السلام کی بے شمار جو تحریرات ہیں ان میں سے چند ایک آپ کے سامنے پیش کروں گا تا کہ پتا لگے کہ مذہب کیا ہے؟ اور آپ ہم سے اس بارے میں کیا چاہتے ہیں۔ ایک جگہ ایک سوال کرنے والے کے سوال کے جواب میں کہ مذہب کیا ہے؟ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ:-

''مذہب کیا ہے؟ وہی راہ ہے جس کو وہ اپنے لئے اختیار کرتا ہے۔ مذہب تو ہر شخص کو رکھنا پڑتا ہے۔ اور وہ لامذہب انسان جو خدا کو نہیں مانتا اس کو بھی ایک راہ اختیار کرنی لازمی ہے۔ اور وہی مذہب ہے۔'' جو بھی رستہ تم اختیار کرو گے وہ مذہب ہے۔ ''مگر ہاں امر غور طلب یہ ہونا چاہئے کہ جس راہ کو اختیار کیا ہے کیا وہ راہ وہی ہے جس پر چل کر اس کو سچی استقامت اور دائمی راحت اور خوشی اور ختم نہ ہونے والا اطمینان مل سکتا ہے؟'' اب یہ جو مذہب کو نہیں مانتے ان سے کوئی پوچھے تمہیں کتنا اطمینان مل گیا؟ فرمایا ''دیکھو مذہب تو ایک عام لفظ ہے۔ اس کے معنی چلنے کی جگہ یعنی راہ کے ہیں اور یہ دین کے ساتھ مخصوص نہیں ہے۔ ہر قسم کے علوم و فنون طبقات الارض، طبعی، طبابت، ہیئت وغیرہ میں بھی ان علوم کے ماہرین کا ایک مذہب ہوتا ہے۔ اس سے کسی کو چارہ ہو سکتا ہی نہیں۔ یہ تو انسان کے لئے لازمی امر ہے۔ اس سے باہر ہو نہیں سکتا۔ پس جیسے انسان کی رُوح جسم کو چاہتی ہے۔ معانی الفاظ اور پیرایہ کو چاہتے ہیں اسی طرح انسان کو مذہب کی ضرورت ہے۔ ہماری یہ غرض نہیں ہے اور نہ ہم یہ بحث کرتے ہیں کہ کوئی اللہ کہے یا گاڈ کہے یا پرمیشر۔ ہمارا مقصد تو صرف یہ ہے کہ جس کو وہ پکارتا ہے۔ اس نے اس کو سمجھا کیا ہے؟ ہم کہتے ہیں کہ کوئی نام لو مگر یہ بتاؤ کہ تم اسے کہتے کیا ہو؟ سمجھتے کیا ہو؟'' ''اس کے صفات تم نے کیا قائم کئے ہیں؟ صفات الٰہی کا مسئلہ ہی تو بڑا مسئلہ ہے جس پر غور کرنا چاہیے۔''

(ملفوظات جلد دوم صفحہ 236۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

پس اسلام نے تو ہمیں اللہ تعالیٰ کی صفات بتائی ہیں اور بتایا کوئی بھی صفت کبھی بھی معطّل نہیں ہوئی۔ پھر آپ ایک جگہ فرماتے ہیں کہ:-

''مذہب کا خلاصہ دو ہی باتیں ہیں اور اصل میں ہر مذہب کا خلاصہ ان دو ہی باتوں پر آ کر ٹھیرتا ہے یعنی حق اللہ اور حق العباد.......'' فرمایا کہ ''یاد رکھنا چاہئے کہ حق دو ہی ہیں ایک خدا کے حقوق کہ اسے کس طرح پر ماننا چاہئے اور کس طرح اس کی عبادت کرنی چاہئے۔ دوم بندوں کے حقوق یعنی اس کی مخلوق کے ساتھ کیسی ہمدردی اور مواسات کرنی چاہئے۔''

(ملفوظات جلد 3 صفحہ 119۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

کس طرح اس کی غم خواری کرنی چاہئے۔ کس طرح اس سے مختلف حسن سلوک کرنا چاہئے۔ پس کس خوبصورتی سے مختصر الفاظ میں مذہب پر اعتراض کرنے والوں کا آپ نے منہ بند کیا کہ یہ دو حقوق یعنی اللہ کا حق اور بندوں کا حق ادا کرنے والے ہی حقیقی مذہب کو ماننے والے ہیں۔ اور بندوں کے حق ادا ہوتے ہیں حقیقی ہمدردی کرنے سے، دوسروں کے غم میں شریک ہونے سے، ان کی غلطیوں کو معاف کرنے سے، پیار اور محبت کرنے سے۔ پس یہ مذہب ہے جو اسلام نے ہمیں سکھایا نہ کہ خون کرنے کا۔ پھر آپ نے فرمایا:

''اگرچہ دنیا کے لوگ سچے مذہب کے پرکھنے کے معاملہ میں ہزار ہا پیچ در پیچ مباحثات میں پڑ گئے ہیں اور پھر بھی کسی منزل مقصود تک نہیں پہنچے لیکن سچ بات یہ ہے کہ جو مذہب انسانی نابینائی کے دُور کرنے اور آسمانی برکات کے عطا کرنے کے لئے اس حد تک کامیاب ہو سکے جو اس کے پیرو کی عملی زندگی میں خدا کی ہستی کا اقرار اور نوع انسان کی ہمدردی کا ثبوت نمایاں ہو وہی مذہب سچا ہے اور وہی ہے جو اپنے سچے پابند کو اس منزل مقصود تک پہنچا سکتا ہے جس کی اس کی روح کو پیاس لگا دی گئی ہے۔ اکثر لوگ صرف ایسے فرضی خدا پر ایمان لاتے ہیں جس کی قدرتیں آگے نہیں بلکہ پیچھے رہ گئی ہیں اور جس کی شکتی اور طاقت صرف قصوں اور کہانیوں کے پیرایہ میں بیان کی جاتی ہے۔ پس یہی سبب ہوتا ہے کہ ایسا فرضی خدا ان کو گناہ سے روک نہیں سکتا بلکہ ایسے مذہب کی پیروی میں جیسے جیسے ان کا تعصب بڑھتا جاتا ہے ویسے ویسے فسق و فجور پر شوخی اور دلیری زیادہ پیدا ہوتی جاتی ہے اور نفسانی جذبات ایسی تیزی میں آتے ہیں کہ جیسے ایک دریا کا بند ٹوٹ کر ارد گرد پانی اس کا پھیل جاتا ہے اور کئی گھروں اور کھیتوں کو تباہ کر دیتا ہے۔''

اب مسلمان بے شک مذہب کا نام اسلام کہتے رہیں لیکن جب تک یہ چیزیں پیدا نہیں ہوتیں ان کا حال یہی ہے اور یہ جو بند باندھتے ہیں اس کی حقیقت اس زمانے میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بتائی ہے اور راستوں کو روشن کر کے دکھایا ہے۔ پس اگر مذہب کو سمجھنا ہو تو آپ کا ماننا ضروری ہے۔

پھر فرمایا کہ: ''وہ زندہ خدا جو قادرانہ نشانوں کے شعاع اپنے ساتھ رکھتا ہے اور اپنی ہستی کو تازہ بتازہ معجزات اور طاقتوں سے ثابت کرتا رہتا ہے وہی ہے جس کا پانا اور دریافت کرنا گناہ سے روکتا ہے اور سچی سکینت اور شانتی اور تسلی بخشتا ہے اور استقامت اور دلی بہادری کو عطا فرماتا ہے۔ وہ آگ بن کر گناہوں کو جلا دیتا ہے اور پانی بن کر دنیا پرستی کی خواہشوں کو دھوڈالتا ہے۔ مذہب اسی کا نام ہے جو اس کو تلاش کریں اور تلاش میں دیوانہ بن جائیں۔''

فرمایا ''یاد رہے کہ محض خشک جھگڑے اور سبّ وشتم اور سخت گوئی اور بدزبانی جو نفسانیت کی بنا پر مذہب کے نام پر ظاہر کی جاتی ہے۔ اور اپنی اندرونی بدکاریوں کو دُور نہیں کیا جاتا اور اس محبوب حقیقی سے سچا تعلق پیدا نہیں کیا جاتا اور ایک فریق دوسرے فریق پر نہ انسانیت سے بلکہ کتّوں کی طرح حملہ کرتا ہے اور مذہبی حمایت کی اوٹ میں ہر ایک قسم کی نفسانی بدذاتی دکھلاتا ہے کہ یہ گندہ طریق جو سراسر استخوان ہے'' گلی سڑی ہڈی یا گٹھلی کی طرح ہے۔ کوئی اس میں پھل نہیں۔ فرمایا ''اس لائق نہیں کہ اس کا نام مذہب رکھا جائے۔ افسوس ایسے لوگ نہیں جانتے کہ ہم دنیا میں کیوں آئے۔ اور اصل اور بڑا مقصود ہمارا اس مختصر زندگی سے کیا ہے بلکہ وہ ہمیشہ اندھے اور ناپاک فطرت رہ کر صرف متعصّبانہ جذبات کا نام مذہب رکھتے ہیں اور ایسے فرضی خدا کی حمایت میں دنیا میں بداخلاقی دکھلاتے اور زبان درازیاں کرتے ہیں جس کے وجود کا ان کے پاس کچھ بھی ثبوت نہیں۔ وہ مذہب کس کام کا مذہب ہے جو زندہ خدا کا پرستار نہیں بلکہ ایسا خدا ایک مردے کا جنازہ ہے جو صرف دوسروں کے سہارے سے چل رہا ہے۔ سہارا الگ ہوا اور وہ زمین پر گرا۔ ایسے مذہب سے اگر ان کو کچھ حاصل ہے تو صرف تعصب۔ اور حقیقی خدا ترسی اور نوع انسان کی سچی ہمدردی جو افضل الخصائل ہے بالکل ان کی فطرت سے مفقود ہو جاتی ہے۔'' صرف تعصب ان کو حاصل ہوتا ہے اور حقیقی خدا ترسی اور نوع انسان کی سچی ہمدردی جو بہترین خصائل میں سے ہے بالکل ان کی فطرت سے مفقود ہو جاتی ہے ''اور اگر ایسے شخص کا اُن سے مقابلہ پڑے جو اُن کے مذہب اور عقیدے کا مخالف ہو تو فقط اسی قدر مخالفت کو دل میں رکھ کر اس کی جان اور مال اور عزت کے دشمن ہو جاتے ہیں اور اگر ان کے متعلق کسی غیر قوم کے شخص کا کام پڑ جائے تو انصاف اور خدا ترسی کو ہاتھ سے دے کر چاہتے ہیں کہ اس کو بالکل نابود کر دیں اور وہ رحم اور انصاف

(باقی صفحہ 19 پر ملاحظہ فرمائیں)

خدام الاحمدیہ کو ہمیشہ یہ بات یاد رکھنی چاہئے کہ کامیاب قومیں اور کامیاب لوگ وہ ہیں جو محض جامد ہو کر ایک جگہ رُک نہیں جاتے بلکہ یقین کامل کے ساتھ آگے بڑھتے رہتے ہیں اور مسلسل بہتری پیدا کرنے اور دُور دراز علاقوں تک پھیلتے چلے جانے کی کوشش کرتے ہیں۔ یقیناً ایسی جماعت جس کا مقصد ساری دنیا تک خدا تعالیٰ کا پیغام پہنچانا اور ساری دنیا پر اُس کی حاکمیت کو قائم کرنا ہے ایسی جماعت کا قدم تو باقی تمام اقوام کی نسبت زیادہ تیزی کے ساتھ آگے بڑھنا چاہئے۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کا دعویٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئیوں کے عین مطابق تھا اور رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت کا ایک نشان تھا

آج بھی وہ خدا پہلے کی طرح جماعت کی سچائی اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت کو لوگوں کے دلوں میں براہِ راست ڈال رہا ہے
اور یہی وجہ ہے کہ ہر سال لاکھوں نفوس جماعت میں شامل ہوتے ہیں۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ سے اور آج کے دَور سے بعض نوجوانوں کی خوابوں اور رؤیائے صادقہ کے ذریعہ احمدیت کی صداقت کی طرف رہنمائی کے نہایت ایمان افروز واقعات کا روح پرور بیان اور خدام کو نصائح

ہم دیکھ سکتے ہیں کہ کس طرح اللہ تعالیٰ خود ہی ان دُور دراز علاقوں میں رہنے والوں کی بھی رہنمائی کر رہا ہے۔ سچ تو یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ صرف ان کی رہنمائی فرماتا ہے جو سعید فطرت ہیں، جو متقی ہیں اور صداقت کی تلاش میں ہیں قطع نظر اس کے کہ وہ دنیا میں کس جگہ رہتے ہیں۔

یہ واقعات جو مَیں نے ابھی سنائے ہیں یہ صرف محظوظ ہونے کے لئے نہیں ہیں بلکہ یہ ہماری حالتوں کو بدلنے کا محرّک بننے چاہئیں۔ یہ واقعات اللہ تعالیٰ کے ساتھ تعلق قائم کرنے کا باعث ہونے چاہئیں تا کہ ہم حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خواہش کے مطابق وہ معیار حاصل کرنے والے بن سکیں جن کی آپ علیہ السلام کو ہم سے توقع تھی۔ ایسے واقعات بے شمار ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی نصرت ہماری جماعت کے ساتھ ہے۔

ہر احمدی کو اللہ تعالیٰ کے ساتھ ذاتی تعلق قائم کرنے کے لئے کوشش کرنی چاہئے اور دعاؤں کی طرف توجہ دینی چاہئے۔ انہیں قرآن کریم کی روشنی میں ہر برائی سے بچتے ہوئے اور ہر نیکی کو اختیار کرتے ہوئے اپنی زندگیاں گزارنی چاہئیں۔ ہر احمدی کو اپنی نماز میں باقاعدہ ہونا چاہئے اور اس سچائی کو دنیا کے ہر کونے تک پہنچانے کی کوشش کرنی چاہئے۔

جو نئے اسائلم سیکرز آئے ہوئے ہیں ان کو بھی مَیں کچھ کہنا چاہتا ہوں۔ آپ لوگ یہاں آئے ہیں تو یہاں آکر اپنی ذمہ داریوں کو سمجھیں۔
یہاں کی رنگینیوں میں نہ پڑ جائیں۔ اللہ تعالیٰ کو یاد رکھیں۔ اپنی نمازوں کی حفاظت کریں۔ قرآن کریم کی طرف توجہ دیں۔
حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نام کو بلند کرنے کی کوشش کریں۔ اسلام کے نام کو بلند کرنے کی کوشش کریں۔
اور اُس مشن کا حصہ بن جائیں جس کو مکمل کرنے کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے بھیجا تھا۔
اسی سے آپ کی بقا ہو گی اور اسی سے انشاء اللہ تعالیٰ آپ کی آئندہ نسلوں کی بقا ہو گی۔

مجلس خدام الاحمدیہ یوکے کے سالانہ اجتماع کے موقع پر سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کے انگریزی خطاب کا اردو میں مفہوم
فرمودہ 22 جون 2014ء بروز اتوار بمقام اسلام آباد، ٹلفورڈ، یوکے

تشہد و تعوذ کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ اس سال مجلس خدام الاحمدیہ برطانیہ کا اجتماع اپنے اختتام کو پہنچ رہا ہے۔ یہ مجلس خدام الاحمدیہ برطانیہ کا بیالیسواں اجتماع ہے۔ یہ امر انتہائی امید افزا اور خوش کن ہے کہ ہر سال مجلس خدام الاحمدیہ برطانیہ کا قدم آگے سے آگے بڑھ رہا ہے اور مجموعی طور پر اس کی ترقیات میں دن بدن اضافہ ہوتا چلا جا رہا ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

خدام الاحمدیہ کو ہمیشہ یہ بات یاد رکھنی چاہئے کہ کامیاب قومیں اور کامیاب لوگ وہ ہیں جو محض جامد ہو کر ایک جگہ رُک نہیں جاتے بلکہ یقین کامل کے ساتھ آگے بڑھتے رہتے ہیں اور مسلسل بہتری پیدا کرنے اور دُور دراز علاقوں تک پھیلتے چلے جانے کی کوشش کرتے ہیں۔ یقیناً ایسی جماعت جس کا مقصد ساری دنیا تک خدا تعالیٰ کا پیغام پہنچانا اور ساری دنیا پر اُس کی حاکمیت کو قائم کرنا ہے ایسی جماعت کا قدم تو باقی تمام اقوام کی نسبت زیادہ تیزی کے ساتھ آگے بڑھنا چاہئے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

جیسا کہ آپ جانتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئیوں کے مطابق ہماری جماعت کا قیام عمل میں آیا تا اللہ کا دین یعنی حقیقی اسلام تمام دنیا کے کناروں تک پھیل جائے۔ خدا تعالیٰ کے فضل سے ہم نے اُسی مسیح موعود و مہدی معہود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو قبول کیا ہے جس کے متعلق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے ہی دنیا کو خوشخبری دے دی تھی۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے عین اُسی زمانہ میں دعویٰ فرمایا جس کے متعلق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پیشگوئی فرمائی تھی اور محض حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دعوے تک ہی یہ بات ختم نہیں ہوگئی بلکہ اللہ تعالیٰ کی خاص تائید و نصرت آپ کے حق میں ظاہر ہوئی۔ آغاز میں چند لوگ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تبلیغ اور آپ علیہ السلام کی کتب کو جن میں آپ نے اسلام کا دفاع فرمایا پڑھ کر آپ کے دعویٰ پر ایمان لائے۔ لیکن ان لوگوں کی تعداد بہت قلیل تھی اور ہر طرف حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مخالفت کا بازار گرم تھا اس مخالفت میں مسلمان، عیسائی، ہندو اور دوسرے مذاہب کے لوگ شامل تھے۔ لیکن اللہ تعالیٰ کی تائید حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے شامل حال تھی۔ اسی لئے باوجود اس تمام مخالفت کے آپ کی جماعت مسلسل ترقی کی طرف گامزن رہی اور جب 1908ء میں آپ کا وصال ہوا تو اس وقت احمدیوں کی تعداد چار لاکھ سے بھی تجاوز کر چکی تھی۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

جہاں اس سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کا دعویٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

کی پیشگوئیوں کے عین مطابق تھا اور رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت کا ایک نشان تھا وہاں یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ خدا تعالیٰ آج بھی موجود ہے جو اپنی سنّت کے مطابق دنیا کی اصلاح کی غرض سے اپنے فرستادوں کو بھیجتا ہے۔ اگر آپ صرف اسی ایک حقیقت کو دیکھیں تو آپ کو پتہ چلے گا کہ یہ ہستی باری تعالیٰ اور اسلام اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت کا ایک عظیم الشان ثبوت ہے۔ ایک شخص جو ہندوستان کے دور افتادہ گاؤں میں پیدا ہوا۔ جس نے نہ تو باقاعدہ دنیاوی تعلیم حاصل کی اور نہ ہی اس کا اپنے خاندان یا برادری میں کوئی ظاہری مقام تھا۔ ایسا شخص جب اللہ تعالیٰ کے نام پر دعویٰ کرتا ہے کہ اس کو اللہ تعالیٰ نے مبعوث فرمایا ہے اور اس دعویٰ کے ساتھ وہ اپنے مشن کا آغاز کرتا ہے تو اسے عظیم الشان کامیابیاں حاصل ہوتی ہیں۔ اور وہ کامیابیاں آج بھی جاری وساری ہیں۔ اس لئے ہم دیکھتے ہیں کہ آج جماعت احمدیہ دنیا کے 200 سے زائد ممالک تک پھیل چکی ہے۔ آج بھی وہ خدا پہلے کی طرح جماعت کی سچائی اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت کو لوگوں کے دلوں میں براہِ راست ڈال رہا ہے اور یہی وجہ ہے کہ ہر سال لاکھوں نفوس جماعت میں شامل ہوتے ہیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: جماعت میں داخل ہونے والوں میں سے بہت سے ایسے ہیں جو بتاتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے خود ہی ان کی صداقت کی طرف رہنمائی فرمائی۔ اب مَیں آپ کے سامنے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ کی اور آج کے دَور کی بھی چند مثالیں پیش کرتا ہوں جن سے آپ کو اندازہ ہوگا کہ کس طرح اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سچائی کو لوگوں کے دلوں میں قائم کیا۔

حضرت رحمت اللہ صاحب احمدی رضی اللہ عنہ جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صحابی تھے ایک واقعہ بیان کرتے ہیں جب کہ ان کی عمر صرف سترہ یا اٹھارہ برس تھی۔ آپ لوگ جو میرے سامنے بیٹھے ہیں آپ میں سے بہت سوں کی عمر بھی یہی ہوگی۔ آپ لوگ جب یہ واقعہ سنیں گے تو آپ کو اندازہ ہوگا کہ اتنی کم عمر میں بھی ان کی سوچ کس قدر بلند تھی۔

وہ بیان کرتے ہیں کہ میرے طالبعلمی کے زمانہ میں ایک مرتبہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام لدھیانہ تشریف لائے اور کچھ دیر قیام فرمایا۔ میں وقتاً فوقتاً حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں حاضر ہوجاتا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے چہرہ مبارک پر صرف نور ہی نور نظر آتا۔ مَیں اکثر سوچا کرتا تھا کہ مولوی کس طرح حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خلاف زبان درازی کر سکتے ہیں اور آپ علیہ السلام کے بارہ میں شبہات پیدا کر سکتے ہیں جبکہ میں دیکھتا ہوں کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا چہرہ تو صرف حسن اور نور سے معمور ہے؟ اور یہ کسی جھوٹے کا چہرہ ہو ہی نہیں سکتا!

آپ مزید بیان کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ میری رہنمائی کرنا چاہتا تھا۔ اسی لئے انہی دنوں مجھے کسی نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تصنیف 'ازالہ اوہام' کے دو حصے بھیجے۔ جب مَیں نے اس کتاب کے دونوں حصوں کا مطالعہ کیا تو مجھے خالصتاً نور اور ہدایت ہی دکھائی دی۔ میں رات بھر کتاب کا مطالعہ کرتا رہتا اور بعض اوقات کتاب ہاتھ میں ہی ہوتی اور سو جاتا۔ میں نے اس کتاب کا مطالعہ جاری رکھا اور جوں جوں یہ کتاب پڑھتا جاتا میری آنکھوں سے آنسو رواں ہونے لگ جاتے۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ مَیں روتے روتے سوال کیا کرتا کہ 'اے اللہ! کیا وجہ ہے کہ دوسرے مولوی قرآن کریم کی تعلیم کو پس پشت ڈالتے ہیں جبکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے تو حرف حرف سے صرف قرآن کریم کی محبت ہی ظاہر ہوتی ہے۔ کہتے ہیں کہ جیسے ہی میں نے یہ کتاب پڑھی میرے دل میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی محبت کا چشمہ پھوٹ پڑا۔

آپ بیان کرتے ہیں کہ اس وقت رشید احمد گنگوہی نام کا ایک مشہور غیر احمدی مولوی تھا جو بہت بڑا عالم سمجھا جاتا تھا۔ میں نے مولوی صاحب کو لکھ کر پوچھا کہ حضرت مرزا صاحب نے قرآن کریم کی تیس آیات سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات کو ثابت کیا ہے۔ آپ کو چاہئے کہ اگر مسیح علیہ السلام زندہ ہیں تو مجھے بتائیں کہ قرآنِ کریم کی کونسی آیات اور کن احادیث سے یہ ثابت ہوتا ہے؟ آپ کو چاہئے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے قرآن کریم کی تیس آیات کے حوالہ سے وفاتِ مسیح کے جو دلائل پیش کئے ہیں آپ ان کا ردّ پیش کریں۔ اگر آپ اس کا ردّ بھجوا دیں گے تو مَیں اسے اپنے خرچ پر شائع کرواؤں گا۔ مگر اس کے جواب میں مولوی صاحب نے مجھے لکھا کہ مرزا صاحب کے مریدوں کے ساتھ عیسیٰ کی وفات اور حیات کی بحث میں نہ پڑو۔ کیونکہ اگر تم صرف قرآن کریم کی ہی بات کرو گے تو ایسی کئی آیات ہیں جن سے وفات مسیح نکلتی ہے۔ پس یہ ایک متنازعہ فیہ مسئلہ ہے۔ اس لئے اس کی بجائے مرزا صاحب سے صرف اس موضوع پر بات کرو کہ انہوں نے مسیح ہونے کا دعویٰ کیونکر کیا ہے؟

حضرت رحمت اللہ صاحب بیان کرتے ہیں کہ مَیں نے اس کے جواب میں لکھا کہ اگر تو مسیح علیہ السلام فوت ہو چکے ہیں تو اس کا مطلب یہ ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام سچے ہیں اور مجھے مزید کسی ثبوت کی ضرورت نہیں۔ اس پر مولوی صاحب نے کہا کہ تم پر مرزا صاحب کا بد اثر ہو گیا ہے اس لئے میں دعا کروں گا کہ یہ بد اثر ختم ہو جائے۔ اس کے جواب میں حضرت رحمت اللہ صاحب نے جو اس وقت ابھی ایک نوجوان تھے مولوی صاحب کو لکھا کہ بہتر ہے کہ آپ اپنے لئے دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ آپ کو ہدایت دے۔ اس کے بعد حضرت رحمت اللہ صاحب کامل عاجزی کے ساتھ خدا تعالیٰ کے حضور جھک گئے۔ اور ان کا دل اللہ تعالیٰ کے سامنے پگھل گیا اور انہیں یوں محسوس ہوا کہ جیسے عرش لرز اُٹھا ہے۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ اسی حالت میں مَیں نے خلوص کے ساتھ دعا کی کہ مجھے صرف اللہ کی محبت اور رضا ہی چاہئے اور اس راہ میں اپنی عزت قربان کرنے کے لئے تیار ہوں اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں ہر قسم کی رسوائی قبول کرنے کے لئے تیار ہوں۔ مَیں نے دعا کی کہ اللہ میری مغفرت فرما اور مجھ پر رحم فرما۔

آپ بیان کرتے ہیں کہ کچھ ہی عرصہ کے بعد مَیں نے 25؍دسمبر 1893ء کو خواب میں حضرت اقدس محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کا دیدار کیا۔ خواب میں ہی مَیں اپنے گاؤں میں وضو کر رہا تھا اور اسی اثناء میں کوئی شخص آیا اور اس نے بتایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے گاؤں میں بنفس نفیس موجود ہیں اور آپ یہیں قیام فرمائیں گے۔ مَیں نے پوچھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کہاں ہیں؟ تو مجھے بتایا گیا کہ یہ جو تمام خیمے مجھے نظر آ رہے ہیں وہ خیمے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہی کے ہیں۔ اس کے بعد مَیں نے خواب میں ہی جلدی سے نماز ادا کی اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو گیا۔ میں نے دیکھا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم چند صحابہ کی معیت میں وہاں موجود تھے اور میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں سلام عرض کیا اور کمال عاجزی سے اپنے آقا کے سامنے بیٹھنے سے قبل آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے مصافحے کا بھی شرف حاصل کیا۔ اس وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم عربی زبان میں خطاب فرما رہے تھے۔ میں نے حتی الوسع اس کو سمجھنے کی کوشش کی۔ بعض اوقات آپ چند کلمات اردو زبان میں بھی فرماتے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرما رہے تھے کہ مَیں صادق ہوں اس لئے مجھے جھوٹا سمجھ کر ردّ مت کرو۔

حضرت رحمت اللہ صاحب بیان کرتے ہیں کہ مَیں نے خواب میں ہی جواباً عرض کیا کہ اٰمَنَّا وَ صَدَّقْنَا یَا رَسُوْلَ اللّٰہ کہ یا رسول اللہ ہم آپ پر ایمان لاتے ہیں اور ہم آپ کی صداقت کا اقرار کرتے ہیں۔

وہ بیان کرتے ہیں کہ اس خواب میں سارے کا سارا گاؤں مسلمانوں کا تھا لیکن اس کے باوجود بھی اس گاؤں کے رہنے والوں میں سے کوئی ایک بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر نہیں ہوا جس کی وجہ سے مَیں سخت حیرت اور تعجب کا شکار تھا۔ خواب میں مَیں نے خیال کیا کہ آج ہی وہ دن ہے کہ جب اپنا آپ مکمل طور خدا کے حضور سپرد کر دیا جائے اور اپنے آقا کے سامنے مکمل طور پر قربان ہو جایا جائے۔ میں نے ایسا محسوس کیا کہ یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نشأۃ اُولیٰ کا زمانہ ہے۔ گو پہلے مجھے بتایا گیا تھا کہ آنحضرت ﷺ یہیں قیام فرمائیں گے لیکن پھر معلوم ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم وہاں سے جانے کے لئے روانہ ہونے لگے ہیں تو یہ سن کر مَیں آبدیدہ ہو گیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا کہ کیا آپ واقعی تشریف لے جا رہے ہیں اور اگر ایسا ہی ہے تو مَیں کس طرح آپ سے دوبارہ ملاقات کا شرف حاصل کر سکتا ہوں؟ اس کے جواب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے کندھے پر ہاتھ رکھا اور فرمایا کہ پریشان مت ہو۔ ہم تم سے خود ہی ملیں گے۔ حضرت رحمت اللہ صاحب بیان کرتے ہیں کہ اس خواب کے بعد میرے دل میں یہ بات ڈال دی گئی کہ حضرت مرزا صاحب ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عاشق صادق ہیں اور اس طرح یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے واضح ہدایت اور صداقت کا ایک عملی اظہار تھا۔ اس کے بعد لکھتے ہیں کہ انہوں نے بیعت کا خط حضور کی خدمت میں روانہ کر دیا۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: یہ خواب قرآن کریم کی سورۃ جمعہ کی تیسری اور چوتھی آیات کی تشریح ہی تھی جن کی (اِس اجلاس کے) آغاز میں تلاوت کی گئی ہے۔ اس میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ: ''وہی ہے جس نے اُمّی لوگوں میں انہی میں سے ایک عظیم رسول مبعوث کیا۔ وہ اُن پر اس کی آیات کی تلاوت کرتا ہے اور انہیں پاک کرتا ہے اور انہیں کتاب کی اور حکمت کی تعلیم دیتا ہے جبکہ اس سے پہلے وہ یقیناً کھلی گمراہی میں تھے۔ اور انہی میں سے دوسروں کی طرف بھی (اسے مبعوث کیا ہے) جو ابھی اُن سے نہیں ملے۔ وہ کامل غلبہ والا (اور) صاحب حکمت ہے۔''

(ترجمہ بیان فرمودہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ۔ آیت 3و4)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ایک اور صحابی حضرت محمود خان صاحبؓ بیان کرتے ہیں کہ 1902ء میں انہوں نے خواب دیکھا کہ آسمان سے ان کی گود میں چاند آ گرا ہے۔ انہوں نے اس خواب کا ذکر سید محمد شاہ صاحب رضی اللہ عنہ سے کیا جو ایک مخلص احمدی تھے اور سید محمد شاہ صاحب رضی اللہ عنہ نے انہیں بتایا کہ اس خواب کا مطلب یہ ہے کہ آپ کو بہت بڑا رُتبہ حاصل ہوگا یا پھر آپ کسی متقی شخص کے ہاتھ پر بیعت کریں گے۔ اس وقت حضرت محمود خان صاحبؓ کی عمر صرف 24 برس تھی۔ حضرت محمود خان صاحبؓ اور سید محمد شاہ صاحب دونوں ایک ہی سکول میں ملازمت کرتے تھے۔ سید محمد شاہ صاحب نے محمود خان صاحب کو تبلیغ شروع کر دی اور ان دنوں میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جو پنڈت لیکھرام سے متعلق پیشگوئی تھی اس کا بھی بہت چرچا تھا۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: آپ میں سے وہ لوگ جو اس پنڈت لیکھرام کی پیشگوئی سے آگاہ نہیں ہیں مَیں ان کو بتا دیتا ہوں کہ پنڈت لیکھرام وہ بدبخت شخص تھا جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

www.intactconstructions.org
Intact Constructions
وَسِّعْ مَکَانَكَ
الہام حضرت مسیح موعودؑ
Mohammad. Janealam Shaikh
52 First Floor, Room 7, Zakria Masjid Street
Bhishti Mohalla, Mumbai-09
e-mail: intactconstructions@gmail.com
Mob. +91- 7738340717, 9819780273

اور اسلام کے متعلق انتہائی غلیظ زبان استعمال کرتا تھا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بالآخر اسے تنبیہ کی کہ اگر وہ باز نہ آیا تو اللہ تعالیٰ کے غضب کا مورد بنے گا اور ایک مقررہ میعاد کے اندر اس کی موت واقع ہوجائے گی۔ حضرت محمود خان صاحبؓ نے سید محمد شاہ صاحب سے کہا کہ یہ بڑی مشہور پیشگوئی ہے۔ اگر یہ پیشگوئی سچی ثابت ہوئی تو میں حضرت مرزا صاحب کی بیعت کرلوں گا۔

حضرت محمود خان صاحبؓ کہتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پیشگوئی بعینہٖ پوری ہوئی اور اس طرح انہوں نے فوراً بیعت کرلی۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: اسی طرح ایک اَور واقعہ ہے۔ حضرت قائم دین صاحب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے خواب میں دیکھا کہ وہ مسجد میں نماز پڑھ کر فارغ ہوئے تو کچھ لوگ ان کے پاس آئے اور کہنے لگے کہ ایک آفت آئی ہے جس سے دنیا تباہ ہوجائے گی۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ اس خواب میں ان کو بھی یہ خیال پیدا ہوا کہ اس آفت کے ذریعہ ہر شخص اور ہر چیز تباہ ہوجائے گی۔ انہوں نے دیکھا کہ ایک گہرے سیاہ رنگ کی لکڑی ہے اور انہوں نے لوگوں سے کہا کہ یہ وہ لکڑی ہے جو ہم سب کو تباہ کردے گی۔ ہمیں چاہئے کہ کم از کم اس وقت تو اللہ تعالیٰ کو یاد کریں۔ پھر وہ لکڑی ایک بہت بڑے کیڑے کی شکل میں ظاہر ہوئی اور اس لکڑی کے ایک حصہ نے ان کی انگلی کو بھی پکڑ لیا۔ انہیں محسوس ہوا کہ اب میں بھی تباہ ہوجاؤں گا۔

حضرت قائم دین صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ مَیں نے اس کیڑے سے پوچھا کہ کیا تمہیں خدا تعالیٰ نے بھیجا ہے؟ اس نے جواب دیا کہ ہاں۔ پھر مَیں نے پوچھا کہ کیا مرزا صاحب سچے ہیں؟ تو اس کیڑے نے کہا: ہاں! اگر تم نے ان کو نہ مانا تو یقیناً ہم تمہیں تباہ کردیں گے کیونکہ وہ سچے ہیں۔ اور اس کیڑے نے تین مرتبہ کہا کہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سچے ہیں۔ اور اس کے بعد ان کی آنکھ کھل گئی۔ انہوں نے فوراً اپنی والدہ سے پوچھا کہ جمعہ کب ہے؟ ان کی والدہ نے جواب دیا کہ جمعہ پرسوں ہے۔ اس کے بعد آپ قادیان چلے گئے اور وہاں جمعہ کے روز آپ نے بیعت کرلی۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: یہ خواب طاعون کی طرف بھی اشارہ کرتی ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ میں ہندوستان میں ظاہر ہوئی۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی بیان فرمایا ہے کہ طاعون آپ علیہ السلام کے حق میں صداقت کا ایک نشان ہے۔ طاعون کی وبا کے پھیلنے سے بہت پہلے ہی حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے یہ اعلان فرمادیا تھا۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: پس یہ ان نوجوانوں کی مثالیں تھیں جو بے چین اور مضطرب تھے اور جو صداقت کی تلاش میں تھے اور ان کی اس طرف راہنمائی بھی کی گئی۔ جن واقعات کا تذکرہ میں نے آپ کے سامنے کیا ہے وہ پرانے ہیں۔ لوگ کہہ سکتے ہیں کہ ان مثالوں کا تعلق تو ماضی سے ہے نہ کہ آج کے دَور سے۔ اس لئے مَیں آپ کو ایسے واقعات بتاتا ہوں جن کا تعلق دَورِ حاضر سے ہے اور جو ثابت کرتے ہیں کہ ماضی کی طرح اب بھی اللہ تعالیٰ کی مسلسل تائید و نصرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ ہے۔ اور اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ جماعت احمدیہ دور دور تک پھیل جائے اور متقی لوگ اس جماعت میں شامل ہوجائیں۔

رشید جلالی صاحب ایک مراکشی ہیں اور سپین میں مقیم ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ مَیں اپنے بھائی کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا اور ہم ٹی وی پر کوئی مذہبی چینل تلاش کررہے تھے کہ اتفاقاً ہمیں ایم ٹی اے مل گیا۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ اس وقت ایم ٹی اے پر امام مہدی علیہ السلام کے ظہور کا ذکر ہورہا تھا۔ شروع میں تو میرا خیال تھا کہ چینل والوں کا تعلق شیعہ مسلک سے ہے لیکن پھر انٹرنیٹ پر تحقیق کرنے پر احمدیوں کا پتہ چلا۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ تحقیق کے دوران مَیں نے ایک مشہور غیر احمدی مولوی شیخ حسن کا دعویٰ پڑھا کہ ظہور امام مہدی صرف سعودی عرب میں ہی ہوگا۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ مجھے یہ بات بہت عجیب لگی کہ امام مہدی کے لئے ضروری ہے کہ وہ کسی خاص ملک میں ہی ظاہر ہو۔ مجھے لگا کہ امام مہدی جہاں بھی ظاہر ہو اس کی بیعت کرلینی چاہئے قطع نظر اس کے کہ وہ سعودی عرب میں یا کہیں اور ظاہر ہو۔ پھر میں نے انٹرنیٹ پر موجود ہانی طاہر صاحب جو ہمارے عربی ڈیسک میں کام کررہے ہیں ان کے پروگرام دیکھے اور مجھے یہ پروگرامز نہایت موزوں اور معقول لگے۔ ان پروگرامز کو دیکھنے کے بعد وفاتِ مسیح کے متعلق میرا عقیدہ مکمل طور پر تبدیل ہوگیا اور ختم نبوت کی حقیقت کا بھی علم ہوگیا جس کے مطابق اُمّتی نبی کا ظہور ممکن تھا۔ تب مجھے معلوم ہوا کہ حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام کی شکل میں ایسا نبی ظاہر بھی ہوچکا ہے جس کے تمام دعاوی حکمت پر مشتمل ہیں اور ہر قسم کی جعلسازی سے پاک ہیں۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ دنیا میں ایک فساد برپا ہے اور مَیں مغرب یعنی سپین میں رہ رہا ہوں لیکن اس کے باوجود اللہ تعالیٰ نے سچائی کی طرف میری رہنمائی کی۔

پھر نائیجیریا سے ہمارے ایک مبلغ سلسلہ لکھتے ہیں کہ وہ مقامی معلم کے ساتھ وہاں دور دراز واقع ایک چھوٹے سے گاؤں 'جاڈبوٗ' میں گئے۔ وہ لکھتے ہیں کہ جب ہم وہاں پہنچے تو گاؤں والوں نے اس بات کا قطعاً برا نہیں منایا کہ ہم انہیں تبلیغ کرنے کے لئے آئے ہیں۔ بلکہ پوچھنے لگے کہ یہ کیسے ثابت ہوسکتا ہے کہ جو بات ہم کہہ رہے ہیں وہ درست ہے اور امام مہدی واقعی ظہور پذیر ہوچکے ہیں؟ اس پر ہمارے مبلغ نے جواب دیا کہ مسیح موعود علیہ السلام خود فرماتے ہیں کہ اگر آپ خلوص دل کے ساتھ صحیح راہنمائی پانے کی دعا کریں تو اللہ تعالیٰ خود ہی سچائی کی طرف آپ کی رہنمائی کردے گا۔ اس کے بعد ہمارے مبلغ اور معلم صاحب اس گاؤں سے واپس چلے گئے۔ دو ماہ کے بعد اس گاؤں کے دو اکابرین جماعت کے مشن ہاؤس میں آئے اور جہاں وہ بیٹھے ہوئے تھے وہاں انہوں نے جماعت کا ایک کیلنڈر دیکھا اور کیلنڈر پر لوائے احمدیت کی تصویر تھی۔ ان مہمانوں نے فوراً پوچھا کہ یہ کیا ہے؟ اس پر انہیں بتایا گیا کہ یہ ہماری جماعت کا جھنڈا ہے۔ اس کے بعد ان میں سے ایک مہمان نے بتایا کہ انہوں نے خواب میں دیکھا تھا کہ وہ یہی جھنڈا اٹھائے ہوئے ہیں۔ وہ کہنے لگے کہ اب ہمیں علم ہوگیا ہے کہ ہمارا خواب سچا ہے اور اس کا مطلب ہے کہ جماعت احمدیہ مسلمہ بھی ایک سچی جماعت ہے اور امام مہدی علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام کی شکل میں مبعوث فرمادیا ہے۔ انہوں نے بخوشی اس بات کا اعلان کیا کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی دعاؤں کو سن لیا ہے اور فوراً اپنے گاؤں لوٹے اور دوسرے گاؤں والوں کو بتایا کہ کس طرح اللہ تعالیٰ نے ان کی احمدیت کی سچائی کی طرف رہنمائی کی ہے۔ یہ سن کر گاؤں کے 200 سے زائد افراد نے بھی فوراً جماعت میں شمولیت اختیار کرلی۔

پس ہم دیکھ سکتے ہیں کہ کس طرح اللہ تعالیٰ خود ہی دنیا کے دُور دراز علاقوں میں رہنے والوں کی بھی رہنمائی کررہا ہے۔ سچ تو یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ صرف ان کی رہنمائی فرماتا ہے جو سعید فطرت ہیں، جو متقی ہیں اور صداقت کی تلاش میں ہیں قطع نظر اس کے کہ وہ دنیا میں کس جگہ رہتے ہیں۔ پس جب ہم اس بارے میں غور کریں تو ہماری توجہ استغفار اور بخشش طلب کرنے کی طرف مبذول ہونی چاہئے۔ ہمیں خلوصِ دل کے ساتھ دعائیں کرنی چاہئیں کہ اللہ تعالیٰ دنیا کے اِس حصہ میں رہنے والوں کی بھی سچائی کی طرف رہنمائی کرے۔

پھر مصر سے ایک دوست نے اپنا خواب بیان کیا جو انہوں نے احمدی ہونے سے پانچ سال قبل دیکھا تھا۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ مَیں نے خواب میں دیکھا کہ میں حج اور عمرہ کے لئے گیا ہوں لیکن خانہ کعبہ جس علاقے میں واقع ہے وہاں ہر طرف ظلمت ہی ظلمت ہے اور خانۂ کعبہ بھی گرد و غبار میں لپٹا ہوا ہے۔ میں نے دیکھا کہ لوگ وہاں کعبہ کا طواف کررہے ہیں لیکن ان کا رخ غلط ہے۔ کعبہ ان کے بائیں طرف ہونے کے بجائے ان کے دائیں طرف تھا۔ خواب میں ہی میں نے سوچا کہ کیا میں ان طواف کرنے والوں میں شامل ہوجاؤں لیکن پھر فیصلہ کیا کہ مَیں کعبہ کو اپنی بائیں طرف رکھتے ہوئے صحیح طریق پر طواف کروں۔ میں نے درست طریق پر طواف کرنا شروع کیا ہی تھا کہ کسی نے مجھ روک لیا اور مجھ سے پوچھا کہ میں غلط طریق پر طواف کیوں کررہا ہوں؟ مَیں نے اس شخص کو تحدّی سے جواب دیا کہ مَیں طواف ٹھیک کررہا ہوں جبکہ باقی لوگ غلط کررہے ہیں۔ اس پر اس شخص نے مجھے کہا کہ بڑی عجیب بات ہے کہ تمہارے خیال میں باقی سب غلط ہیں اور صرف تم ہی ٹھیک ہو۔ میں نے جواب دیا کہ ہاں صرف میں ٹھیک ہوں اور آپ سب غلط ہیں۔

یہ دوست بیان کرتے ہیں کہ خواب میں ہی لوگوں کی ایک بڑی تعداد نے میرے خلاف شور و غل برپا کردیا اور مجھے گھیر لیا اور خانہ کعبہ کی حدود سے پھینک باہر کیا۔ مَیں نے سوچا کہ میں کسی دینی عالم کے پاس جاؤں اور اس واقعہ کے متعلق پوچھوں۔ لیکن جب میں مولویوں اور مسلمان علماء کے گروہ کے پاس گیا تو دیکھا کہ یہ علماء بڑی خوبصورت کرسیوں اور صوفوں پر براجمان ہیں اور بڑی بڑی دنیاوی نعمتیں اور آسائشیں ان کے سامنے پڑی ہوئی ہیں۔ مجھے خیال گزرا کہ انہیں عبادت سے کوئی سروکار نہیں، ان کو تو صرف دنیاوی چیزوں سے مطلب ہے۔ یہ دیکھ کر مَیں سخت مغموم ہوگیا کہ اگر علماء دنیا میں پڑ جائیں گے تو پھر ایک عام آدمی سے کیا امید رکھی جاسکتی ہے کہ وہ خدا تعالیٰ کے راستہ پر چلے۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ اُس وقت تو اِس خواب کی مجھے سمجھ نہیں آئی لیکن جب میں احمدی ہوا تو اس خواب کا مطلب مجھ پر واضح ہوگیا کہ آج حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور آپ کی جماعت ہی سچی ہے۔ اور صرف آپ علیہ السلام کی اتباع سے ہی انسان اس زمانے میں راہ راست پر آسکتا ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: آپ سب جو میرے سامنے اس وقت بیٹھے ہوئے ہیں انہیں یہ واقعہ سن کر احساس ہونا چاہئے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیعت کی توفیق پانا آپ اور آپ کے والدین کے لئے کتنی بڑی خوش قسمتی ہے۔ لیکن احمدیت کے اس راستے پر مضبوطی کے ساتھ گامزن رہنے کے لئے آپ کو اللہ تعالیٰ کے ہر حکم کی پیروی کرنے کے لئے اور اپنے ہر عمل کو درست کرنے کے لئے عظیم کوششیں کرنا ہوں گی اور ہر قربانی کے لئے تیار رہنا ہوگا۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: مَیں اب آپ کے سامنے ایک اور واقعہ بیان کرتا ہوں جس سے آپ پر پھر واضح ہوگا کہ کس طرح اللہ تعالیٰ نیک بندوں کی رہنمائی فرماتا ہے قطع نظر اس کے کہ ان کا مذہب کیا ہے اور وہ کس علاقہ سے ہیں۔

لائبیریا سے ہمارے مبلغ نے بیان کیا کہ ایک دوست ابوبکر صاحب نے احمدیت قبول کی مگر ان کی اہلیہ اور بچے اپنے مذہب عیسائیت یا پھر افریقہ کے جو بھی روایتی مذاہب تھے ان پر قائم رہے۔ اُس وقت ابوبکر صاحب کی ایک بیٹی نے خواب میں دیکھا کہ بہت سارے احمدی ہیں جو سفید لباس میں ملبوس ہیں اور اس کو کہہ رہے ہیں کہ وہ نماز پڑھے۔ اس لڑکی نے جواب دیا

کلام الامام

سیدنا حضرت اقدس مرزا غلام احمد صاحب قادیانی مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

''اللہ کا لفظ اسی ہستی پر بولا جاتا ہے جس میں کوئی نقص ہو ہی نہیں۔''

(ملفوظات جلد سوم صفحہ ۴۸)

منجانب: امیر جماعت احمدیہ بنگلور، کرناٹک

کہ اس کے پاس نماز پڑھنے کے لئے مناسب لباس نہیں ہے۔ اور اسی لمحہ اس نے اذان کی آواز سنی اور باہر کی طرف دوڑی تاکہ معلوم کر سکے کہ یہ آواز کہاں سے آ رہی ہے۔ اُس نے دیکھا کہ ہر شخص ایک ہی سمت بھاگ رہا ہے اور وہ بھی اسی طرف بھاگنے لگ گئی۔ پھر اس نے خواب میں ہی ہوا میں تیرتی ہوئی ایک چیز دیکھی جو انسانی چہرے سے مشابہ تھی اور اذان کی آواز بھی اس کے منہ سے آ رہی تھی۔ اسی لمحے وہ لڑکی جاگ گئی۔ اگلے روز وہ اپنی والدہ کے پاس گئی اور اس سے کہا کہ وہ احمدی ہونے جا رہی ہے۔ اس پر اس کی ماں نے کہا کہ تمہارے خاندان والے اور دوسرے عزیز و اقارب کیا کہیں گے؟ لیکن اس لڑکی نے بڑے عزم کے ساتھ جواب دیا کہ اللہ تعالیٰ نے میری رہنمائی کر دی ہے اور اب مجھے کوئی نہیں روک سکتا۔ چنانچہ اس نے احمدیہ مشن ہاؤس آ کر بیعت کر لی اور اب اپنے خاوند کو بھی تبلیغ کر رہی ہے۔

اسی طرح اردن میں ایک احمدی دوست 'احمد صاحب' اپنی بیعت کا واقعہ بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ میں مسلسل اس کوشش میں تھا کہ حقیقی اسلام کو جانوں اور سچائی کو تلاش کروں۔ ہر طرف اسلام کے متعدد فرقے نظر آتے تھے اور ہر فرقہ کے عقائد غیر واضح اور مبہم تھے۔ لیکن میں نے مختلف کتب کا مطالعہ جاری رکھا اور مختلف ٹی وی چینلز دیکھتا رہا۔ 2011ء کے اوائل میں اتفاقاً میں نے ایم ٹی اے تھری پر عربی پروگرام 'الحوار المباشر' دیکھا جس میں 'جنّ' کے موضوع پر بات ہو رہی تھی۔ 'جنّ' کا مضمون مسلمانوں کے لئے اور خاص طور پر عرب مسلمانوں کے لئے بہت دلچسپی کا باعث ہے۔ مجھے لگتا تھا کہ عرب مسلمان کی حقیقت کو سمجھ نہیں پائے۔ اور جب میں نے 'الحوار المباشر' دیکھا تو پہلی مرتبہ محسوس ہوا کہ مجھے اس مضمون کی سمجھ آئی اور احمدی مسلمانوں کے جنّ کے بارے میں عقائد اُن عقائد سے مختلف تھے جو مَیں نے پہلے سن رکھے تھے۔ اس واقعہ کے بعد میں نے جماعت احمدیہ کے متعلق تحقیق شروع کر دی۔ مَیں نے مخالفینِ جماعت کے نظریات بھی پڑھے تاکہ میری تحقیق انصاف پر مبنی اور غیر جانبدار ہو۔ تحقیق کے ساتھ ساتھ میں نے کثرت کے ساتھ دعا بھی کی کہ اللہ تعالیٰ میری رہنمائی فرما دے۔ اس کے بعد ایک رات مَیں نے خواب میں دیکھا کہ میرے سامنے ایک شخص کھڑا ہے اور اس کے قدموں کے نیچے سرخ رنگ کی زمین یا مٹی ہے۔ میں نے دیکھا کہ پاس ہی اور بھی کئی لوگ کھڑے تھے جو اس شخص کی تضحیک کر رہے تھے۔ وہ شخص زمین میں کچھ بو رہا ہے۔ میں اُس شخص کے پاس گیا۔ جب میں اس کے پاس پہنچا تو اس شخص نے اپنا سر اٹھایا اور میں نے دیکھا کہ یہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے عربی میں فرمایا کہ 'میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں صادق ہوں، مَیں کاذب نہیں۔' پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مجھے اپنا ہاتھ آگے بڑھانے کو کہا۔ جب میں نے اپنا ہاتھ بڑھایا تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے وہی بیج میرے ہاتھ پر رکھ دیئے اور وہ بیج فوراً ہی بڑھنے لگے یہاں تک کہ میرے ہاتھ پر سبز شاخیں نظر آنے لگ گئیں۔ میں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے پوچھا کہ یہ کیسے بیج ہیں جو اس قدر تیزی سے پھل پھول رہے ہیں؟ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ یہ برکتوں والے بیج ہیں جو ہمیشہ پھلتے پھولتے رہیں گے۔ اس کے بعد حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے دوبارہ وہی کلمات دہرائے کہ ''خدا کی قسم! میں صادق ہوں، میں کاذب نہیں ہوں۔'' یہ دوست بیان کرتے ہیں کہ اگلے روز جب میں نے ٹی وی لگایا تو ایم ٹی اے پر ایک قصیدہ پڑھا جا رہا تھا اور جو شعر اس وقت پڑھا جا رہا تھا اُس میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا تھا کہ 'خدا کی قسم! میں صادق ہوں۔ میں کاذب نہیں ہوں۔' جب میں نے یہ دیکھا تو مجھے یقین ہو گیا کہ میری خواب سچی ہے۔ چنانچہ میں نے فوری طور پر احمدیت قبول کر لی۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: پس ہم دیکھ سکتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کس طرح دنیا کے ہر خطہ میں لوگوں کی رہنمائی فرماتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے نہ صرف حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مبعوث فرمایا بلکہ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو خاص علم و بصیرت سے بھی نوازا اور یقیناً حقیقی بصیرت ہی ہدایت کا موجب ہوتی ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: تیونس سے ایک خاتون 'حیات صاحبہ' لکھتی ہیں کہ مجھے ہمیشہ مذہب میں دلچسپی رہی تھی اور میں نے کئی صوفیوں کی اور مذہبی علماء کی کتب پڑھی تھیں۔ لیکن مجھے لگا کہ ان کتابوں کو پڑھنے کے باوجود بھی میرے اندر کسی قسم کی روحانی تبدیلی پیدا نہیں ہو رہی۔ لکھتی ہیں کہ مَیں نے چار سال تک صوفیوں کے ایک گروہ میں بھی شمولیت اختیار کی لیکن میرے اندر کسی قسم کی کوئی تبدیلی پیدا نہیں ہوئی۔ اس کے بعد ایم ٹی اے کے ذریعہ میرا جماعت سے تعارف ہوا۔ میں نے جماعت کے بارے میں تحقیق شروع کر دی اور انٹرنیٹ پر موجود حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتب کا مطالعہ کرنا شروع کر دیا۔ جوں جوں مَیں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتابیں پڑھنا شروع کیں تو مَیں نے محسوس کیا کہ میرے اندر ایک روحانی تبدیلی پیدا ہونا شروع ہو گئی ہے۔ میرے پاس حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیعت کرنے کے سوا کوئی چارہ نہ رہا۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب کے بارے میں مَیں آپ کو ایک واقعہ سناتا ہوں۔ مصطفی ثابت صاحب نے بیان کیا کہ ان کے ایک کزن 'احمد حلمی' صاحب جن کا تعلق مصر سے تھا وہ ایک مرتبہ نوجوانی کی عمر میں اپنے ایک دوست 'محمود زینی' صاحب کے گھر گئے جہاں میز پر انہوں نے 'اسلامی اصول کی فلاسفی' کا ایک نسخہ دیکھا۔ کہتے ہیں کہ اس کتاب پر ایک طائرانہ نظر ڈالنے سے ہی انہیں محسوس ہوا کہ یہ کتاب ان کے دل کو چُھو گئی ہے۔ اس پر وہ اپنے دوست سے اجازت لے کر اس کتاب کو گھر لے آئے۔ اور بڑی توجہ کے ساتھ اس کتاب کا مطالعہ شروع کر دیا اور اس کتاب کو اس وقت تک نہ چھوڑا جب تک کہ انہوں نے اس کا آخری لفظ نہ پڑھ لیا۔ احمد حلمی صاحب بیان کرتے ہیں کہ وہ اس کتاب کو پڑھ کر پوری طرح قائل ہو گئے اور فوراً حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں بیعت کا خط لکھ دیا۔

پس یہ وہ سعید فطرت لوگ ہیں جن کی خدا تعالیٰ رہنمائی فرماتا ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: یہ واقعات جو مَیں نے ابھی سنائے ہیں یہ صرف محظوظ ہونے کے لئے نہیں ہیں بلکہ یہ ہماری حالتوں کو بدلنے کا محرّک بننے چاہئیں۔ یہ واقعات اللہ تعالیٰ کے ساتھ تعلق قائم کرنے کا باعث ہونے چاہئیں تاکہ ہم حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خواہش کے مطابق وہ معیار حاصل کرنے والے بن سکیں جن کی آپ علیہ السلام کو ہم سے توقع تھی۔ ہمیں ان تمام مقاصد کے حصول کی کوشش کرنی چاہئے جن کے لئے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مبعوث فرمایا گیا۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: احمدیت کی سچائی میں ذرہ بھر بھی شک نہیں ہے۔ میں نے تو چند ایک واقعات آپ کے سامنے رکھے ہیں جبکہ ایسے واقعات بے شمار ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی نصرت ہماری جماعت کے ساتھ ہے۔ پس ہم جو اپنے آپ کو احمدی مسلمان کہتے ہیں ہمیں اپنی ذمہ داریوں کو بھی سمجھنا چاہئے اور ہم ایسا تبھی کر سکتے ہیں جب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتابوں کا سنجیدگی کے ساتھ مطالعہ کریں گے اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی توقعات پر پورا اترنے کی کوشش کریں گے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ایک مثال بیان فرماتے ہوئے فرمایا کہ اگر کسی شخص کا مقصود اپنی طاقت اور کامیابی کو ثابت کرنا ہے تو وہ مناسب ہتھیار اور سامان جنگ سے اپنے آپ کو لیس کرتا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ اپنی دنیاوی طاقت اور مقام کو قائم کرنے کے لئے اہل یورپ نے بڑے عجیب و غریب ہتھیار تیار کئے ہیں۔ اس لئے اگر مسلمان رہنما اور بادشاہ دنیوی کامیابی اور طاقت چاہتے ہیں تو انہیں اپنی نظر یورپ کی طرف رکھنی ہوگی۔ لیکن آپ نے فرمایا کہ ایک احمدی کا ہتھیار کوئی دنیوی اسلحہ نہیں بلکہ ایک احمدی کو تو روحانی ہتھیاروں کی ضرورت ہے اور دعاؤں کی حاجت ہے جو انہیں روحانی مقاصد کے حصول میں مدد دیتی ہے۔ آپ نے فرمایا کہ ہمارا مدّعا اسلام کی عظمت کو دنیا پر ظاہر کرنا ہے اور جماعت احمدیہ کی سچائی کو دُور دراز علاقوں میں قائم کرنا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ اس کے لئے کسی دنیوی شئے کی ضرورت نہیں بلکہ اس کے لئے صرف روحانی ہتھیار درکار ہے۔ آپ نے فرمایا کہ ایسا روحانی سامان اللہ تعالیٰ سے قریبی تعلق قائم کر کے ہی تیار کیا جا سکتا ہے اور یہ ہتھیار قرآن کریم کا مطالعہ کرنے اور اس کے مطالب کو سمجھنے کی جستجو میں مضمر ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: یاد رکھیں! قرآن کریم کی بصیرت حاصل کرنے اور اس کو مکمل طور پر سمجھنے کے لئے ضروری ہے کہ آپ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتب کا مطالعہ کریں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک مجلس میں فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس لئے مبعوث فرمایا کہ لوگ خدا تعالیٰ پر ایمان لائیں اور ایک نئی روح سے ایمان میں تقویت حاصل کریں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: اس لئے ہم سب کو خواہ چھوٹے ہوں یا بڑے اس طرف توجہ کرنی ہوگی۔ ہمیں اپنے ایمانوں کو تقویت دینا ہوگی اور اللہ تعالیٰ کی ذات پر یقین کامل پیدا کرنا ہوگا۔ اس کے لئے اللہ تعالیٰ نے ہمیں سکھایا ہے کہ ہم اس کا قرب حاصل کرنے کے لئے اس سے دعائیں کریں اور پنج وقتہ نمازوں کا التزام کریں۔

مَیں نے آپ کے سامنے نوجوان لوگوں کی مثالیں ہی رکھی ہیں جو نہایت کم عمر میں بھی سچائی کے متلاشی تھے۔ وہ اپنے ایمانوں کو مضبوط کرنے کی خاطر کامل اخلاص کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے حضور جھک گئے۔ یہ سب لوگ آپ لوگوں کی عمر کے ہی تھے اور ان کے پاس کوئی خاص روحانی طاقت بھی نہ تھی۔ بلکہ حقیقت تو یہ ہے کہ وہ جس ماحول میں پروان چڑھ رہے تھے وہ کوئی مثبت ماحول نہ تھا لیکن چونکہ ان کی فطرت نیک تھی اور خدا کا قرب حاصل کرنا چاہتے تھے اس لئے اللہ تعالیٰ

وفات پر صبر کا اجر

حضرت ابوطلحہ اور ان کی بیوی نے ایک بیٹے کی وفات پر غیر معمولی صبر کیا تو رسول اللہ ﷺ نے دعا کی کہ اللہ تعالیٰ یہ رات تمہارے لئے مبارک کرے۔ سفیان کہتے ہیں کہ مَیں نے ان کے نو بیٹے دیکھے سب کے سب قرآن کے قاری تھے۔

(صحیح بخاری کتاب الجنائز باب من لم یظہر حزنہ عند المصیبۃ حدیث نمبر 1218)

طالب دُعا: برہان الدین چراغ ولد چراغ الدین صاحب، ننگل باغبان۔ قادیان

M/S NAIEM GARMENTS
QILLA BAZAR, POONCH. (J&K)
Deals in : Ladies Suits,
Gents Wear &Baby Suits etc.
Prop. MOHAMMAD SHER
Mob.09596748256, 9086224927

نے ان کی راہنمائی کی اوران پر فضل نازل فرمایا۔

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: پس ایمان کے معاملہ میں عمر کی کوئی حد مقرر نہیں ہے۔ جب ایک شخص احمدیت کو قبول کر لیتا ہے تو پھر اس کا فرض بن جاتا ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ ایک قریبی تعلق پیدا کرے۔ جب یہ تعلق قائم ہوجائے گا تب ہی ہماری جماعت ان مقاصد کو حاصل کرنے والی ہوگی جن کے لئے جماعت کا قیام عمل میں آیا۔ اگر ہم ان مقاصد کو حاصل نہیں کر رہے تو پھر ہمارے اوپر جو مظالم ہورہے ہیں ان کو برداشت کرنے کا کوئی جواز نہیں رہتا۔ دنیاوی اعتبار سے دیکھا جائے تو ہم پہلے ہی اپنے آپ کو نقصان پہنچا رہے ہیں۔ اور اگر ہم اُن باتوں پر بھی عمل نہ کریں جن پر عمل کرنے کا خدا تعالیٰ کے فرستادہ نے ہمیں حکم دیا ہے تو دینی اعتبار سے بھی ہمارے پاس کچھ نہیں رہے گا۔ ہمیں اس طرف نہایت سنجیدگی سے توجہ دینی ہوگی اور اگر ہم نے توجہ نہ دی تو خدا تعالیٰ کے غضب کو پانے والے بن جائیں گے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ہمیں تعلیم دی ہے کہ جس مقصد کے لئے اس جماعت کو قائم کیا گیا ہے وہ اس سچائی کے ثبوت کے لئے ہے کہ اسلام ایک زندہ مذہب ہے۔ اگر ہم میں سے ہر ایک اس بات کو نہ سمجھ سکے اور اس کے بجائے دنیاوی خواہشات کی پیروی کرے اور مذہب کو کم اہمیت دے تو پھر ہم بطور احمدی مسلمان ہونے کے اپنے فرائض ادا کرنے والے نہیں ہوں گے۔ پس ہر احمدی کو اللہ تعالیٰ کے ساتھ ذاتی تعلق قائم کرنے کے لئے کوشش کرنی چاہئے اور دعاؤں کی طرف توجہ دینی چاہئے۔ انہیں قرآن کریم کی روشنی میں ہر برائی سے بچتے ہوئے اور ہر نیکی کو اختیار کرتے ہوئے اپنی زندگیاں گزارنی چاہئیں۔ ہر احمدی کو اپنی نماز میں باقاعدہ ہونا چاہئے اور اس سچائی کو دنیا کے کناروں تک پہنچانے کی کوشش کرنی چاہئے۔

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: آپ کا کردار اتنا اچھا ہونا چاہئے کہ ساری دنیا کے لئے نمونہ ہو تاکہ جب غیر احمدی ہمیں دیکھیں تو گواہی دیں کہ جماعت احمدیہ مسلمہ کے افراد واقعی دوسروں سے ممتاز ہیں۔ آپ اعلیٰ مثالیں قائم کرتے ہوئے اپنے اچھے کردار کے ذریعہ دراصل خاموش تبلیغ کر رہے ہوں گے اور آپ وہ مقاصد حاصل کرنے والے بن رہے ہوں گے جن کے لئے جماعت کا قیام عمل میں آیا۔ دوسروں کی طرف دیکھنے کے بجائے اپنا محاسبہ کریں اور اپنے رویّوں پر غور کریں۔ آپ لوگوں نے دھوکہ دہی اور منافقت سے پاک ہوکر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی آمد کے حقیقی مقصد کو پورا کرنا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ یہ زمانہ فساد کا زمانہ ہے کہ جب شیطانی قوتیں ہر طرف سے حملہ آور ہیں اس لئے لوگ مذہب سے دُور جا رہے ہیں۔ آپ فرماتے ہیں کہ اسلام کے خلاف بہت کچھ کہا جا چکا ہے اور مسلمانوں کا رویّہ اسلام کی حقیقی تعلیمات کی پیروی میں نہیں ہے۔ اس لئے اس کے بدلے میں اللہ تعالیٰ نے یہ فیصلہ فرمایا ہے کہ اس تمام گندگی اور دھول کو دور کر کے ایک نئے فرقے کا اس زمانے میں آغاز فرمائے۔ اور یہ اسی الٰہی سلسلے کا کام ہے جو احمدیہ مسلم جماعت ہے کہ اسلام کی حقیقی تصویر دنیا کے سامنے پیش کرے اور دنیا کو بتائے کہ اسلام حقیقت میں کیا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ دین کے دو حصے ہیں۔ ایک کا تعلق اعمال سے ہے اور دوسرے کا عقائد سے۔ آپ نے فرمایا کہ اس دَور میں مسلمان دونوں اعتبار سے اسلام کی بدنامی کا باعث بن رہے ہیں۔ نہ تو مسلمانوں کا عمل ایسا ہے جیسا ہونا چاہئے اور نہ ہی ان کے عقائد اسلام کی حقیقی تعلیمات پر مبنی ہیں۔ حق تو یہ ہے کہ اسلام ہر آلودگی سے پاک مذہب ہے اور ہر اعتبار سے اسلام میں فتوحات پانے کی اور ہر دوسری چیز پر اپنی فوقیت کو ثابت کرنے کی صلاحیت ہے۔ لیکن دوسرے مسلمان جو ہتھیار اور حربے بروئے کار لاتے ہیں وہ کبھی اسلام کی فتح کا باعث نہیں بن سکتے۔

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: پس آج حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قائم کردہ جماعت ہی دنیا کے سامنے حقیقی اسلام کو پیش کرسکتی ہے۔ لیکن یہ اس وقت تک ممکن نہیں جب تک کہ ہم میں سے ہر شخص مرد و زن، بچہ اور بوڑھا اپنی زندگیوں کو اسلام کی خوبصورت تعلیمات سے آراستہ نہ کرلے۔ یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے کہ دنیا کے بہت سے خطوں میں اب غیر احمدی بھی اس بات کو تسلیم کرتے ہیں اور کھلے عام اس کا اظہار کرتے ہیں کہ جماعت احمدیہ دوسرے مسلمان فرقوں سے جدا ہے۔

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: مَیں وقتاً فوقتاً کہتا رہتا ہوں اور دو دن پہلے بھی خطبہ جمعہ میں اپنے جرمنی کے دورہ کے حوالہ سے بعض غیر احمدی مہمانوں کے تأثرات کا ذکر کیا تھا۔ انہوں نے گواہی دی کہ جماعت احمدیہ اور اس کے افراد کو دیکھ کر انہیں احساس ہوا ہے کہ اسلام کو میڈیا میں غلط طور پر پیش کیا جا رہا ہے اور درحقیقت اسلام تو ایک پُرامن مذہب ہے۔ لیکن چند ایک لوگوں پر اپنا اچھا اثر چھوڑ دینا یا صرف چند ایک احمدیوں کا اچھے اخلاق سے پیش آجانا کافی نہیں۔ بلکہ چاہئے کہ ہر ایک احمدی عملی لحاظ سے بھی اور اپنے عقیدہ کے لحاظ سے بھی اسلام کی خوبصورت تعلیمات کا مظہر ہو۔ یہ اس وقت تک ممکن نہیں ہوسکتا جب تک ہر احمدی اس کے لئے کوشش نہ کرے۔

جب اخلاص کے ساتھ یہ کوشش کی جائے گی تو آپ اپنے اندر ایک مثبت روحانی تبدیلی اور مثبت اثر محسوس کریں گے اور آپ کے لئے تبلیغ کی راہیں کھلیں گی اور اسلام کی فتح کا وقت قریب آجائے گا۔ اس لئے ہر احمدی کو چاہئے کہ وہ حقیقی احمدی مسلمان بننے کی کوشش کرے اور اس مقصد کو حاصل کرنے والا ہو جس کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام مبعوث ہوئے۔ اللہ کرے ہم سب ایسا کرنے والے ہوں۔

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: یقیناً ان کوششوں کے سلسلہ میں مجلس خدام الاحمدیہ پر بھاری ذمہ داریاں ہیں۔ اس لئے آپ کو آپ کے کندھوں پر ڈالی گئی ذمہ داریوں کو سمجھنا ہوگا اور ان مقاصد کو حاصل کرنے کی کوشش کرنی ہوگی کہ جن کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مبعوث فرمایا گیا تا کہ دنیا کو اسلام کی حقیقی تعلیمات دکھا سکیں۔ اللہ تعالیٰ کرے کہ آپ سب اپنی ذمہ داریوں کو ادا کرنے والے ہوں۔

اس کے بعد حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اسائلم سیکرز سے مخاطب ہوکر اردو زبان میں فرمایا:

بعض جو نئے اسائلم سیکرز آئے ہوئے ہیں ان کو بھی مَیں کچھ کہنا چاہتا ہوں۔ آپ لوگ یہاں آئے ہیں تو یہاں آکر اپنی ذمہ داریوں کو سمجھیں۔ جماعت کی خاطر لوگ جو تکلیفیں وہاں برداشت کر رہے ہیں ان کی وجہ سے آپ اپنے ملک سے نکلے اور اس ملک میں آئے، اور اس ملک میں اکثر لوگوں کے کیس پاس ہوئے، یہاں آپ کو پناہ ملی۔ تو آپ نے جماعت کی وجہ سے جو مقام یہاں حاصل کیا یا جو پناہ آپ نے حاصل کی اس کو ایک ذمہ داری سمجھیں۔ کیونکہ اب آپ ایک جماعت کی نمائندگی کر رہے ہیں۔ پہلے آپ کو کوئی جانتا تھا یا نہیں جانتا تھا لیکن یہاں آپ کو لوگ اس لئے جانتے ہیں کہ آپ جماعت احمدیہ کے ممبر ہیں۔ اس لئے تمام اسائلم سیکرز اس بات کو سمجھیں۔ یہاں کی رنگینیوں میں نہ پڑ جائیں۔ اللہ تعالیٰ کو یاد رکھیں۔ اپنی نمازوں کی حفاظت کریں۔ قرآن کریم کی طرف توجہ دیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نام کو بلند کرنے کی کوشش کریں۔ اسلام کے نام کو بلند کرنے کی کوشش کریں اور اُس مشن کا حصہ بن جائیں جس کو مکمل کرنے کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے بھیجا تھا۔ اسی سے آپ کی بقا ہوگی اور اسی سے انشاء اللہ تعالیٰ آپ کی آئندہ نسلوں کی بقا ہوگی۔ اللہ تعالیٰ آپ سب کو بھی اس کی توفیق عطا فرمائے۔

❀ ❀ ❀

آپ کے خطوط:

مکرم ایڈیٹر صاحب اخبار بدر
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

امید ہے آپ بفضلہٖ تعالیٰ خیریت سے ہوں گے۔ بدر قادیان کا ''عشق رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نمبر'' ماشاء اللہ اچھا، دلکش اور خوبصورت نمبر ہے۔ اس میں نہایت عمدہ اور دل کو موہ لینے والے مضامین شائع ہوئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو حضرت مصلح موعودؓ کی خواہشات کے مطابق چھوٹا محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم بننے کی توفیق بخشے۔ (آمین)

اللہ تعالیٰ اس کی تیاری میں مدد کرنے والے ہر شخص کو اپنی خاص جزائے خیر سے نوازے اور آپ سب کا حامی و ناصر ہو۔ (آمین) (سلطان نصیر احمد۔ مربی سلسلہ، نظارت اصلاح وارشاد مرکزیہ۔ ربوہ)

گھانا میں کسی بھی قسم کی خدمت سرانجام دینے والے احباب توجہ فرمائیں

گھانا میں اسلام احمدیت کا آغاز 1921ء میں ہوا تھا اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے گھانا میں اسلام احمدیت کو قائم ہوئے 2021 میں ایک سو سال پورے ہوجائیں گے۔ انشاء اللہ۔ لہٰذا جماعت احمدیہ گھانا نے مرکز کی منظوری سے صد سالہ جشن تشکر منانے کیلئے تیاری شروع کردی ہے۔ اسی ضمن میں جماعت احمدیہ گھانا اپنی سو سالہ تاریخ بھی مرتب کر رہی ہے۔

احمدیت کے آغاز سے لیکر اب تک سلسلہ کے مبلغین کرام، ڈاکٹرز صاحبان، اساتذہ کرام اور دوسرے شعبہ جات سے تعلق رکھنے والے بہت سارے احباب جماعت کو وقتاً فوقتاً گھانا میں خدمت کی توفیق عطا ہوئی ہے۔ اس لئے ایسے تمام احباب کی خدمت میں گزارش ہے کہ آپ اپنا مکمل تعارف (بمع پاسپورٹ سائز فوٹو) اور آپ کے گھانا میں عرصہ خدمت کے دوران کوئی ایسی معلومات یا آپ کے اپنے تجربات وغیرہ جو آپ سمجھتے ہیں کہ جماعت احمدیہ گھانا کی تاریخ کا حصہ بننے چاہئیں ہمیں ارسال فرما کر ممنون فرمائیں۔ نیز آپ کے عرصہ خدمت کے دوران اگر کوئی اہم تصاویر وغیرہ آپ کے پاس ہوں تو وہ بھی ہمیں سکین کر کے بذریعہ ای میل ارسال فرما کر ممنون فرمائیں۔ نیز ایسے بزرگان کرام جنہیں گھانا میں نمایاں خدمت کی توفیق عطا ہوئی اور وہ آج ہم میں موجود نہیں ہیں ان کے بچوں اور دیگر عزیزان کی خدمت میں مؤدبانہ التماس ہے کہ اگر ان کے پاس اپنے بزرگوں کے بارہ میں گھانا سے متعلقہ کسی بھی قسم کی معلومات ہوں تو ہمیں ارسال فرما کر ممنون فرمائیں۔

مکرم حمید اللہ ظفر صاحب پرنسپل جامعۃ المبشرین گھانا کو چیئرمین کمیٹی برائے تدوین تاریخ احمدیت گھانا مقرر کیا گیا ہے۔ تمام احباب کی خدمت میں درخواست ہے کہ تاریخی مواد وغیرہ بھجوانے کے سلسلہ میں یا کسی بھی قسم کی معلومات کے حصول کیلئے مندرجہ ذیل پتہ پر چیئرمین کمیٹی سے رابطہ فرما سکتے ہیں۔

Postal Address:
Hameed Ullah Zaffar, P.o Box. 230, Mankessim, C/R Ghana
Tel: +233-242612793
e-mail: principal@jamiatulmubashireen.org, hameedzafar@yahoo.com

(الحاج مولوی محمد بن صالح۔ امیر و مشنری انچارج جماعت احمدیہ گھانا)

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نسخہ
سرمہ نور۔ کاجل۔ حبّ اٹھرہ (شادی کے بعد اولاد سے محروم کیلئے) زدجام عشق (اعصابی کمزوری وشوگر کیلئے) رابطہ کریں۔
ملنے کا پتہ: دُکان چوہدری بدرالدین عامل صاحب درویش مرحوم
احمدیہ چوک قادیان ضلع گورداسپور (پنجاب)
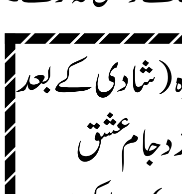
رابطہ: عبدالقدوس نیاز
098154-09445

جماعت ہائے احمدیہ بھارت میں
سیرت النبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے جلسوں کا بابرکت انعقاد

❁۔ بھاگلپور میں مورخہ 4 جنوری 2015 کو احمدیہ مسجد میں مکرم مسعود عالم صاحب کی زیر صدارت جلسہ سیرت النبیؐ منعقد ہوا۔ تلاوت قرآن مجید مکرم محمد حبیب صاحب معلم سلسلہ بھاگلپور نے کی۔ مکرم تنویر الیاس صاحب نے نعت پیش کی۔ خاکسار نے آنحضورؐ کے اخلاق فاضلہ کے موضوع پر تقریر کی۔ ازاں بعد صدر اجلاس نے آنحضورؐ کا غیروں سے حسن سلوک کے موضوع پر تقریر کی۔ دُعا کے ساتھ یہ بابرکت اجلاس اختتام پذیر ہوا۔

❁۔ جماعت احمدیہ مونگھیر میں مورخہ 18 جنوری 2015ء احمدیہ مشن ہاؤس میں مکرم محمد عبد الباقی صاحب امیر ضلع بھاگلپور کی زیر صدارت جلسہ سیرت النبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم منعقد ہوا۔ خاکسار نے تلاوت قرآن مجید کی۔ مکرم فرقان احمد صاحب نے ایک نعت پیش کی۔ بعد ازاں مکرم عبد الرحمن صاحب، مکرم مظہر انصاری صاحب، مکرم مظفر احمد صاحب اور خاکسار نے آنحضورؐ کی سیرت کے مختلف پہلوؤں پر تقریر کی۔ صدارتی خطاب اور دعا کے ساتھ جلسہ اختتام پذیر ہوا۔

❁۔ جماعت احمدیہ بانکا میں مورخہ 28 جنوری 2015 کو مکرم محمد عبد الباقی صاحب امیر ضلع بھاگلپور کی زیر صدارت جلسہ سیرت النبیؐ منعقد ہوا۔ تلاوت قرآن مجید مکرم حافظ مظہر انصاری صاحب نے کی۔ نظم مکرم فرقان احمد صاحب نے پڑھی۔ بعد ازاں مکرم حلیم احمد صاحب مبلغ سلسلہ پٹنہ، مکرم طاہر طارق صاحب نائب ناظر اصلاح وارشاد اور خاکسار نے آنحضورؐ کی سیرت کے مختلف پہلوؤں پر تقریر کی۔ صدارتی خطاب اور دعا کے ساتھ جلسہ اختتام پذیر ہوا۔ (سید فضل باری، مبلغ انچارج۔ بھاگلپور)

❁۔ جماعت احمدیہ بروتی یوپی میں مورخہ 4 جنوری 2015 کو مکرم اوصاف نبی صاحب کی زیر صدارت جلسہ سیرت النبیؐ کا انعقاد ہوا۔ تلاوت قرآن مجید اور نظم کے بعد ایک طالب علم نے آنحضورؐ کے پاکیزہ اخلاق کے موضوع پر تقریر کی۔ بعدہ خاکسار نے آنحضورؐ کی زندگی کے حالات بیان کئے۔ دعا کے ساتھ یہ جلسہ اختتام پذیر ہوا۔ (مختار احمد، معلم سلسلہ بروتی یوپی)

❁۔ جماعت احمدیہ سونہار ایٹہ میں مکرم سلطان علی صاحب صدر جماعت سونہار کی زیر صدارت جلسہ سیرت النبیؐ منعقد کیا گیا۔ تلاوت قرآن مجید مکرم شفیع احمد صاحب نے کی۔ نظم مکرم حسین علی صاحب نے پڑھی۔ بعد ازاں خاکسار نے آنحضورؐ کے پاکیزہ اخلاق کے موضوع پر تقریر کی۔ اس موقعہ پر بچوں نے خوش الحانی سے نظمیں پڑھیں۔ دعا کے ساتھ یہ جلسہ اختتام پذیر ہوا۔ (نسیم خان معلم سلسلہ سونہار)

❁۔ جماعت احمدیہ عثمانپور میں مورخہ 13 جنوری 2015 کو مکرم عقیل احمد فانی صاحب کی زیر صدارت جلسہ سیرت النبیؐ منعقد کیا گیا۔ جلسہ کے پروگراموں کا آغاز نماز تہجد سے ہوا۔ نماز فجر اور درس کے بعد وقار عمل کیا گیا۔ جلسے کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا جو مکرم عبد القدوس صاحب نے کی۔ مکرم عبد المنان صاحب نے ایک نعت خوش الحانی سے پڑھی۔ بعد ازاں خاکسار نے آنحضورؐ کی سیرت طیبہ کے موضوع پر تقریر کی۔ صدارتی خطاب اور دعا کے ساتھ جلسہ اختتام پذیر ہوا۔ (محمد شمشاد۔ مربی سلسلہ عثمانپور، دہلی)

❁۔ جماعت احمدیہ دہلی میں مورخہ 18 جنوری 2015 کو مکرم داؤد احمد صاحب سابق امیر دہلی کی زیر صدارت جلسہ سیرت النبیؐ منعقد کیا گیا۔ تلاوت قرآن مجید مکرم انور احمد صاحب نے باترجمہ پیش کی۔ مکرم سلیق احمد ڈار صاحب نے ایک نظم خوش الحانی سے پڑھی۔ بعد ازاں مکرم محمود احمد صاحب نے ''موجودہ زمانہ میں ہونے والی توہین رسالت اور اس کا سد باب'' کے موضوع پر تقریر کی۔ اس ضمن میں آپ نے سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کی ہدایات بھی بیان کیں۔ مکرم سعید الدین حامد صاحب نے ایک نظم پڑھی۔ بعد ازاں خاکسار نے ''سیرت حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے عشق رسول'' کے موضوع پر تقریر کی۔ بعدہ مکرم عدیل احمد صاحب نے ایک نعت پیش کی۔ اس موقع پر ایک تقریب آمین بھی ہوئی۔ صدارتی خطاب اور دعا کے ساتھ یہ بابرکت اجلاس اختتام کو پہنچا۔ 100 سے زائد افراد کو اس جلسہ میں شمولیت کی توفیق ملی۔ الحمدللہ۔ (شیخ فاتح الدین مربی سلسلہ دہلی)

❁۔ جماعت احمدیہ یمنانگر ہریانہ میں مورخہ 18 جنوری 2015 کو مکرم چودھری نذیر احمد صاحب کی زیر صدارت جلسہ سیرت النبیؐ کا انعقاد کیا گیا۔ تلاوت قرآن کریم مکرم ادبیر خان صاحب نے کی۔ نظم مکرم شابل احمد صاحب نے پڑھی۔ اس کے بعد عزیز رحمن صاحب اور ان کے ساتھیوں نے ایک نعتیہ ترانہ پیش کیا۔ بعد ازاں خاکسار نے آنحضورؐ کی سیرت کے مختلف پہلوؤں پر تقریر کی۔ مکرم ادبیر خان صاحب نے آنحضرتؐ کا بچوں سے حسن سلوک کے موضوع پر تقریر کی۔ جلسہ میں انصار، خدام اور اطفال نے بھرپور شمولیت کی۔ لجنہ اماء اللہ نے الگ جلسہ منعقد کیا۔ آخر پر صدارتی خطاب اور دعا کے ساتھ جلسہ اختتام پذیر ہوا۔ (اعجاز احمد ساگر۔ معلم سلسلہ یمنانگر)

❁۔ جماعت احمدیہ مونگھیر میں مورخہ 18 جنوری 2015 کو خاکسار کی زیر صدارت جلسہ سیرت النبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم منعقد کیا گیا۔ جس میں تلاوت قرآن مجید اور نعت کے علاوہ پانچ تقاریر آنحضورؐ کی پاکیزہ سیرت کے مختلف پہلوؤں پر ہوئیں۔ قبل ازیں مورخہ 17 جنوری 2015 کو برّہ پورہ جماعت کے خدام نے بھاگلپور میں لگے ہوئے دو اہم میلوں میں جا کر جماعت احمدیہ کے امن وشانتی سے متعلق 800 لیف لیٹس تقسیم کئے۔ لیف لیٹس کے مطالعہ کے بعد کئی ایک غیر مسلم اور غیر احمدی بھائیوں نے خاکسار سے فون پر رابطہ بھی کیا۔

اسی طرح جماعت برہ پورہ کے خدام نے مورخہ 16 جنوری 2015 کو یہاں کی نامور بھگوان لائبریری کے علاوہ ایس ایم کالج بھاگلپور اور ٹی این بی لاء کالج بھاگلپور کی لائبریریوں میں جا کر شعبہ نور الاسلام کی طرف سے بھیجی گئی دس جماعتی کتب کا سیٹ تحفۃً پیش کیا جسے وہاں کے متعلقہ افسران نے بہت احترام اور شکریے کے ساتھ اپنی لائبریری کے لئے قبول کیا۔ (محمد عبد الباقی، صدر جماعت احمدیہ برّہ پورہ)

وقف نو بنگلور کی مساعی

ماہ فروری میں دو تربیتی کلاسز کا انعقاد کیا گیا۔ حلقہ وار تربیتی کلاس مکرم عبد الحمید صاحب لگا رہے ہیں۔ مورخہ 25 جنوری کو لجنہ اماء اللہ بنگلور کے ایک پکنک پروگرام میں وقف نو بچوں اور دیگر بچوں کو شامل کر کے جلسہ سیرت النبیؐ کا انعقاد کیا گیا مورخہ 26 جنوری 2015 کو جماعت احمدیہ بنگلور کی طرف سے ایک تربیتی اجلاس کا انعقاد کیا گیا۔ جس میں وقف نو بچے بھی شامل ہوئے۔ اسی طرح قدوائی ہسپتال میں کینسر کے مریضوں کی امداد کی گئی۔

(سید شارق مجید سیکرٹری وقف نو بنگلور)

❁۔ جماعت احمدیہ نانی کشول احمد آباد میں مورخہ 12 فروری 2015 کو امیر جماعت احمدیہ احمد آباد کی زیر صدارت جلسہ سیرت النبیؐ منعقد کیا گیا۔ تلاوت قرآن مجید خاکسار نے مع ترجمہ کی۔ نعت رسول مقبولؐ کے بعد مکرم مولوی سعادت اللہ صاحب نے نبی کریمؐ کی سیرت طیبہ کے مختلف پہلوؤں پر تقریر کی۔ دوسری تقریر مبلغ انچارج گجرات نے وطن کی محبت اور پڑوسیوں سے حسن سلوک کے متعلق آنحضورؐ کی تعلیم کے موضوع پر تقریر کی۔ بعد ازاں مکرم لِلت صاحب سرپنچ نانی کشول نے اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے جماعت احمدیہ کی خدمات انسانی کو سراہا۔ صدارتی خطاب اور دعا کے ساتھ جلسہ اختتام پذیر ہوا۔ اس جلسہ میں نانی کشول کے علاوہ روباوٹی، کرن گڑھ، موٹی کشول اور انباری وغیرہ جماعتوں سے 150 افراد نے شرکت کی۔

(صادق احمد۔ معلم سلسلہ نانی کشول۔ گجرات)

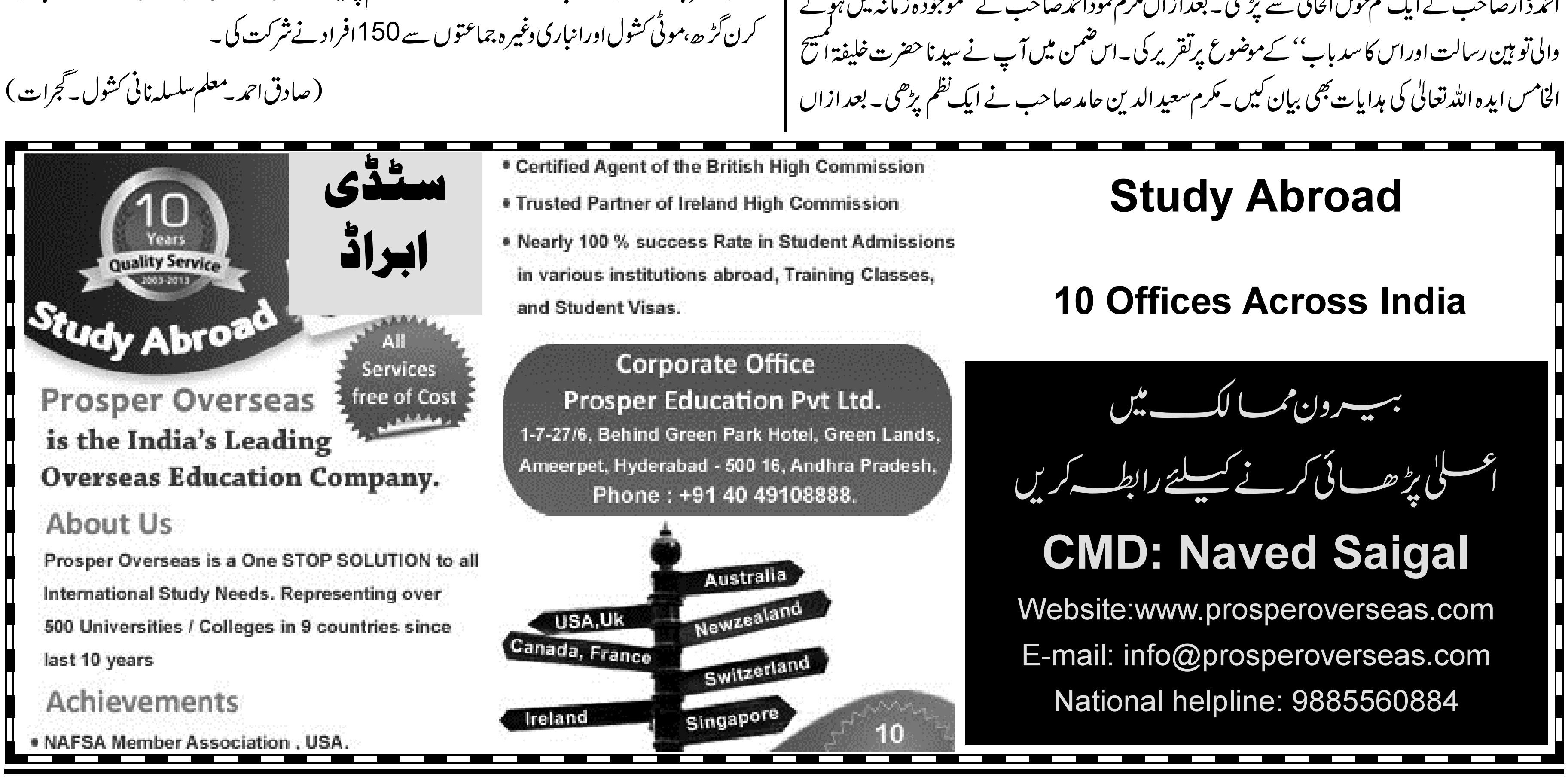

خطبہ نکاح اور حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی اہم نصائح

احمدی خاندان میں جو اصل چیز ہونی چاہئے وہ مقامی یا برادری یا علاقے کا کلچر نہیں بلکہ تقویٰ ہے اور اسی کی طرف اللہ تعالیٰ نے نکاح کے موقعہ پر بار بار یاد دہانی کروائی ہے۔ اگر اس کو سامنے رکھا جائے تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے رشتے نبھتے بھی ہیں اور آگے آئندہ نسلیں بھی نیک اور جماعت سے اور دین سے تعلق رکھنے والی ہوتی ہیں۔

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 20 جنوری 2013ء بروز اتوار مسجد فضل لندن میں درج ذیل نکاح کا اعلان فرمایا۔ تشہد و تعوذ اور مسنون آیات قرآنیہ کی تلاوت کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

اس وقت میں جس نکاح کا اعلان کروں گا یہ عزیزہ کاشفہ عثمان ہاشمی بنت مکرم صابر عثمان ہاشمی صاحب کراچی کا ہے جو عزیزم عطاء الرزاق ابن مکرم عبدالخالق تعلقدار صاحب یوکے کے ساتھ گیارہ ہزار پونڈ حق مہر پر طے پایا ہے۔ عزیزہ کاشفہ عثمان ہاشمی کے وکیل مکرم سید عبدالمالک صاحب ہیں۔

لڑکی کے خاندان سے تو میں پوری طرح واقف نہیں لیکن میرا خیال ہے کہ ان کا پنجاب سے زیادہ تعلق ہوگا۔

حضور انور نے دریافت فرمایا کہ پنجاب سے ہے یا بہار سے بھی ہے؟ عرض کیا گیا کہ بچی کی والدہ بہار سے تھیں فرمایا ٹھیک ہے، کچھ تعلق پھر بہار سے بھی ہوگیا۔ اور لڑکا جو ہے یہ بھی ننھیال کی طرف سے پنجابی ہے۔ ددھیال کی طرف سے بنگالی اور بہاری دونوں رشتے میرا خیال ہے پائے جاتے ہیں۔ اس لحاظ سے گو کہ دونوں خاندانوں میں دو مختلف کلچر پہلے بھی آئے ہوئے ہیں لیکن احمدی خاندان میں جو اصل چیز ہونی چاہئے وہ مقامی یا برادری یا علاقے کا کلچر نہیں بلکہ تقویٰ ہے اور اسی کی طرف اللہ تعالیٰ نے نکاح کے موقعہ پر بار بار یاد دہانی کروائی ہے۔ اگر اس کو سامنے رکھا جائے تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے رشتے نبھتے بھی ہیں اور آگے آئندہ نسلیں بھی نیک اور جماعت سے اور دین سے تعلق رکھنے والی ہوتی ہیں۔ اللہ کے فضل سے یہ خاندان جن میں رشتہ طے پا رہا ہے جماعت سے خاص تعلق رکھنے والے اور نہ صرف تعلق رکھنے والے بلکہ خدمت کرنے والے خاندان ہیں۔ لڑکے کے نانا شیخ مبارک احمد صاحب تھے۔ یوکے کی جماعت میں لوگ ان کو جانتے ہیں، پرانے یہاں رہنے والے تھے۔ اسی طرح ان کے دادا بھی جب بنگال سے ہجرت کر کے آئے تو ربوہ میں رہے اور اللہ کے فضل سے وقف جدید میں بڑا لمبا عرصہ خدمت کی۔ تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے جیسا کہ میں نے کہا کہ خدمت کرنے والا خاندان ہے اور جماعت سے خاص تعلق بھی ہے۔ اللہ کرے کہ یہ جو رشتے قائم ہو رہے ہیں یہ بھی اپنے بزرگوں کے نقش قدم پر چلتے ہوئے نہ صرف جماعت میں تعلق میں آگے نکلنے والے ہوں بلکہ جماعت کیلئے خدمت کا جذبہ بھی رکھنے والے ہوں اور آئندہ ان کی نسلیں بھی اس جذبہ سے پروان چڑھیں اور ہمیشہ ان کے مدنظر تقویٰ اور اللہ تعالیٰ کی رضا رہے۔ اب ان چند الفاظ کے ساتھ میں نکاح کا اعلان کرتا ہوں۔

اس کے بعد حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فریقین میں ایجاب و قبول کروایا، رشتہ کے بابرکت ہونے کیلئے دعا کروائی اور فریقین کو شرف مصافحہ بخشتے ہوئے مبارک باد دی۔

(مرتبہ: ظہیر احمد خان۔ مربی سلسلہ شعبہ ریکارڈ دفتر پی ایس لندن)

M/S ALLIA
EARTH MOVERS
(EARTH MOVING CONTRACTOR)
Volvo-290, 210, L& T Komatsu PC-300, 200
Tata Hitachi, Ex 70, JCB, Dozer, etc on hire basis
Kusambi, Sungra, Salipur, Cuttack-754221

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم وعلیٰ عبدہ المسیح الموعود
وَسِّعۡ مَکَانَکَ الہام حضرت مسیح موعودؑ
Courtesy: Alladin Builders
e-mail: khalid@alladinbuilders.com

وَسِّعۡ مَکَانَکَ الہام حضرت مسیح موعودؑ
RAICHURI CONSTRUCTION
SPECIALIST IN BUILDING CONTRACTS
SINCE 1985
Office:
Plot No. 6 Durga Sadan Tarun Bharat Co.
Opp. HSG. SOC. Near Cigarette Factory
Chakala Andheri (East) Mumbai-400069
Tel 28258310, Mob. 9987652552
E-mail: raichuri.construction@gmail.com

مالک رام دی ہٹی مین بازار قادیان
Malik Ram Di Hatti, Main Bazar, Qadian

کمپنی کے اُونی، ریشمی بڑھیا کپڑے خریدنے کیلئے تشریف لائیں
098141-63952
نوٹ: پرانی دوکان بدل کر سامنے نئے شوروم میں چلی گئی ہے۔

JMB RICE MILL (Pvt) Ltd.
Love For All, Hatred For None
AT. TISALPUR. P.O RAHANJA
DIST. BHADRAK, PIN-756111
STD: 06784, Ph: 230088
TIN : 21471503143
JMB

Zaid Auto Repair
زید آٹو ریپئر
Mob. 9041492415 - 9779993615
Deals in: Repair of All Types of 4 Stroke & 2 Stroke Vehicles
Shop No. 7,Front of Guru Nanak Filling Station
Harchowal Road, White Avenue Qadian

NAVNEET JEWELLERS نونیت جیولرز
Manufacturers of All Kinds of Gold and Silver Ornaments

خالص سونے اور چاندی کے اعلیٰ زیورات کا مرکز
الیس اللہ بکاف عبدہ کی دیدہ زیب انگوٹھیاں
اور لاکٹ وغیرہ احمدی احباب کیلئے خاص
Main Bazar Qadian (Gsp) Punjab (Ph. 01872-220489, (R) 220233

کلام الامام

سیدنا حضرت اقدس مرزا غلام احمد صاحب قادیانی مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

''انسان اصل میں اُنسان سے ہے یعنی دو محبتوں کا مجموعہ ہے۔ ایک اُنس وہ خدا سے کرتا ہے دوسرا اُنس انسان سے۔'' (ملفوظات جلد 2 صفحہ 5 ایڈیشن 2003)

طالب دُعا: قریشی محمد عبداللہ تیاپوری۔ صدر و امیر ضلع جماعت احمدیہ گلبرگہ، کرناٹک

نماز جنازہ حاضر وغائب

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 23 فروری 2015 بروز سوموار نماز ظہر سے قبل مسجد فضل لندن کے باہر تشریف لا کر مکرمہ امۃ الحفیظ صاحبہ (اہلیہ مکرم عبدالمنعم ناصر صاحب۔لندن) کی نماز جنازہ حاضر اور کچھ مرحومین کی نماز جنازہ غائب پڑھائی۔ان مرحومین کے کوائف درج ذیل ہیں:

نماز جنازہ حاضر:

1۔مکرمہ امۃ الحفیظ صاحبہ (اہلیہ مکرم عبدالمنعم ناصر صاحب لندن)

14 فروری 2015 کو 64 سال کی عمر میں وفات پاگئیں۔انا للہ وانا الیہ راجعون۔آپ بہت نیک، دعاگو، مہمان نواز ملنسار اور غریبوں کی مدد کرنے والی مخلص اور باوفا خاتون تھیں۔خلافت کے ساتھ والہانہ تعلق تھا۔پسماندگان میں تین بیٹیاں اور دو بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔آپ محترم مولوی محمد صدیق صاحب (سابق انچارج خلافت لائبریری) کے بڑے بھائی محترم چوہدری محمد رشید صاحب کی بہو تھیں۔

نماز جنازہ غائب:

1۔مکرم عبداللطیف صاحب سندھی (ابن مکرم عبدالرحیم صاحب سندھی درویش۔قادیان)

21 جنوری 2015ء کو 66 سال کی عمر میں وفات پاگئے۔انا للہ وانا الیہ راجعون۔ درویشی کے آغاز میں اپنے درویش والد صاحب کے ساتھ بہت تنگدستی میں محنت کر کے گزارا کیا۔والد صاحب کی وفات کے بعد اپنی بہنوں اور والدہ کی بھی ذمہ داری بخوبی نبھائی۔اپنی ریٹائرمنٹ تک نظارت تعمیرات کے تحت بڑی محنت سے گھروں میں نلکے لگوانے اور بجلی کے کام کیا کرتے تھے۔جلسہ سالانہ قادیان اور اجتماعات خدام و انصار کے موقعہ پر لوائے احمدیت پر پہرہ کی ڈیوٹی بڑی خوش اسلوبی سے انجام دیا کرتے تھے۔آپ دو سال سے کینسر کے مرض میں مبتلا تھے۔پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ دو بیٹیاں اور دو بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔آپ کے دونوں بیٹے واقف زندگی ہیں جن میں سے ایک مکرم عبدالعلیم آفتاب صاحب (مربی سلسلہ) اور دوسرے صدر انجمن قادیان میں بطور کارکن خدمت کی توفیق پا رہے ہیں۔

2۔مکرم شیخ رحمت علی صاحب (ابن مکرم شیخ محمد بشیر صاحب۔حلقہ دہلی دروازہ۔لاہور)

31 اگست 2013 کو 76 سال کی عمر میں وفات پاگئے۔انا للہ وانا الیہ راجعون۔آپ کو لمبا عرصہ صدر حلقہ دہلی دروازہ لاہور کی حیثیت سے خدمت کی توفیق ملی۔جماعتی کاموں کو نہایت دلجمعی سے سرانجام دیتے تھے۔آپ صوم وصلوۃ کے پابند، باقاعدگی سے تلاوت قرآن کریم کرنے والے ایک نیک اور مخلص بزرگ تھے۔جماعت سے گہری وابستگی اور اطاعت نظام ان کے نمایاں وصف تھے۔مالی تحریکات اور رفاہ عامہ کے کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے تھے۔

3۔مکرمہ سنبل آرزو مبشر صاحبہ (بنت مکرم مبارک احمد خان صاحب۔جرمنی)

3 جولائی 2014ء کو طویل علالت کے بعد بقضائے الٰہی وفات پاگئیں۔انا للہ وانا الیہ راجعون۔آپ اڑھائی سال سے کینسر کے مرض میں مبتلاء تھیں۔یہ تمام عرصہ بڑے صبر و حوصلہ سے گزارا۔آپ کا جماعت اور خلافت کے ساتھ اخلاص و وفا کا گہرا تعلق تھا۔خلیفہ وقت سے ملاقات کی بہت خواہش تھی۔ہر ایک کی ہمدرد، چندہ جات میں باقاعدہ، غریب پرور، عزیزوں سے صلہ رحمی کرنے والی، نیک اور مخلص خاتون تھیں۔مرحومہ موصیہ تھیں۔پسماندگان میں دو واقفات نو بچیاں یادگار چھوڑی ہیں۔

4۔مکرمہ رشیدہ بیگم صاحبہ (اہلیہ مکرم بشیر احمد ڈار صاحب۔ربوہ)

19 اگست 2014ء کو 77 سال کی عمر میں وفات پاگئیں۔انا للہ وانا الیہ راجعون۔آپ نیک، خلافت سے محبت رکھنے والی، نظام جماعت کی اطاعت گزار ایک مخلص خاتون تھیں۔

5۔مکرمہ سلیم اختر صاحبہ (اہلیہ مکرم لطیف احمد صاحب۔جرمنی)

22 اگست 2014ء کو طویل علالت کے بعد 72 سال کی عمر میں وفات پاگئیں۔انا للہ وانا الیہ راجعون۔آپ نہایت سادہ مزاج، مالی تحریکات میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے والی نیک اور مخلص خاتون تھیں۔خلافت سے گہری وابستگی اور عقیدت کا تعلق تھا۔مرحومہ موصیہ تھیں اور آپ کی تدفین بہشتی مقبرہ ربوہ میں عمل میں آئی۔پسماندگان میں پانچ بیٹیاں اور چار بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔

6۔مکرم میاں الحاج محمد حسین مختار صاحب (کوارٹرز سیدنا بلالؓ۔ربوہ)

3 نومبر 2014ء کو 74 سال کی عمر میں وفات پاگئے۔انا للہ وانا الیہ راجعون۔آپ 1968ء میں کشمیر سے کراچی شفٹ ہوئے اور پھر سعودی عرب چلے گئے۔کراچی میں آڈیٹر اور سیکرٹری تحریک جدید، وقف جدید کی حیثیت سے آپ کو خدمت کی توفیق ملی۔نہایت مخلص کارکن تھے۔آپ کو دو حج اور 16 عمرے کرنے کی سعادت نصیب ہوئی۔مرحوم موصی تھے۔

7۔مکرم چوہدری محمد امین صاحب (فیصل آباد۔حال ربوہ)

17 اکتوبر 2014ء کو 75 سال کی عمر میں وفات پاگئے۔انا للہ وانا الیہ راجعون۔آپ 19 سال حلقہ کریم نگر فیصل آباد میں مقیم رہے۔اس دوران آپ اسٹیٹ لائف انشورنس کے زونل ہیڈ کے عہدہ پر فائز ہونے کے باوجود جماعت کے ساتھ مکمل تعاون کرتے رہے۔اسی طرح خدام الاحمدیہ جھنگ کے فعال ممبر تھے۔بہت ملنسار اور مہمان نواز تھے۔چندہ جات کی ادائیگی میں باقاعدہ تھے۔

8۔مکرم مبارک احمد کلیم صاحب (ربوہ)

یکم نومبر 2014ء کو 78 سال کی عمر میں وفات پاگئے۔انا للہ وانا الیہ راجعون۔آپ نے دفتر پی۔ایس، دفتر تعمیر اور دفتر صدر عمومی میں اکاؤنٹنٹ کی حیثیت سے 43 سال خدمت پائی۔نمازوں کے پابند، دعاگو، صابر، چندہ جات میں باقاعدہ نیک اور مخلص انسان تھے۔

9۔مکرم طارق محمود بسراء صاحب ایڈووکیٹ (ربوہ)

25 نومبر 2014 کو 52 سال کی عمر میں وفات پاگئے۔انا للہ وانا الیہ راجعون۔آپ نائب صدر محلہ اور زعیم انصار اللہ محلہ کی حیثیت سے خدمت کی توفیق پاتے رہے۔دارالقضاء میں وکیل کے طور پر نیز محلہ میں سیکرٹری تعلیم اور سیکرٹری دعوت الی اللہ کی حیثیت سے بھی خدمت کی توفیق پائی۔آپ نمازوں کے پابند، تلاوت قرآن کریم کرنے والے بہت ملنسار، خوش اخلاق، چندہ جات میں باقاعدہ بڑے نیک اور مخلص انسان تھے۔مرحوم موصی تھے۔

10۔مکرم چوہدری مسعود احمد صاحب (ابن چوہدری ماسٹر شاہ دین صاحب مرحوم۔برمنگھم)

30 نومبر 2014ء کو بقضائے الٰہی وفات پاگئے۔انا للہ وانا الیہ راجعون۔آپ کو چک نمبر 219RB گنڈا سنگھ والا فیصل آباد میں صدر جماعت اور دیگر مختلف حیثیتوں سے جماعتی خدمات بجا لانے کی توفیق ملی۔آپ محترم مولانا غلام باری سیف صاحب مرحوم کے داماد اور مکرم ڈاکٹر عبدالخالق خالد صاحب (فضل عمر ہسپتال ربوہ) کے بہنوئی تھے۔آپ انتہائی شریف النفس، نیک اور مخلص انسان تھے۔خلافت سے گہری وابستگی تھی۔پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ دو بیٹیاں اور چار بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔

11۔مکرمہ ثریا بیگم صاحبہ (اہلیہ مکرم طفیل محمد چوہدری صاحب۔سیالکوٹ)

31 دسمبر 2014ء کو بقضائے الٰہی وفات پاگئیں۔انا للہ وانا الیہ راجعون۔آپ حضرت چوہدری الٰہی بخش صاحبؓ صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نواسی تھیں۔شوہر کے غیر احمدی ہونے کے باوجود ہمیشہ بچوں کا جماعت سے مضبوط تعلق قائم رکھنے کیلئے کوشاں رہیں اور انہیں بار بار ربوہ لے کر جاتی رہیں۔آپ کی دعاؤں اور اعلیٰ نمونہ کے نتیجہ میں آپ کے شوہر نے بھی 25-30 سال بعد ایک خواب کے ذریعہ احمدیت قبول کر لی۔آپ نے اپنے پانچ بچوں میں سے چار بچوں کی بھی بیعت کروائی۔آپ بہت مہمان نواز تھیں۔جماعت اور خلافت سے گہری وابستگی اور عقیدت اور پیار کا تعلق تھا۔مرحومہ موصیہ تھیں۔پسماندگان میں پانچ بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔

12۔مکرم عبداللطیف اٹھوال صاحب (میر پور خاص سندھ)

8 جنوری 2015ء کو 87 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پاگئے۔انا للہ وانا الیہ راجعون۔آپ نے ابتدائی تعلیم قادیان میں حاصل کی اور بزرگان سلسلہ سے دینی تعلیم و تربیت حاصل کی۔جوانی کی عمر میں حضرت مصلح موعودؓ کی تحریک پر لبیک کہا۔بعد ازاں سندھ میں آباد ہوگئے۔آپ نے جماعت احمدیہ شریف آباد میں کچھ عرصہ صدر جماعت کی حیثیت سے خدمت کی توفیق پائی۔احمد آباد سانگرہ میں بھی بحیثیت صدر جماعت خدمت کی توفیق پائی۔1992ء سے آپ کا قیام میر پور خاص میں تھا جہاں آپ لمبے عرصہ تک امام الصلوۃ اور سیکرٹری تعلیم القرآن کی حیثیت سے خدمات بجالاتے رہے۔آپ بڑے صاحب فراست اور علمی وادبی ذوق کے مالک تھے۔آپ نماز باجماعت کے پابند، ہمیشہ دین کو دنیا پر مقدم رکھنے والے، بہت خوش اخلاق اور خوش طبع، ہر ایک کے ہمدرد، نیک اور مخلص انسان تھے۔آپ کو قرآن کریم کا کثیر حصہ زبانی یاد تھا۔میر پور خاص میں احباب جماعت کے گھروں میں جا کر بچے اور بچیوں کو قرآن کریم پڑھایا کرتے تھے۔مرحوم موصی تھے۔پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ چار بیٹیاں اور ایک بیٹا یادگار چھوڑا ہے۔

اللہ تعالیٰ تمام مرحومین سے مغفرت کا سلوک فرمائے اور انہیں اپنی رضا کی جنتوں میں جگہ دے۔اللہ تعالیٰ ان کے لواحقین کو صبر کرنے اور ان کی خوبیوں کو زندہ رکھنے کی توفیق دے۔آمین

گردھاری لال ملکھی رام سیالکوٹ والے کی پرانی دُوکان
لوتھرا جیولرز قادیان
Kewal krishan & Karan Luthra
Shivala Chowk, Main Bazar , Qadian
Ph.9888 594 111, 8054 893 264
E-mail: luthrajewellers@live.com
LUTHRA JEWELLERS · LJ · SIGN OF PURITY
Since 1948

بقیہ: خطاب حضور انور، جلسہ سالانہ یوکے 2014

اور ہمدردی جو انسانی فطرت کی اعلیٰ فضیلت ہے بالکل ان کے طبائع سے مفقود ہو جاتی ہے اور تعصب کے جوش سے ایک ناپاک درندگی ان کے اندر سما جاتی ہے اور نہیں جانتے کہ اصل غرض مذہب سے کیا ہے۔‘‘

(براہین احمدیہ حصہ پنجم روحانی خزائن جلد 21 صفحہ 27 تا 29)

پھر مذہب کی ضرورت کے بارے میں آپ نے فرمایا کہ: ’’اگر کوئی حقیقی سچائی کا بھوکا اور پیاسا ہے تو ضرور اس کو ماننا پڑے گا کہ مذہب کے وجود سے پہلے یہ خداداد تقسیم طبائع میں ہو چکی ہے کہ کسی کی فطرت میں غلبہ حلم اور محبت اور کسی کی فطرت میں غلبہ درشتی اور غضب ہے۔ اب مذہب یہ سکھلاتا ہے کہ وہ محبت اور اطاعت اور صدق اور وفا جو مثلاً ایک بُت پرست یا انسان پرست مخلوق کی نسبت عبادت کے رنگ میں بجا لاتا ہے اُن ارادوں کو خدا کی طرف پھیرے اور وہ اطاعت خدا کی راہ میں دکھلائے۔‘‘ فرمایا کہ ’’یہ سوال کہ مذہب کا تصرف انسانی قُویٰ پر کیا ہے انجیل نے اس کا کوئی جواب نہیں دیا ...... لیکن قرآن شریف بڑی تفصیل سے بار بار اس مسئلہ کو حل کرتا ہے کہ مذہب کا یہ منصب نہیں ہے کہ انسانوں کی فطرتی قُویٰ کی تبدیل کرے اور بھیڑیئے کو بکری بنا کر دکھلائے بلکہ مذہب کی صرف علّت غائی یہ ہے‘‘ یہی اس کا مقصد ہے ’’کہ جو قُویٰ اور ملکات فطرتاً انسان کے اندر موجود ہیں ان کو اپنے محل اور موقعہ پر لگانے کے لئے رہبری کرے۔ مذہب کا یہ اختیار نہیں ہے کہ کسی فطرتی قوّت کو بدل ڈالے۔ ہاں یہ اختیار ہے کہ اس کو محل پر استعمال کرنے کے لئے ہدایت کرے اور صرف ایک قوّت مثلاً رحم یا عفو پر زور نہ ڈالے بلکہ تمام قوتوں کے استعمال کیلئے وصیّت فرمائے کیونکہ انسانی قوّتوں میں سے کوئی بھی قوّت بُری نہیں بلکہ افراط اور تفریط اور بداستعمالی بُری ہے اور جو شخص قابلِ ملامت ہے وہ صرف فطرتی قُویٰ کی وجہ سے قابل ملامت نہیں بلکہ ان کے بداستعمالی کی وجہ سے قابل ملامت ہے۔‘‘

(سراج الدین عیسائی کے چار سوالوں کا جواب۔ روحانی خزائن جلد 12 صفحہ 341-340)

پس غلط استعمال ہوں، غلط رستوں پر چلو گے تو اس وجہ سے قابل ملامت ہو گے۔ پس فرمایا اس بات کو تم ہمیشہ ذہن میں رکھو۔ پس یہ ہے اسلام کی خوبصورتی کہ سموئے ہوئے احکامات دیتا ہے اور ان ضرورتوں کو پورا کرتا ہے جو فطرت کا تقاضا ہیں۔

اسلام کے علاوہ نہ کسی مذہب میں، نہ کسی دنیاوی قانون میں یہ حسن نظر آتا ہے جو انسان کے فطری تقاضے پورے کرے۔ دنیاوی قانون بھی بنتے ہیں۔ کچھ عرصے بعد ان پر بحث شروع ہو جاتی ہے کہ اسے کس طرح حالات کے مطابق کیا جائے۔ اسلام کے بعض قوانین پر اعتراض کرنے والے تو اعتراض کرتے ہیں لیکن یہ ان کو یاد رکھنا چاہئے کہ خود ہی جیسے پہلے بھی کئی دفعہ ہو چکا ہے اور آئندہ بھی ہو گا کہ ان کے اعتراضات انہی پر پڑتے ہیں۔ حضرت مسیح موعودؑ ایک جگہ فرماتے ہیں کہ:

’’واضح رہے کہ مذہب کے اختیار کرنے سے اصل غرض یہ ہے کہ تا وہ خدا جو سرچشمہ نجات کا ہے اس پر ایسا کامل یقین آ جائے کہ گویا اس کو آنکھ سے دیکھ لیا جائے‘‘۔ پس یہ یقین پیدا کرنا مذہب کا کام ہے۔ اگر یہ یقین نہیں آتا تو پھر فکر کی ضرورت ہے۔ ’’کیونکہ گناہ کی خبیث روح انسان کو ہلاک کرنا چاہتی ہے اور انسان گناہ کی مہلک زہر سے کسی طرح بچ نہیں سکتا جب تک اس کو اس کامل اور زندہ خدا پر پورا یقین نہ ہو اور جب تک معلوم نہ ہو کہ وہ خدا ہے جو مجرم کو سزا دیتا ہے اور راستباز کو ہمیشہ کی خوشی پہنچاتا ہے۔ یہ عام طور پر ہر روز دیکھا جاتا ہے کہ جب کسی چیز کے مہلک ہونے پر کسی کو یقین آ جائے تو پھر وہ شخص اس چیز کے نزدیک نہیں جاتا۔ مثلاً کوئی شخص عمداً زہر نہیں کھاتا۔ کوئی شخص شیر خونخوار کے سامنے کھڑا نہیں ہو سکتا۔ اور کوئی شخص عمداً سانپ کے سوراخ میں ہاتھ نہیں ڈالتا۔ پھر عمداً گناہ کیوں کرتا ہے۔ اس کا یہی باعث ہے کہ وہ یقین اس کو حاصل نہیں جو اُن دوسری چیزوں پر حاصل ہے۔ پس سب سے مقدم انسان کا یہ فرض ہے کہ خدا پر یقین حاصل کرے اور اس مذہب کو اختیار کرے جس کے ذریعہ سے یقین حاصل ہو سکتا ہے تا وہ خدا سے ڈرے اور گناہ سے بچے۔ مگر ایسا یقین حاصل کیونکر ہو۔ کیا یہ صرف قصّوں کہانیوں سے حاصل ہو سکتا ہے؟ ہرگز نہیں۔ کیا یہ محض عقل کے ظنّی دلائل سے میسر آ سکتا ہے؟ ہرگز نہیں۔ پس واضح ہو کہ یقین کے حاصل ہونے کی صرف ایک ہی راہ ہے اور وہ یہ ہے کہ انسان خدا تعالیٰ کے مکالمہ کے ذریعہ سے اس کے خارق عادت نشان دیکھے۔ اور بار بار کے تجربہ سے اس کی جبروت اور قدرت پر یقین کرے یا ایسے شخص کی صحبت میں رہے جو اس درجہ تک پہنچ گیا ہے۔‘‘

(نسیم دعوت۔ روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 447-448) (باقی آئندہ)

(بشکریہ الفضل انٹرنیشنل مورخہ 6 مارچ 2015)

احمدیہ مسلم جماعت بھارت کا ٹول فری نمبر
180030102131

بقیہ: خلاصہ خطبہ جمعہ از صفحہ 20

ضرورت اور فکر پڑے گی۔

پس اپنے دلوں کو ہر وقت صبح شام ٹٹولتے رہنا چاہئے اور شیطان کے حملوں سے نفس کو بچانے کی انتہائی کوشش کی ضرورت ہے۔ سب سے خطرناک چیز آجکل کے زمانے میں وہ روحانی بیماریاں ہیں جن کی فضا میں بھرمار ہوئی ہوئی ہے اور انسان کو پتا نہیں لگتا کہ کس وقت شیطان ہمارے خون میں چلا گیا ہے اور روحانی بیماری کو بڑھانا شروع کر دیا ہے۔ پس شیطان کا حملہ یا روحانی بیماری جو ہے جسمانی بیماری سے بہت زیادہ خطرناک ہے۔

پس ایک مؤمن کو اس سے پہلے کہ بیماری حملہ کرے اپنے جائزے لیتے ہوئے حفظ ماتقدم کے عمل کو شروع کر دینا چاہئے اور اس معاشرے میں جیسا کہ میں نے کہا کہ مستقل فضا میں روحانی بیماریاں پھیلی ہوئی ہیں اس لئے اپنے آپ کو بچانے کے لئے مستقل عمل کی بھی ضرورت ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق روایات میں آتا ہے کہ آپ جب بھی رات کو اٹھتے تو نہایت عجز اور انکسار سے دعائیں کرتے۔ ایک دفعہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے آپ کی اسی حالت کو دیکھ کر عرض کیا کہ آپ کو تو اللہ تعالیٰ نے سب کچھ معاف کر دیا ہے آپ کو اتنے پریشان ہونے کی کیا ضرورت ہے اتنی خشیت سے اپنے لئے دعائیں کیوں کرتے ہیں؟ آپ نے فرمایا کہ میری نجات بھی خدا تعالیٰ کے فضل سے ہے۔ مجھے بھی ہر وقت اس کی طرف جھکے رہنے کی ضرورت ہے۔ پس جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس سب کے باوجود اس قدر خشیت کا اظہار کرتے ہیں تو پھر اور کون ہے جو کہہ سکے کہ مجھے ہر وقت ہر کام میں کل پر نظر رکھنے کی ضرورت نہیں اور کام کر کے پھر اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو تلاش کرنے کی ضرورت نہیں۔ پس ہر وقت ہشیار رہنے کی ضرورت ہے۔ ہر وقت تقویٰ پر چلتے ہوئے اپنے کاموں اور اپنی حالتوں کے جائزے لینے کی ضرورت ہے۔ یاد رکھنا چاہئے کہ عموماً انسان خدا تعالیٰ کو تین طریقوں سے بھلاتا ہے یا یہ تین قسم کے لوگ ہیں جو ہمیں عموماً دنیا میں نظر آتے ہیں جو خدا تعالیٰ سے دور ہیں یا دور ہوتے ہیں۔

ایک تو وہ لوگ جو خدا تعالیٰ کے وجود کے انکاری ہیں اور بڑی ڈھٹائی سے کہہ دیتے ہیں کہ خدا تعالیٰ کوئی چیز نہیں ہے جیسا کہ آج کل کی بہت بڑی تعداد اسی نظریے پر قائم ہے جو اپنے آپ کو پڑھا لکھا کہتے ہیں بڑا زعم ہے اپنی تعلیم پر اور یہ لوگ میڈیا اور انٹرنیٹ اور مختلف طریقوں سے نوجوانوں اور کچے ذہنوں کو اپنے خیالات سے زہر آلود کرتے رہتے ہیں۔

دوسرے وہ لوگ ہیں جن کو حقیقی اور سچا ایمان تمام طاقتوں والے خدا پر نہیں ہے جس کے سامنے انہیں ایک دن پیش ہونا ہے اور اپنے اعمال کا جواب دینا ہے۔ لیکن پھر بھی اس کے کہنے پر عمل نہیں ہے۔

تیسرے وہ لوگ ہیں جو دنیاوی بکھیڑوں میں اس قدر ڈوب گئے ہیں کہ خدا تعالیٰ کو بھول گئے ہیں کبھی خیال آ جائے تو نماز بھی پڑھ لیں گے دعا بھی کر لیں گے لیکن کوئی باقاعدگی نہیں ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ ایسے لوگوں کے ساتھ پھر اللہ تعالیٰ ایسا سلوک کرتا ہے کہ فَاَنْسٰھُمْ اَنْفُسَھُمْ۔ اللہ تعالیٰ نے خود انہیں اپنے آپ سے غافل کر دیا اور ایسے لوگ کبھی ذہنی سکون نہیں پاتے۔

پس مؤمنوں کو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اگر حقیقی تقویٰ تمہارے اندر ہے اور تم مؤمن ہو۔ خدا تعالیٰ کے وجود پر یقین رکھتے ہو۔ اس کی وحدانیت پر ایمان و یقین ہے تو پھر ان شرائط کے مطابق اپنی زندگی بسر کرو جن کے مطابق زندگی بسر کرنے کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ اپنے ہر کام کے انجام کو دیکھو اور اس یقین پر قائم ہو جاؤ کہ خدا تعالیٰ تمہارے ہر عمل اور فعل کو دیکھ رہا ہے اور جب انسان کی ایسی سوچ ہو تو پھر ہر کام کرنے کا انداز ہی بدل جاتا ہے اور انسان خود محسوس کرتا ہے کہ اس وجہ سے اللہ تعالیٰ کے فضل بھی مجھ پر بڑھ رہے ہیں۔

حضرت خلیفۃ المسیح الاول اس حصہ کی وضاحت فرماتے ہوئے ایک جگہ فرماتے ہیں کہ ایسے لوگوں کی طرح مت ہو جاؤ کہ جن کی نسبت فرمایا کہ نَسُوا اللّٰہَ فَاَنْسٰھُمْ اَنْفُسَھُمْ ط یعنی جنہوں نے اس رحمت اور پاکی کے سرچشمہ قدوس خدا کو چھوڑ دیا اور اپنی شرارتوں چالاکیوں ناعاقبت اندیشیوں غرض قسم قسم کے حیلہ سازیوں اور روبہ بازیوں سے کامیاب ہونا چاہتے ہیں۔ روبہ بازیوں کا مطلب ہے لومڑیوں کی طرح چالاکیاں کرتے ہیں جو محاورہ ہے اردو میں بڑا چالاک ہے لومڑی کی طرح۔

پھر آپ فرماتے ہیں کہ مشکلات انسان پر آتی ہیں۔ بہت سی ضرورتیں انسان کو لاحق ہیں۔ کھانے پینے کا محتاج ہوتا ہے۔ دوست بھی ہوتے ہیں دشمن بھی ہوتے ہیں مگر ان تمام حالتوں میں متقی کی یہ شان ہوتی ہے کہ وہ خیال اور لحاظ رکھتا ہے کہ خدا سے بگاڑ نہ ہو یعنی خدا تعالیٰ ہر وقت یاد رکھتا ہے۔ فرمایا کہ پس خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ ان لوگوں کی طرح نہ ہو جاؤ جنہوں نے خدا تعالیٰ سے قطع تعلق کر لیا ہے۔ اس کا نتیجہ یہ ہو گا کہ تم دکھوں سے محفوظ نہ رہ سکو گے اور سکھ نہ پاؤ گے بلکہ ہر طرف سے ذلت کی مار ہو گی اور ممکن ہے کہ وہ ذلت تم کو دوستوں ہی کی طرف سے آ جاوے۔ ایسے لوگ جو خدا تعالیٰ سے قطع تعلق کرتے ہیں وہ کون ہوتے ہیں؟ وہ فاسق و فاجر ہوتے ہیں ان میں سچا ایمان نہیں ہوتا۔ یہی نہیں کہ وہ ایمان میں کچے ہیں نہیں اللہ تعالیٰ کی مخلوق سے شفقت بھی نہیں کرتے۔ یعنی نہ خدا کے حقوق ادا کرتے ہیں نہ بندوں کے حقوق ادا کرتے ہیں۔

پس ہم اپنے ہر عمل کو خدا تعالیٰ کے حکموں کے مطابق کرنے کی کوشش کریں۔ اپنے عارضی فائدوں کی بجائے اپنے کل پر نظر رکھیں اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔

EDITOR
MANSOOR AHMAD
Tel. : (0091) 1872-224757
Manager: 09464066686
Editor : 08283058886
e : badrqadian@rediffmail.com

REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF THE NEWSPAPERS FOR INDIA AT NO RN 61/57

ہفت روزہ بدر قادیان

The Weekly **BADR** Qadian

Distt. Gurdaspur (Pb.) INDIA Qadian - 143516

Postal Reg. No. GDP/001/2013-15 Vol. 64 Thursday 12 March 2015 Issue No.11

SUBSCRIPTION
ANNUAL : Rs. 550/-
By Air: 50 Pounds or 80 U.S. $
: 60 Euro
: 80 Canadian DollarPostal Reg. No. GDP/001/2013-15

ہم میں سے ہر ایک کو بڑے غور اور کوشش سے سمجھنے کی ضرورت ہے کہ اللہ تعالیٰ کا تقویٰ اختیار کرتے ہوئے ہم اپنے اعمال پر نظر رکھیں۔

ان باتوں پر نظر رکھیں جو ہماری کل سنوارنے والی ہیں

اگلی نسلیں صرف آپ ہی کی اولاد نہیں ہیں بلکہ جماعت اور قوم کا بھی سرمایہ ہیں

خلاصہ خطبہ جمعہ سیدنا حضرت اقدس امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز بیان فرمودہ 6؍مارچ 2015ء بمقام مسجد بیت الفتوح۔لندن

تشہد،تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے درج ذیل آیت کریمہ کی تلاوت فرمائی۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَلْتَنْظُرْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ لِغَدٍ ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۸﴾ وَلَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ نَسُوا اللّٰهَ فَاَنْسٰهُمْ اَنْفُسَهُمْ ؕ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ○

حضور پرنور نے فرمایا: یہ سورۃ حشر کی دو آیات ہیں جن کا ترجمہ اس طرح پر ہے کہ ’’اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو اللہ کا تقویٰ اختیار کرو اور ہر جان یہ نظر رکھے کہ وہ کل کے لئے کیا آگے بھیج رہی ہے۔ اور اللہ کا تقویٰ اختیار کرو یقیناً اللہ اس سے جو تم کرتے ہو ہمیشہ باخبر رہتا ہے۔ اور ان لوگوں کی طرح نہ ہو جاؤ جنہوں نے اللہ کو بھلا دیا تو اللہ نے انہیں خود اپنے آپ سے غافل کر دیا۔ یہی بدکردار لوگ ہیں۔

عموماً دیکھا جاتا ہے کہ ہر برائی اور گناہ کی جڑ ان برائیوں اور گناہوں کو معمولی سمجھتے ہوئے ان سے بچنے کی کوشش نہ کرنا ہے یا ان پر توجہ نہ دینا ہے لیکن یہی بے احتیاطی پھر انسان کو بڑے گناہوں میں مبتلا کر دیتی ہے کیونکہ پھر انسان آہستہ آہستہ نیکیوں کو بھول جاتا ہے نیکی کے ان معیاروں کو بھول جاتا ہے جو ایک مؤمن کو حاصل کرنے چاہئیں۔ اللہ تعالیٰ کا خوف کم ہو جاتا ہے۔ تقویٰ سے دوری ہو جاتی ہے۔ مرنے کے بعد کی زندگی پر کامل ایمان نہیں رہتا۔ گویا کہ ایک ایمان کا دعویٰ کرنیوالا عملاً ایمان کی شرائط سے دور ہٹتا چلا جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی نظر میں پھر مؤمن نہیں رہتا۔ ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے اسی طرف مؤمنوں کو توجہ دلائی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے مؤمنوں کو بڑا زور دے کر فرمایا کہ صرف آج کی اور اس دنیا کی لہو و لعب کی، دلچسپیوں کی، آراموں اور آسائشوں کی یا عزیزوں رشتہ داروں اور دوستوں سے تعلقات کی فکر نہ کرو بلکہ جو فکر کرنے والی چیز ہے وہ تمہاری کل ہے۔ تمہارا اللہ تعالیٰ پر ایمان کا معیار اور اس کا تقویٰ اختیار کرنا تمہاری اصل ترجیح اور فکر ہونی چاہئے۔ تمہارا مرنے کے بعد کی زندگی اور حساب کتاب پر ایمان تمہاری فکر کا مرکز ہونا چاہئے۔ اور اگر یہ ہوگا تو تبھی تمہاری حقیقی اخلاقی ترقی بھی ہوگی جو صرف سطحی اخلاق نہیں ہوں گے بلکہ اللہ تعالیٰ کی رضا کو حاصل کرنے کا مقصود لئے ہوئے ہوں گے۔ تمہاری روحانی ترقی اور یہ دعویٰ کہ میں مؤمن ہوں اسی وقت حقیقی ہوگا جب کل پر نظر ہوگی۔ تمہارا یقینی بے غرض اور سچائی پر مبنی خدا تعالیٰ کی ذات پر ایمان بھی اس وقت اللہ تعالیٰ کی نظر میں حقیقی ہوگا جب اپنے کل کو سامنے رکھتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کی کوشش کرو گے اور اس کے حکموں پر عمل کرنے کی کوشش کرو گے۔ جو پہلی آیت میں نے تلاوت کی ہے کہ اے ایمان والو! خدا سے ڈرتے رہو اور ہر ایک تم میں سے دیکھتا رہے کہ میں نے اگلے جہان میں کونسا مال بھیجا ہے اور اس خدا سے ڈرو جو خبیر اور علیم ہے اور تمہارے اعمال دیکھ رہا ہے۔ یعنی وہ خوب جاننے والا اور پرکھنے والا ہے اس لئے وہ تمہارے کھوٹے اعمال ہرگز قبول نہیں کرے گا۔

پس اللہ تعالیٰ کے اس حکم کو ہم میں سے ہر ایک کو بڑے غور اور کوشش سے سمجھنے کی ضرورت ہے کہ اللہ تعالیٰ کا تقویٰ اختیار کرتے ہوئے ہم اپنے اعمال پر نظر رکھیں۔ ان باتوں پر نظر رکھیں جو ہماری کل سنوارنے والی ہیں۔ اللہ تعالیٰ جو ہمارے دلوں کی پاتال تک نظر رکھنے والا ہے اور اسے ہمارا سب علم ہے اس کو صرف ان باتوں سے دھوکہ نہیں دیا جا سکتا جو سطحی باتیں ہیں بلکہ جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ وہ کھوٹے کھرے کی تمیز کرتا ہے۔ کھوٹے اعمال وہ قبول نہیں کرے گا۔ پس ایک مؤمن کے لئے یہ بہت بڑا فکر کا مقام ہے کہ اپنے کل کی فکر کرے جہاں اعمال کا حساب ہونا ہے۔ غیر مؤمنوں کی طرح ہم صرف اس دنیا ہی کو سب کچھ نہ سمجھ لیں بلکہ حقیقی کامیابیوں کو حاصل کرنے کے لئے تقویٰ پر چلیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے دنیا و عقبیٰ میں کامیابی کا ایک گر بتایا ہے کہ انسان کل کی فکر آج کرے اس سے دنیا میں بھی سنوار پیدا ہوگا اور آخرت کی زندگی میں بھی سنوار پیدا ہوگا پھر آپ نے فرمایا کہ قرآن پاک کی تعلیم وَلْتَنْظُرْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ لِغَدٍ پر عمل کرنے سے نہ صرف انسان دنیا میں کامیاب ہوتا ہے بلکہ عقبیٰ میں بھی خدا کے فضل سے سرخرو ہوتا ہے۔ ہم کبھی آخرت کے لئے سرمایہ حیات جمع نہیں کر سکتے جب تک آج ہی سے اس دار القرار کے لئے تیاری نہ شروع کر دیں۔ اس حوالے سے میں یہ بھی بتانا چاہتا ہوں کہ یہ آیت نکاح کے خطبے میں بھی ہم پڑھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے نکاح کے خطبہ میں پڑھی جانے والی آیات میں مختلف امور کی طرف توجہ دلا کر کہ اپنے رحمی رشتوں کا بھی خیال رکھو۔ اس بندھن کے ساتھ جو ذمہ داریاں پڑنے والی ہیں ان کا بھی خیال رکھو۔ سچائی اختیار کرو اس کے ذریعہ سے نیک اعمال کی اور رشتے نبھانے کی توفیق ملتی رہے گی سچائی پر قائم رہو گے۔ تو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے احکامات پر چلو اس میں تمہاری کامیاب زندگی ہے۔ جیسا کہ حضرت خلیفہ اول نے یہ فرمایا کہ دنیا بھی سنور جائے گی اور عقبیٰ بھی سنور جائے گی۔ اس دنیا میں گھریلو زندگی بھی جنت نظیر بن جائے گی اور اللہ تعالیٰ کے حکموں پر عمل کرنے سے آخرت کے انعامات بھی ملیں گے۔ پھر صرف اپنی ذات تک ہی نہیں بلکہ اس وجہ سے اولاد بھی نیکیوں پر چلنے والی ہوگی۔ گویا صرف اپنی کل نہیں سنوار رہے ہوں گے بلکہ اگلی نسل کی کل کی بھی۔

پس اگر وہ گھر جو اپنے یا وہ خاندان جو اپنے گھروں کو چھوٹی چھوٹی باتوں پر برباد کر رہے ہوتے ہیں اللہ تعالیٰ کے حکموں پر غور کرنے والے اور ان پر عمل کرنے والے بن جائیں تو نہ صرف اپنے گھروں کے سکون کے ضامن ہو جائیں گے اپنے بچوں کی صحیح تربیت اور ان کو تقویٰ پر چلنے کی طرف رہنمائی کرنے والے بھی بن جائیں گے اور ان کی زندگیاں سنوارنے والے بھی بن جائیں گے بلکہ اللہ تعالیٰ کے انعامات اس دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی حاصل کرنیوالے بن جائیں گے۔ پس ایسے گھروں کو جو چھوٹی چھوٹی باتوں پر صرف دنیاداری کی خاطر اپنے گھروں کو برباد کر رہے ہیں سوچنا اور غور کرنا چاہئے۔ اگلی نسلیں صرف آپ ہی کی اولاد نہیں ہیں بلکہ جماعت اور قوم کا بھی سرمایہ ہیں۔ ان کو صحیح راستے دکھانا ماں باپ کا کام ہے اور یہ تبھی ہو سکتا ہے جب ماں باپ اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے احکامات کے مطابق چلانے کی کوشش کرنے والے ہوں۔ اللہ تعالیٰ سب کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔

یہ تو ایک پہلو ہے جس کی طرف ہر مؤمن کو کوشش کرنے کی طرف اللہ تعالیٰ نے توجہ دلائی ہے عمل کرنے کی طرف تاکہ اپنی اور بچوں کی دنیا و آخرت سنوار سکیں۔ ہماری زندگی میں بیشمار ایسے مواقع آتے ہیں جب ہم تقویٰ سے کام نہیں لیتے۔ آخرت پر نظر نہیں رکھتے۔ اس دنیا کے وسائل اور ضروریات کو ہی سب کچھ سمجھ لیتے ہیں۔ دنیا کے سہاروں کو اللہ تعالیٰ کے سہاروں پر لاشعوری طور پر ترجیح دیتے ہیں۔ پھر اپنی کمزوریوں کی وجہ سے نااہلیوں کی وجہ سے سستیوں کی وجہ سے اس دنیا کے مستقبل کو بھی برباد کرتے ہیں اس دنیا میں جو اپنی کل ہے اس کو بھی برباد کرتے ہیں اور اگلے جہان کی کل کو بھی نظر انداز کر دیتے ہیں۔ حضرت خلیفہ اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس بات کی وضاحت فرماتے ہوئے کہ نتائج پر یا کل پر نظر رکھنے کا خیال کس طرح پیدا ہو کس طرح نظر رکھی جائے۔ اس کے لئے آپ فرماتے ہیں کہ اس بات پر ایمان رکھے کہ وَ اللّٰهُ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ کہ جو کام تم کرتے ہو اللہ تعالیٰ کو اس کی خبر ہے۔ انسان اگر یہ یقین رکھے کہ کوئی خبیر و علیم بادشاہ ہے جو ہر قسم کی بدکاری دغا فریب سستی و کاہلی کو دیکھتا ہے اور اس کا بدلہ دے گا تو وہ بچ سکتا ہے۔

پس مؤمن کو کل پر نظر رکھنے کا کہہ کر اپنے معمولی گھریلو معاملات سے لے کر اپنے معاشرتی کاروباری ملکی بین الاقوامی تمام معاملات پر تقویٰ پر چلنے کی طرف توجہ دلا دی اور جو تقویٰ پر نہیں چلتا پھر وہ اس بات کو بھی ذہن میں رکھے کہ خدا کی پکڑ میں ایسا انسان آئے گا۔ پس ہمیں اس سوچ کے ساتھ اپنے دلوں کو ٹٹولتے رہنا چاہئے اور ہر کام کے انجام پر نظر رکھنی چاہئے کہ خدا تعالیٰ کی اس لئے کہ خدا تعالیٰ کی میرے ہر کام پر نظر ہے۔ یہ سوچ جب پیدا ہو جائے تو مؤمن ایک حقیقی مؤمن بن جاتا ہے یا بننے کی طرف قدم بڑھا رہا ہوتا ہے۔ جب ہم میں سے ہر ایک ایسی سوچ کے ساتھ اپنے فرائض اور ذمہ داریاں ادا کرے گا اور اس کے لئے کوشش کرے گا تو جماعت کے عمومی معیار جو تقویٰ کے ہیں وہ بھی بلند ہوں گے اور یہ تقویٰ کا معیار بلند ہوتا ہوا جماعتی طور پر بھی خود بخود نظر آنا شروع ہو جائے گا۔ نہ تربیت کے شعبے کے لئے مشکلات اور مسائل ہوں گے نہ امور عامہ اور قضاء کے شعبے کے لئے مسائل نہ ہی دوسرے شعبوں کو یاددہانیوں کی

باقی صفحہ 19 پر ملاحظہ فرمائیں

کمپوزنگ و ڈیزائننگ: کرشن احمد قادیان

Printed & Published by: Jameel Ahmed Nasir on behalf of Nigran Board of Badr, at Fazle-Umar Printing Press Qadian, Harchowal Road Po. Qadian, Distt. Gurdaspur-143516, Punjab, India. And published at office of the Weekly Badr Moh- Ahmadiyya, Harchowal Road P.o Qadian Distt. Gsp-143516, Punjab. India. Editor: Mansoor Ahmad